

رَمزِ وَالضُّحیٰ

نعتیہ دیوان [اوّل]

مفتی سیّد شاکر حسین سیفی

صدر شعبۂ افتا دار العلوم محبوب سبحانی، ممبئی، انڈیا

بزمِ فیضانِ رضا

طلبۂ دار العلوم محبوب سبحانی کالونیٹ ممبئی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رَمزِ وَالضُّحٰی

نعتیہ دیوان [اوّل]

مفتی سید شاکر حسین سیفی

صدر شعبۂ افتا دار العلوم محبوبِ سبحانی، ممبئی، انڈیا

ناشر

بزمِ فیضانِ رضا

طلبۂ دار العلوم محبوبِ سبحانی، کرلا ویسٹ، ممبئی ۷۰

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	:	رَمزِ والضُّحٰی [نعتیہ دیوان]
مصنف	:	مفتی سید شاکر حسین سیفی مصباحی
		صدر شعبۂ افتا دار العلوم محبوب سبحانی، کرلا ویسٹ ممبئی، انڈیا۔
		فون:9892137196
نظر ثانی	:	مفتی سید محمد اکرام الحق صاحب مصباحی
		پرنسپل دار العلوم محبوب سبحانی، کرلا ویسٹ ممبئی
کمپوزنگ	:	بدست مصنف
تزیین وسیٹنگ	:	مولانا محمد رفیق نظامی سبحانی، استاذ ادارہٰذا
اشاعتِ اوّل	:	رجب المرجب ۱۴۴۶ھ۔جنوری ۲۰۲۵ء
صفحات	:	۳۲۶
قیمت	:	۲۰۰
تعداد	:	۱۰۰۰
ناشر	:	بزمِ فیضانِ رضا
		طلبۂ دار العلوم محبوبِ سبحانی، کرلا ویسٹ، ممبئی ۷۰

شرف انتساب

میرے والدِ بزرگوار ماہرِ شعر و سخن شمس الواعظین پیر طریقت

حضرت علامہ **سید سیف اللہ شاہ** قادری

اور

میری والدہ

بی بی فاطمہ بنت ظفر حسین

کے نام

جن کی دعائیں میرے شاملِ حال رہیں

نیز میرے مشفق و محسن برادر اکبر و ابتدائی استاذ

قاری سید عرب علی کے نام

جنہوں نے میرے والد کے بعد حسبِ مقدور میری کفالت کی، مجھے علم دین کی راہ پر لگا دیا، میں آج جو کچھ ہوں اس میں ان کا بنیادی رول ہے اللہ تعالیٰ ان سب کی بے حساب مغفرت فرمائے ان کے درجات کو بلند فرمائے۔

فہرست

نمبر شمار	مضامین/مصرعے	صفحہ
۱	پیش لفظ..... مفتی سید شاکر حسین سیفی	۱۶
۲	تقدیم..... مفتی سید اکرام الحق مصباحی	۱۹
۳	محقق عالمِ دین، مستند مفتی اور ممتاز شاعر..... تاج الشعراء علامہ سلمان فریدی	۲۴
۴	نور فراست اور تجدید سخن..... فصیح العصر میرزا امجد رازی	۳۸
۵	سید شاکر حسین سیفی کی نعت نگاری..... حضرت علامہ مفتی توفیق احسن صاحب برکاتی	۴۴
۶	سید شاکر حسین سیفی کی دھنک رنگ نعتیہ شاعر..... ضرت علامہ طفیل احمد صاحب مصباحی	۵۵
۷	مے سرورِ ولا، لا الہ الا اللہ..... غیر منقوط	۷۴
۸	دو عالم کا ماویٰ، سرائے محمد..... غیر منقوط	۷۵
۹	روئے کرم سے لَو، ہے لگائے، ادائے دل..... غیر منقوط	۷۶
۱۰	کرم کی ہے گھٹا موئے محمد ..... غیر منقوط	۷۷
۱۱	کرم ہو اے مرے مولا کہ سائلِ در ہوں..... غیر منقوط	۷۸
۱۲	تمثیل سے ورا ہے حسن و جمال تیرا ردیف " الف "	۷۹
۱۳	مرا نطق جگمگایا تجھے حمد ہے خدایا	۸۰
۱۴	شیشۂ دل میں چمک، مطلع ایمان میں آ	۸۱
۱۵	خیالِ گیسوئے مشکیں! مری بہار! نہ جا	۸۲
۱۶	جو ذرّہ جھڑ کے پیزارِ شہِ لولاک سے نکلا	۸۳
۱۷	اُن کی الفت کا نشہ جب سرِ ایمان چڑھا	۸۴

۱۸	اعجازِ سخن، جلوۂ یوحیٰ سے بہم تھا	۸۵
۱۹	بندھ کر جو ترے عشق کی زنجیر سے پہنچا	۸۶
۲۰	جس پر بھی ان کی خاص عنایت کا در کھلا	۸۷
۲۱	دریائے کرم اُن کا، تخلُّف نہیں کرتا	۸۸
۲۲	زہے حسنِ محبوبِ قدرت کا سہرا	۸۹
۲۳	پردہ سا جو حائل ہے سرک جائے تو اچھا	۹۰
۲۴	نبی کے نقشِ پا سے نور لے! انجم فشاں ہو جا	۹۱
۲۵	نہ سورج سے نہ تابِ جوہرِ ادراک سے پیدا	۹۲
۲۶	مرتبہ، دائرۂ عقل سے بالا اُن کا	۹۳
۲۷	بلبل کو دے کے زمزمۂ جاں فزا گیا	۹۴
۲۸	زیست کی ساری تگ و تاز کا حاصل پایا	۹۵
۲۹	جلوہ گر جب زمانے میں حق ہو گیا	۹۶
۳۰	حسنِ کامل سے مُتّصف دیکھا	۹۶
۳۱	جگمگا اُٹھے ستارے، آسماں چمکا دیا	۹۷
۳۲	جہاں میں تذکرہ ہے جن لبوں کی جگمگاہٹ کا	۹۹
۳۳	مظہرِ حسنِ ازل جب سرِ تنویر نہ تھا	۱۰۰
۳۴	یہ کون! پردۂ تذکار سے نکل آیا	۱۰۱
۳۵	طاعت میں رہے دائرۂ کار، ہوس کا	۱۰۲
۳۶	حق بجانب ہے یہ یقیں میرا	۱۰۳
۳۷	نہ اعدائے شہِ لولاک نے خود کو یہاں بدلا	۱۰۴
۳۸	دلوں کے غنچے کھلے، سخن پر جمال آیا کمال آیا	۱۰۵
۳۹	باطل کے طرف دار! تو ناکام رہے گا	۱۰۷

۴۰	درِ رحمت پہ رعایہ گئی، سلطان گیا..... تضمین بر کلام امام الکلام	۱۰۸
۴۱	ارشادِ کُنتُ کَنز کی توضیح، لاجواب ردیف ”ب“	۱۱۰
۴۲	نکتۂ وَالضُّحیٰ، صبح روئے حبیب	۱۱۱
۴۳	جس کو پئے مزار ہے ان کا حرم نصیب	۱۱۲
۴۴	مانگتا ہے تجھ سے روز و شب کا ہر پیپر، جواب	۱۱۳
۴۵	ہر ہے یُطعِمُون سے شانِ ابوتراب	۱۱۵
۴۶	کس گل کا لمس ہے کہ ہوئی مشکبار دھوپ ردیف ”پ“	۱۱۶
۴۷	ہے ان کے فیضِ تبسم سے وہ نشاط کا دیپ	۱۱۷
۴۸	وصل ہو یا فراق ہے دلچسپ	۱۱۸
۴۹	آئینہ کیوں کر نہ ہو حیران آپ	۱۱۹
۵۰	کلفت کی دھوپ میں شجرِ سایہ دار، باپ	۱۲۰
۵۱	جامِ ”بلیٰ“ میں ہم نے پیا بادۂ اَلَست ردیف ”ت“	۱۲۱
۵۲	زلفِ "واللیل" وہ تابندہ کرامات کی رات	۱۲۲
۵۳	تابِ رخ سے ہیں فیضیاب بہت	۱۲۳
۵۴	حشر تک پوری نہ ہوگی وسعتِ معنیٰ کی بات	۱۲۴
۵۵	باغِ دل میں ہے بہارِ جلوہائے اہلِ بیت	۱۲۵
۵۶	لَو، اُن سے لگا! شمعِ محبت کے مزے لوٹ ردیف ”ٹ“	۱۲۶
۵۷	بہارِ چمن آپ کی مسکراہٹ	۱۲۷
۵۸	بلبل کی، گل کی، اور ہے بادِ صبا کی رٹ	۱۲۸
۵۹	اُن سے ہے ایمان کا رشتہ اٹوٹ	۱۲۹
۶۰	کیا ڈرائے گی مجھے دور سے غم کی آہٹ	۱۳۰
۶۱	بندگی میرا اثاثہ، اشکِ غم میرے اثاث ردیف ”ث“	۱۳۱

۶۲	خُم وصراحی وساغر میں جودھری ہے عبث	۱۳۲
۶۳	کِھلے گُل، بہارِ نبوت کے باعث	۱۳۳
۶۴	نورِ نظر، بصیرتِ احباب ہے حدیث	۱۳۴
۶۵	یارب! فروغ پائے شبِ انتظار آج ردیف ”ج“	۱۳۵
۶۶	کیا چمکتا ہے رخِ شاہِ زمن کا سورج	۱۳۶
۶۷	کشتِ الفاظ میں اُگے سورج	۱۳۷
۶۸	حجابِ حسنِ ازل، یوں اُٹھا شبِ معراج	۱۳۹
۶۹	بانٹتا ہے جو زمانے کو اجالا سورج	۱۴۰
۷۰	لے! دواتِ نور، سورج سے، خطِ تنویر کھینچ ردیف ”چ“	۱۴۱
۷۱	احاطہ کر نہیں سکتی کوئی زباں سچ مچ	۱۴۲
۷۲	تمام انبیا میں ستاروں کے بیچ	۱۴۳
۷۳	ہیچ ہے دھوپ، چاندنی ہے ہیچ	۱۴۴
۷۴	حکمتِ جہانِ گُل، قطرۂ اَلَم نَشرَح ردیف ”ح“	۱۴۵
۷۵	فرازِ چرخ کا صفحہ حضور کا مداح	۱۴۶
۷۶	نہ کوئی ان کی طرح ہے نہ وہ کسی کی طرح	۱۴۷
۷۷	اثمارِ بے بہا لیے نازو نعَم کی شاخ ردیف ”خ“	۱۴۸
۷۸	مہر و مہ و نجوم ہیں جلوہ نمائے رخ	۱۴۹
۷۹	"وَالضحیٰ وَاللّیل" کا اسلوب و لہجہ منفرد ردیف ”د“	۱۵۰
۸۰	جمالِ سحر، فیضِ روئے محمد	۱۵۱
۸۱	اے حسنِ جلوہ پوش تجھے دیکھنے کے بعد	۱۵۲
۸۲	گرمیِ وصلِ قدم سے ہے پگھل کر، آباد	۱۵۲
۸۳	والضحیٰ کا ذکر ہو، یا عارضِ رحمت کی یاد	۱۵۳

۸۴	تو صاحبِ لولاک ہے، تو قبلۂ مقصود اے حامد و محمود	۱۵۴
۸۵	کلیوں کے تبسم میں لبِ شہ کی ادا ڈھونڈ ردیف ”ڈ“	۱۵۶
۸۶	جن کو تھا اپنی فصاحت کا گھمنڈ	۱۵۷
۸۷	ہوا سرچشمۂ لمعانِ روئے والضحیٰ کاغذ ردیف ”ذ“	۱۵۷
۸۸	جو سدا ساتھ رہے فتح و ظفر کا تعویذ	۱۵۸
۸۹	گل، مشکِ ختن، عود کے اشجار، معطر ردیف ”ر“	۱۵۸
۹۰	کیوں روئے ہجر سے دلِ بیزار زار زار	۱۵۹
۹۱	فریب خوردۂ گُل ہوں، نہ میں کلی کا اسیر	۱۶۰
۹۲	دل کو آئینہ بنا، ان سے شناسائی کر	۱۶۱
۹۳	ہر خط سے ورا، حیطۂ تقریر سے باہر	۱۶۲
۹۴	دونوں ہیں فدا، دلکشیِ حرفِ رقم پر	۱۶۳
۹۵	ساتھ لا اُن کی یادیں، رُلا! رات بھر	۱۶۴
۹۶	سرِ اشارۂ انگشت ہے قمر چڑھ کر	۱۶۵
۹۷	آفاقِ عرب، نور ہے، دنیائے عجم، نور	۱۶۶
۹۸	اُن کے فیضانِ نظر سے جب سنورتی ہے نظر	۱۶۷
۹۹	چاند سورج ہیں ظلِ روئے حضور	۱۶۸
۱۰۰	حُسنِ جنت کی جن پر نظر وہ عمر	۱۶۹
۱۰۱	جو اسلام میں ہے نمودار پیڑ ردیف ”ڑ“	۱۷۱
۱۰۲	دنیا سے رخ اپنا موڑ	۱۷۱
۱۰۳	جو ہو نگاہِ یار سے وہ میکشی، عزیز ردیف ”ز“	۱۷۲
۱۰۴	صبح، لب ریز، شام ہے لب ریز	۱۷۳
۱۰۵	جذبۂ حُسنِ ادا کی دہلیز	۱۷۴

۱۰۶	کیا بادِ مخالف سے ہو پرواز سبوتاژ	ردیف ”ژ“	۱۷۵
۱۰۷	یوں چمن میں چہچہاؤ اور بس	ردیف ”س“	۱۷۶
۱۰۸	نغمۂ عشق میں ڈھلتی رہے ایقان کی سانس		۱۷۷
۱۰۹	قریۂ دل میں اتر! روح میں بس اب کے برس		۱۷۸
۱۱۰	سرنگوں بحرِ بلاغت کے شناور خاموش	ردیف ”ش“	۱۷۹
۱۱۱	اے زائرِ مدینہ! مرا لیکے نام خاص	ردیف ”ص“	۱۸۰
۱۱۲	سدا بہار، چمن ہے، دیارِ غم مخصوص		۱۸۱
۱۱۳	جب وہ خورشید ہے اک جلوۂ تابِ عارض	ردیف ”ض“	۱۸۲
۱۱۴	خُم سے غرض نہ بادۂ گلفام سے غرض		۱۸۳
۱۱۵	بے نیازِ جانِ گلشن ہو کوئی بلبل، غلط	ردیف ”ط“	۱۸۴
۱۱۶	مے سے ہے ربط ضبط نہ ساغر سے ربط ضبط		۱۸۵
۱۱۷	یہ درِ خیر البشر ہے، فرحتِ دل! احتیاط		۱۸۶
۱۱۸	کس کی توصیف کو آتے ہیں دہَن میں الفاظ	ردیف ”ظ“	۱۸۷
۱۱۹	جمالِ یار ہے محفوظ، ہر ادا محفوظ		۱۸۸
۱۲۰	ظرفِ نگاہ، ساقیِ دیدار ہے وسیع	ردیف ”ع“	۱۸۹
۱۲۱	نگارِ اوّلِ کن، حُسنِ یکتا، افضل وارفع		۱۹۰
۱۲۲	کب آئے گا پردہ اٹھانے کا موقع		۱۹۱
۱۲۳	کیا تابِ نظر ہے تری اے دیدۂ مازاغ	ردیف ”غ“	۱۹۲
۱۲۴	جلے ہیں روغنِ عشقِ نبی جو پی کے چراغ		۱۹۳
۱۲۵	کرتا ہے جب بھی یادِ رخِ والضحیٰ دماغ		۱۹۴
۱۲۶	کشتِ امکاں پہ برستا ہے سدا لمعۂ لطف	ردیف ”ف“	۱۹۵
۱۲۷	واللیل گیسو کی گھٹا کچھ اس طرف کچھ اس طرف		۱۹۶

۱۲۸	کچھ اس طرح سے میسر ہو بے خودی کا شرف		۱۹۸
۱۲۹	خورشید بداماں ہیں تری زیست کے اوراق	ردیف ”ق“	۱۹۹
۱۳۰	قرار پاتا ہے اُس در پہ آدمی کا شوق		۲۰۰
۱۳۱	پسِ انبیاء، مردِ افضل بہ تحقیق، ابوبکر صدیق		۲۰۱
۱۳۲	روشن ہے سمائے وَرَفَعنا لَکَ ذِکرَک	ردیف ”ک“	۲۰۲
۱۳۳	پڑھ! اگر ایمان ہے الحمد سے والناس تک		۲۰۳
۱۳۴	شہرِ مدحت کی لگی جب دلِ بیمار پہ خاک		۲۰۴
۱۳۵	نام لے گل مہک اور مہک اور مہک		۲۰۵
۱۳۶	ظلمت رداچیرتا ہے تیر، ابھی تک..... ذکر امام حسین رضی اللہ عنہ		۲۰۶
۱۳۷	آتا نہیں کلام میں وہ بے خودی کا رنگ	ردیف ”گ“	۲۰۷
۱۳۸	رد ہوتی نہیں عرض گدا اور بھی کچھ مانگ		۲۰۷
۱۳۹	وصل کے جام، شبِ ہجر میں پینے ہم لوگ		۲۰۸
۱۴۰	کہیں کھلے گلِ خوشبو، کہیں ضیا کے پھول	ردیف ”ل“	۲۰۹
۱۴۱	پڑھ کر تری مدحت کا پہاڑا سرِ محفل		۲۱۰
۱۴۲	محوِ طواف، ارضِ گل و آسمانِ گل		۲۱۱
۱۴۳	یوں جلوۂ جاناں سے ہو سرشار مرا دل		۲۱۲
۱۴۴	رخِ والضحیٰ پر ہے پردہ مسلسل		۲۱۳
۱۴۵	کرتے ہیں فدا جس کے لب و رخ پہ چمن پھول..... تضمین بر کلام امام الکلام		۲۱۴
۱۴۶	جانِ چمن، گیسوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم	ردیف ”م“	۲۱۶
۱۴۷	عشق کیا ہے نور کے سانچے میں ڈھل جانے کا نام		۲۱۷
۱۴۸	لفظوں میں کہکشاں کو اتارا کریں گے ہم		۲۱۸
۱۴۹	سرورِ اَبرار پر لاکھوں سلام		۲۱۹

۱۵۰	حسن عارض پر جمال والضحیٰ کا پیرہن ردیف ”ن“	۲۲۱
۱۵۱	جوابِ آئینۂ ذوالجلال، ناممکن	۲۲۲
۱۵۲	کمالِ اتباعِ شاہِ دیں کا جس میں ہے روغن	۲۲۳
۱۵۳	تابِ نظر کسے کہ اٹھائیں نقابِ حُسن	۲۲۴
۱۵۴	گلِ شاہ زمن امام حسن	۲۲۵
۱۵۵	عیدِ میلاد کی ہر شاخِ ثمر کاٹتے ہیں ردیف ”ل“	۲۲۶
۱۵۶	پرو کر سلکِ فن میں تحفۂ تالیف لاتے ہیں	۲۲۷
۱۵۷	راہِ حق کا سراغ رکھتے ہیں	۲۲۷
۱۵۸	جو پھل درختِ شریعت سے مستفاد نہیں	۲۲۸
۱۵۹	سب منتظرِ حکم ہیں، تیار کھڑے ہیں	۲۲۹
۱۶۰	کہاں جمالِ رخِ یار کی شعاع نہیں	۲۳۰
۱۶۱	بادۂ خُم سے کیا غرض، منتِ جام اٹھائے کیوں	۲۳۱
۱۶۲	خلد تیری ہے، محلّاتِ اِرم تیرے ہیں	۲۳۲
۱۶۳	بے کیف و کم، سیر دَنی یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں	۲۳۳
۱۶۴	حسن و جمالِ بے مثال کوئی بتائے کیا کہ یوں	۲۳۴
۱۶۵	عارض نے والضحیٰ کے جلوے دکھا دیے ہیں..... تضمین بر کلام اعلیٰ حضرت	۲۳۵
۱۶۶	جانِ لطف و قرار پھرتے ہیں..... تضمین بر کلام اعلیٰ حضرت	۲۳۷
۱۶۷	نجومِ نطق میں تو ہے مہِ مقال میں تو ردیف ”و“	۲۳۹
۱۶۸	لیلۃ القدر کے پُر کیف نظارے گیسو	۲۴۰
۱۶۹	ان کا کرم بدلتا ہے احوالِ زِشت کو	۲۴۱
۱۷۰	مستانۂ عارض ہوں، خُم ہو نہ پیالی ہو	۲۴۲
۱۷۱	گلشنِ دل میں سدا اُن کی بہارِ یاد ہو	۲۴۳

۱۷۲	الفاظ میں کہاں ہے وہ تنویر ہو بہو	۲۴۴
۱۷۳	اِن کے در پر جو مِلی خاک نشینی ہم کو	۲۴۵
۱۷۴	صد شکر کہ دل، صاحبِ ایمان ہے اللہ ردیف ”ہ“	۲۴۶
۱۷۵	وہ خیرِ رُسل، عرش کے مہمان وغیرہ	۲۴۷
۱۷۶	کیا کہیے! مدحِ گیسوئے رحمت کا فائدہ	۲۴۸
۱۷۷	کیوں نہ پھولوں میں رہے خندہ لبی کا سلسلہ	۲۴۸
۱۷۸	نہیں ہے شرک، سوالِ عطا کا دروازہ	۲۴۹
۱۷۹	لَو، شمعِ محبت کی بڑھا اور زیادہ	۲۵۰
۱۸۰	چمک دار جس سے ہے سینہ، مدینہ	۲۵۱
۱۸۱	کہیں اونچی نہ ہو جائے صدا آہستہ آہستہ	۲۵۲
۱۸۲	تو وصل کا طالب ہے تو ہمت کی کمر باندھ	۲۵۳
۱۸۳	فدا ہے جس پہ ہر اک نرگسِ جمال کی آنکھ	۲۵۴
۱۸۴	پھلدار پیڑ دیکھ! حسیں سبزہ زار دیکھ	۲۵۵
۱۸۵	رشتہ ہے میکدے سے نہ بنتِ عِنَب کے ساتھ	۲۵۶
۱۸۶	یہ تاج ہائے کرامت ذرا سنبھال کے رکھ	۲۵۷
۱۸۷	تنویرِ محمد کا یہ تابندہ اثر دیکھ	۲۵۸
۱۸۸	ان کے قدم کا نورِ اثر چاٹتی رہی ردیف ”ی“	۲۵۹
۱۸۹	لباسِ ”مِثلُکُم“ میں ہے جمالِ اَیُّکُم مِثلی	۲۶۰
۱۹۰	جلوۂ حسنِ ازل، جانِ ورا ہے کوئی	۲۶۱
۱۹۱	آئینۂ جمال ہے آفاقِ زندگی	۲۶۲
۱۹۲	عروجِ صاحبِ لولاک، سبحان الذی اسریٰ	۲۶۳
۱۹۳	لعابِ شہِ دیں ہے معجز نما بھی	۲۶۴

۱۹۴	صبح، تیری ہے، تری شام، رسول عربی	۲۶۵
۱۹۵	کہتی ہے شوکتِ مازاغ نگاہی تیری	۲۶۶
۱۹۶	خورشید و قمر، سنگ و شجر، طائر و ماہی اے نورِ الٰہی	۲۶۷
۱۹۷	لمعانِ مہرِ سنت ہے لَا نَبِیَّ بَعدِی	۲۶۹
۱۹۸	ذکرِ جاناں سے نہ کیوں زلفیں سنواریں عید کی	۲۷۰
۱۹۹	تیری رفتار ہے کیا! صبح ابھی شام ابھی	۲۷۱
۲۰۰	آفاقِ دل میں طلعتِ فن اور بڑھ گئی	۲۷۲
۲۰۱	آیاتِ عبادت کی تفسیر نہیں ہوتی	۲۷۳
۲۰۲	ساغر و خُم تھے نہ کوئی دخترِ انگور تھی	۲۷۴
۲۰۳	ان کے درِ جمال پہ شام و سحر گئی	۲۷۵
۲۰۴	نوشہِ بزمِ بالا ہمارا نبی..... تضمین بر کلام اعلیٰ حضرت	۲۷۶
۲۰۵	صدائے نورِ ہدایت ہے سرگزشت ان کی	۲۷۸
۲۰۶	جامعِ قرآن، عثمانِ غنی	۲۷۹
۲۰۷	رفتار، زندگی کے سب آزار چاٹ لے ردیف ”ے“	۲۸۰
۲۰۸	ہنگامِ سحر، مطلع انوار میں گم ہے	۲۸۱
۲۰۹	فلک رہے نہ رہے خاکداں رہے نہ رہے	۲۸۲
۲۱۰	ہم نوا ہوتی ہے بلبل اک حسیں آہنگ سے	۲۸۳
۲۱۱	پیکر ہے عطر بیز، شگفتہ مزاج ہے	۲۸۴
۲۱۲	یُوحیٰ سے ترے نطق کی تحسین ہوئی ہے	۲۸۵
۲۱۳	روشن ہیں جو نقشِ قدمِ عزّ و شرف سے	۲۸۶
۲۱۴	جو زرِ عشق کی اینٹوں سے بنی ہوتی ہے	۲۸۷
۲۱۵	بادہ و خُم سے ہے مطلب نہ غرض جام سے ہے	۲۸۸

۲۱۶	درِ کرم کی طرف انعطاف کرتی ہے	۲۸۹
۲۱۷	کثرتِ صلِّ علیٰ، شُغل جو کر لیتا ہے	۲۹۰
۲۱۸	شبِ فراق ہے آؤ بہت اندھیرا ہے	۲۹۱
۲۱۹	جن کے دُردنداں پہ نچھاور ہیں ستارے سرکار ہمارے	۲۹۲
۲۲۰	عصائے لطف سے دریا اچھال دیتا ہے	۲۹۳
۲۲۱	پردہ، حسنِ اَتَم سے اٹھتا ہے	۲۹۴
۲۲۲	طلعتِ خورشید، بھی اک پرتوِ اشراق ہے	۲۹۵
۲۲۳	ارضِ سیرت جو زمانے کو شجر دیتی ہے	۲۹۶
۲۲۴	جس کو جنونِ حسرتِ لیلائے دید ہے	۲۹۷
۲۲۵	حدِ مقام سے تیرہ شبی نکلتی ہے	۲۹۸
۲۲۶	آفاق جگمگائے اِلی الحق رجوع سے	۲۹۹
۲۲۷	ان کی بہارِ یاد، مداوائے رنج ہے	۳۰۰
۲۲۸	ہر گھڑی محوِ طوافِ حسنِ جانانہ رہے	۳۰۰
۲۲۹	صدیوں سے اہلِ دل نے کیا کیا خیال باندھے	۳۰۱
۲۳۰	روشن، آئینے ہیں سیّاروں کے	۳۰۲
۲۳۱	فکر میں کون ہے، لفظوں میں چمکتا کیا ہے	۳۰۳
۲۳۲	بزمِ گل میں ہے نہ تاروں کی حسیں محفل میں ہے	۳۰۴
۲۳۳	اے غزل! ساغر اُٹھا لے نعت کے	۳۰۵
۲۳۴	مُحیطِ حرفِ ثنا، کاروانِ رحمت ہے	۳۰۶
۲۳۵	ہر ایک ذرہ یہاں کا، مہمان لگتا ہے	۳۰۷
۲۳۶	اُس یمِ نور سے رحمت کے اجالے نکلے	۳۰۸
۲۳۷	سفر ذوقِ نمو، جلد، شجر تک پہنچے	۳۰۹

۲۳۸	ہر ایک گوشۂ در، محترم، حضور کا ہے	۳۱۰
۲۳۹	غموں کی دھوپ میں یہ سایہ دار رہتا ہے	۳۱۱
۲۴۰	چمن چمن مسکرائے غنچے، خزاؤں کا سر قلم کیا ہے	۳۱۲
۲۴۱	خیالِ یار کے گیسو سنورنے لگتے ہیں	۳۱۴
۲۴۲	کشتِ سخن ہماری ہری ہے ہری رہے	۳۱۵
۲۴۳	رنگ بہار خلد، عجب! عکس ریز ہے	۳۱۶
۲۴۴	کلی کلی ہے کس کا فیضِ مشکِ جاں لیے ہوئے	۳۱۷
۲۴۵	ظلمتِ جبر مٹے، ظلم کا شیشہ پھوٹے	۳۱۹
۲۴۶	کیا ہی اللہ کی رحمت کا نشاں ہے ماں ہے	۳۲۰
۲۴۷	اٹھی عنایتِ شہ کی گھٹا مدینے سے	۳۲۱
۲۴۸	تکتا ہے کھڑا اے شہِ خوباں! ترے آگے	۳۲۲
۲۴۹	عروسِ نکہتِ ایماں کا جو محمل نکلتا ہے	۳۲۳
۲۵۰	تن کی خوشبو سے فضاؤں کا بدن ڈھانپ گئے	۳۲۴
۲۵۱	بارگاہِ رحمت میں تولہ ہے نہ ماشہ ہے	۳۲۴
۲۵۲	قطعات	۳۲۵
۲۵۳	قطعات	۳۲۶

پیش لفظ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے انسان کو پیدا کیا اور اسے بیان سکھایا، لاکھوں کروڑوں درود و سلام اس کے ممدوح و محبوبِ اعلیٰ پر جن کے ذکر کو اس نے بلند فرمایا اور انھیں جوامع الکلِم عطا فرما کر افصحِ عالم بنایا۔

اعجازِ سخن جلوۂ یُوحیٰ سے بہم تھا — دم مارے یہاں کس کی فصاحت میں یہ دم تھا
آفاقِ توسّل میں تھے ذِکرک کے ترانے — ہر دور اٹھائے وَرَفَعْنَا کا علم تھا

اردو زبان میں بھی نعتیہ شاعری کی تاریخ صدیوں پرانی ہے اس کا آغاز کب ہوا، ماہر لسانیات پروفیسر عبدالستار دلوی اردو دکنی ادب میں نعت گوئی کی ابتدا کے حوالے سے یوں لکھتے ہیں۔

''اردو ادب میں دکنی عہد کی قدیم ترین مثنویوں میں نعت گوئی کا رواج پایا جاتا ہے۔ نویں صدی ہجری/ پندرھویں صدی عیسویں میں فخر دین نظامی نے اپنی مثنوی 'کدم راؤ پدم راؤ' میں نعتیہ اشعار کہے ہیں۔ دسویں صدی ہجری، سولہویں صدی عیسوی میں گجرات کے مشہور صوفی شاعر خوب محمد چشتی نے 'خوب ترنگ' اور اس کی شرح 'امواج خوبی' تصنیف کی۔ اس کے بعد مثنویوں میں حمد کے ساتھ ساتھ نعت اور منقبت لکھنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ گیارہویں صدی ہجری میں ملّا وجہی اور ملّا نصرتی کے علاوہ سبھی شعرا نے نعت نگاری پر قلم اٹھایا۔ یہ سلسلہ عہد قدیم سے انیسویں صدی کے اواخر تک جاری ہے اور تقریباً ہر شاعر نے چاہے وہ غزل گو رہا ہو چاہے مثنوی نگار، نعت گوئی کے دلکش نمونے یادگار چھوڑے ہیں۔'' (مقدمۂ ''سید عبدالفتاح اشرف علی گلشن آبادی اور قصیدہ بردہ: ایک تحقیقی مطالعہ'' مصنفہ ڈاکٹر سعیدہ پٹیل، طباعت، انجمن اسلام اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، ممبئی، ص: ۱۰)

اس طرح ہر دور میں نعتیہ شاعری کی طرف شعرا کی توجہ بڑھتی گئی، نئے نئے اسلوب معرضِ وجود میں آنے لگے، قدیم مفاہیم کو جدید تخیلات کا لبادہ پہنایا جانے لگا، تشبیہات، استعارات وغیرہ بلاغی امور کی دنیا، تجدید کاری میں آباد ہونے لگی اور صنفِ نعت کو اردو زبان میں

اس قدر ارتقا حاصل ہوا کہ ماضی قریب سے نعتیہ دواین بھی منظر عام پر آنے لگے اِن میں سب سے مشہور ومقبول اور مستند نعتیہ دیوان، حدائقِ بخشش، ہے جس کے مطالعے نے نہ جانے کتنے قارئین کے جوہرِ شعر گوئی کو بیدار کیا اور انھیں نعت کی راہ پر لگا دیا۔ کلام موزوں میں شعریت کے ساتھ شریعت کا پاس ولحاظ بھی لازم ہے۔ حدائقِ بخشش دونوں اعتبار سے مستند ہے، اس کے مطالعے سے نعت گوئی کے شرعی آداب سیکھے جاسکتے ہیں۔

جو کہے شعر و پاسِ شرع دونوں کا حسن کیوں کر آئے
لا اسے پیشِ جلوۂ زمزمۂ رضا کہ یوں

میری شاعری کا آغاز زمانۂ طالب علمی میں ہوا، میں نے اس فن میں کسی سے کبھی تلمذ نہیں کیا اور نہ ہی کبھی اپنا کلام کسی کے سامنے اصلاح کے لیے پیش کیا۔ مناسب استاد کا ملنا اور اس کے رابطے میں رہنا جس قدر آج موبائل کے دور میں آسان ہے اتنا پہلے آسان بھی نہیں تھا؛ مگر ہمیشہ حدائقِ بخشش کو پیشِ نظر رکھا اور اس سے نعت گوئی کے شعری وشرعی آداب سیکھے پھر آگے چل کر بعض کتبِ فن اور اساتذۂ سخن کے کلاموں کا بغور مطالعہ کیا، میرے والد گرامی پیر طریقت شمس الواعظین عارف باللہ حضرت علامہ سید سیف اللہ شاہ قادری علیہ الرحمۃ کا مجموعۂ کلام بھی پیش نظر رہا۔ اس طرح میرا شعری سفر کامیابی کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچا۔ آج رمزِ والضحی کی صورت میں میرا پہلا نعتیہ دیوان آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ والضحی قران کی آیت ہے جس کے معنی ہیں چاشت کی قسم بعض مفسرین نے کہا ہے کہ ضحیٰ سے اشارہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے چہرۂ انور کی طرف ہے یعنی والضحیٰ میں از روئے رمز واشارہ حضور ﷺ کی نعت ہے لہذا میں نے اسی کا لحاظ رکھ کر اپنے اس نعتیہ دیوان کا نام رمزِ والضحیٰ رکھا، تاکہ نام بھی ہو اور نعت بھی،

لوحِ دل تابندہ ہوگا جلوۂ رخسار سے اُس پہ رَمزِ والضحیٰ کا نقشۂ تفسیر کھینچ

میرے تخلص سے متعلق بھی بعض لوگ سوال کرتے ہیں دراصل میرا تخلص جو سیفی ہے وہ میرے

والد گرامی کے نام کی نسبت سے ہے آپ کا تخلص سیف تھا۔

جس قدر کلام ''رمزِ والضحی'' میں ہیں تقریباً اس سے زائد کلام میرے پاس ہوں گے۔ چوں کہ ہمارے ادارے دارالعلوم محبوب سبحانی کے ہونہار طلباء کی بزم [بزم فیضان رضا] اسے شائع کر رہی ہے، صفحات محدود رکھے گئے تاکہ بزم پر مالی بوجھ زیادہ نہ ہو۔ اگر کوئی ادارہ یا بزم میرا دوسرا دیوان یا مجموعۂ مناقب شائع کرنا چاہے تو اسے خوش آمدید ہے۔ علاوہ ازیں اس کتاب کی پروف ریڈنگ میں خاصی محنت کی گئی ہے پھر بھی اگر کوئی غلطی نظر آئے تو احباب مطلع فرمائیں!

اللہ تعالیٰ دارالعلوم محبوب سبحانی کے اساتذہ، طلبہ اور اراکین کو سدا شاد وآباد رکھے!

میں بزمِ فیضان رضا اور بالخصوص حضرت علامہ **مفتی سید محمد اکرام الحق** پرنسپل دارالعلوم محبوبِ سبحانی کا بہت شکر گزار ہوں جن کی کوششوں سے **دیوانِ سیفی بنام ''رمزِ والضحیٰ''** زیورِ طباعت سے آراستہ ہوسکا، ساتھ ہی فصیح العصر **میرزا امجد رازی**، **تاج الشعرا علامہ سلمان فریدی**، **علامہ مفتی توفیق احسن برکاتی**، اور **علامہ طفیل احمد مصباحی** کا بہت ممنون ہوں کہ انھوں نے اپنے گراں قدر مضامین سے میری کتاب کو زینت بخشی اور مولانا **محمد رفیق صاحب نظامی سبحانی** نے کمپوز شدہ کلام کی سیٹنگ میں بڑا اہم رول ادا کیا اور مولانا محمد عسقلانی بھی ان کے معاونِ کار رہے نیز حافظ مکارم رضا مکرم نے بڑی محنت کے ساتھ پروف ریڈنگ کی اور حافظ محمد راشد نے بھی اس میں حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ اِن کے اور تمام طلبہ کے علم وفضل میں برکتیں عطا فرمائے اور انھیں دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین۔

سید شاکر حسین سیفی مصباحی

صدر شعبۂ افتا دارالعلوم محبوب سبحانی، ممبئی، انڈیا

بروز سنیچر ۱۱/ جمادی الآخرۃ ۱۴۴۶ھ

14/12/2024

تقدیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

عروس البلاد ممبئ عظمیٰ (صوبۂ مہاراشٹر، ہند) میں **دارالعلوم محبوبِ سبحانی**، مسلکِ حق اہلِ سنت و جماعت، مسلکِ اعلیٰ حضرت کی صحیح ترجمانی کرنے والا ایسا معروف ادارہ ہے، جو اپنے مستحکم نظامِ تربیت، بلند معیارِ تدریس اور عصرِ جدید سے ہم آہنگ نصابِ تعلیم کی بنیاد پر اپنی الگ شناخت رکھتا ہے۔

کوئی ۷۴ برس قبل، فاضلِ جامعہ اشرفیہ مبارک پور، تلمیذِ حضور حافظِ ملت علیہ الرحمہ، حضرت علامہ **مفتی شاہ عبدالرحیم صاحب** قبلہ ساحلؔ مصباحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفّٰی ۲۷ رمئی ر ۲۰۰۵ء) نے سرزمینِ کرلا ویسٹ ممبئ میں بالکل لب روڈ اِس ادارے کی بنیاد ڈال کر تعلیم و تدریس کا آغاز فرمایا تھا۔ شروع ہی سے یہ ادارہ معیاری تعلیم اور عمدہ نظم و نسق کے سبب عوام و خواص کے مابین متعارف رہا، اور اب چار دہائیاں گزر جانے کے بعد، اِس کا علمی، تعلیمی، تربیتی، تبلیغی اور اشاعتی منہج اِس قدر منظم، مستحکم اور پائے دار ہو چکا ہے کہ پورے ملک میں اِسے ایک کامیاب ادارے کی شکل میں دیکھا جا رہا ہے۔ اگر اِس کے اراکین و منتظمین کی مساعیِ جمیلہ اور اساتذہ و مدرسین کی پیہم کاوشیں یوں ہی جاری رہیں تو مستقبل قریب میں یہ ادارہ ایک عظیم الشان جامعہ بن کر اُبھرے گا۔ ان شاء اللہ تبارك وتعالیٰ۔

ویسے تو یہ ادارہ صوبۂ مہاراشٹر میں کسی تعارف و تذکرے کا محتاج نہیں؛ مگر چوں کہ

آج سائنس و ٹکنالوجی کی ترقی نے پوری دنیا کو ایک شہر، بلکہ ایک چھوٹے سے محلے میں تبدیل کر دیا ہے اور انٹرنیٹ کے اِس زمانے میں، نیٹ پر دستیاب کتابوں کا مطالعہ کسی بھی ملک و شہر سے کیا جا سکتا ہے۔ اِس لیے پوری دنیا کے علمی حلقوں میں متعارف کرانے کے لیے ادارہ اور اِس کے متحرک و فعال طلبہ کی انجمن ''**بزمِ فیضانِ رضا**'' کا مختصراً تعارف کر دینا مناسب معلوم ہو رہا ہے۔

دارالعلوم محبوبِ سبحانی، ممبئ، مہاراشٹر، ہند:

ایک صحیح اندازے کے مطابق ۱۹۴۹ء کے آس پاس چند دین دار حضرات نے ایک مسجد کا سنگِ بنیاد رکھ کر سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت سے اسے ''**محبوبِ سبحانی مسجد**'' کے نام سے موسوم کیا۔ تلاشِ بسیار کے باوجود یقین سے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کن سعادت مندوں کے ہاتھوں اِس کی تعمیر عمل میں آئی تھی۔ ۱۹۴۹ء سے ۱۹۷۶ء تک اِسی مسجد کے احاطے میں اہلِ محلہ کے نونہالوں کے لیے دینیات و ناظرہ کی تعلیم ہوتی رہی۔ ۱۹۷۶ء کے اواخر میں اِس خطے کا اقبال بلند ہوا اور بفضلہٖ تعالیٰ، پروردۂ حضور حافظِ ملت علیہ الرحمہ، زاہدِ بے ریا، عمدۃ الأصفیا، زبدۃ الأتقیا حضرت علامہ **مفتی عبدالرحیم** صاحب قبلہ ساحلؔ مصباحی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آمد سے اِس کی رونقِ ظاہری و باطنی دوبالا ہوئی۔ حضورِ والا مرتبت کی اَن تھک کوششوں کا ثمرہ یوں برآمد ہوا کہ ۱۹۷۷ء ہی سے حفظ و درسِ نظامی کی تعلیم کا باضابطہ آغاز ہو گیا اور ۱۹۹۵ء تک مسجد ہی کی عمارت میں یہ سلسلۂ تعلیم جاری رہا۔

۱۹۹۵ء تک حضرتِ موصوف اپنی مخلصانہ و داعیانہ کوششوں کی بدولت اراکین و منتظمین کے دلوں کو دین و مذہب کی خدمت کے جذبۂ صادق سے لبریز کر چکے تھے، چناں چہ

حضرتِ ممدوح کی تحریک پر آپ ہی کی سرپرستی میں اربابِ حل وعقد نے ادارے کی تعمیرِ نو کا منصوبہ بنایا، سرمایہ جمع کیا اور خانوادۂ مارہرہ کے عظیم روحانی پیشوا، **حضور احسن العلما** رحمۃ اللہ علیہ سے سنگِ بنیاد رکھنے کی التجا کی۔ حضور اپنی علالت کے سبب خود تو نہ آسکے؛ لیکن اپنے شہزادے حضرت **سید محمد اشرف میاں** مارہروی مدظلہ العالی کو سنگِ بنیاد کے لیے ایک اینٹ دے کر بھیجا، اور اِس طرح سے حضرت سید محمد اشرف صاحب دام ظلہ اور پیرِ طریقت حضرت علامہ **سید کمیل اشرف صاحب** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مبارک ہاتھوں سے ادارے کی تعمیرِ نو کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور چار منزلہ نہایت مضبوط، شان دار، زلزلہ پروف، سنگ مرمر سے مرصع بہت خوب صورت عمارت کی تعمیر عمل میں آئی، ساتھ ہی مسجد سے بالکل متصل زبیدہ نامی ایک وسیع وعریض تین منزلہ ہوٹل خرید کر ادارے کے نام وقف کیا گیا۔

۞ تادمِ تحریر انھی دونوں عمارتوں میں، تینوں اہم شعبوں ''**تحفیظ، قراءت اور درسِ نظامی**'' سے متعلق ادارے کی تعلیمی سرگرمیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ البتہ شعبۂ دینیات کے دائرے کو وسیع تر کرنے کی کوششیں تا ہنوز جاری ہیں، جن کے نتیجے میں فی الحال محبوبِ سبحانی مسجد کے علاوہ ''**سنی محمدیہ مسجد لالہ کمپاؤنڈ کرلا ویسٹ، فیضِ رضا مسجد پائپ لائن کرلا ویسٹ اور المدینہ مسجد اپچ ڈی آئی ایل کرلا ویسٹ ممبئی**'' میں تقریباً ایک ہزار بچوں اور بچیوں کو دینی تعلیم وتربیت سے آراستہ کیا جارہا ہے۔

۞ اِس برقی دور میں سائنسی علوم وفنون کی اہمیت وافادیت سے کسی بھی صاحبِ عقل کو انکار نہیں ہوسکتا، پھر طلبۂ اسلام کو کامیاب داعی بنانے کے لیے جدید آلاتِ تبلیغ سے لیس کرنا اور اُن میں دینی وعصری علوم کا امتزاج پیدا کرنے کے لیے ٹیکنیکل کورسز کے ادارے اور انسٹی ٹیوٹس قائم کرنا بھی انتہائی ضروری ہے؛ اِس لیے طالبانِ علوم شرعیہ کے لیے بالخصوص اور

مسلمانانِ اہلِ سنت کے بچوں کے لیے بالعموم **ٹیکنکل اور میڈکل کالجز** نیز قوم کو فنِّ تعلیم وتربیت سے آراستہ کرنے والی معلمات ومبلغات عطا کرنے کے لیے ایک بڑے ''**کلیۃ البنات**'' (گرلس کالج) کی ضرورت شدت کے ساتھ محسوس ہوئی؛ لیکن اِن اغراض ومقاصد کی تکمیل کے لیے اِس کی موجودہ عمارت کافی تنگ ثابت ہورہی ہے اور تشنگانِ علومِ نبویہ کی کثرت وہجوم نے بھی اِسے ناکافی بنادیا ہے۔

۞ اِس لیے کرلا ممبئی سے تقریباً ۷۰ کلومیٹر دور بیرونی شہر مہاپولی، بھیونڈی میں تقریباً آٹھ ایکڑ (چالیس بیگھا) پر مشتمل نہایت وسیع وعریض ہموار زمین کی خریداری آٹھ سال قبل عمل میں آچکی ہے۔ لیکن سرمایہ کی کمی اور بعض دوسری رکاوٹوں کے سبب، اس میں اب تک **تعمیری کام شروع نہیں ہوسکا**۔ اگر اہلِ ثروت حضرات اپنی خاص توجہ مبذول فرمائیں تو جلد ہی تعمیری کام کا آغاز ہوگا اور اِس کی فلک بوس اور پرشکوہ عمارتیں دیکھ کر اہلِ سنت کو قلبی مسرت حاصل ہوگی۔ اِن شاء اللہ تبارک وتعالیٰ۔

موجودہ اراکین ومنتظمین میں یہ حضرات اہم ہیں:

[۱] الحاج جناب محمد عارف نسیم خان صاحب قبلہ (صدرِ اعلیٰ)۔

[۲] الحاج جناب محمد یعقوب خان صاحب قبلہ برکاتی (نائب صدر)۔

[۳] الحاج جناب کلیم اللہ صاحب قبلہ نظامی (سیکریٹری)۔

[۴] الحاج جناب عنایت اللہ صاحب قبلہ برکاتی (خزانچی)۔

[۵] الحاج جناب اظہار الحسن صاحب قبلہ (نائب سیکریٹری)۔

اساتذۂ کرام، شعبۂ درسِ نظامی :

[۱] راقم الحروف سید محمد اکرام الحق قادری مصباحی : صدر المدرسین۔

[۲] حضرت علامہ محمد امجد علی صاحب قبلہ مصباحی : شیخ الحدیث۔

[۳] حضرت علامہ مفتی سید محمد شاکر صاحب سیفی مصباحی : مفتیِ ادارہ۔

[۴] حضرت علامہ محمد شمیم صاحب مصباحی : نائب شیخ الحدیث۔

[۵] حضرت علامہ مفتی محمد وسیم صاحب مصباحی : استاذ و نائب مفتی۔

[۶] حضرت علامہ محمد حبیب الرحمٰن صاحب امجدی: استاذ درسِ نظامی۔

[۷] حضرت علامہ محمد رضا صاحب قادری علیمی ازہری: استاذ درسِ نظامی۔

[۸] حضرت علامہ محمد فیروز احمد صاحب قادری مصباحی : استاذ و نائب مفتی۔

[۹] حضرت علامہ بشیر اسلم صاحب قبلہ سجانی: استاذ درسِ نظامی۔

[۱۰] حضرت علامہ ذوالفقار علی صاحب قبلہ برکاتی سجانی: استاذ درسِ نظامی۔

[۱۱] حضرت علامہ مفتی محمد طاہر حسین صاحب مصباحی: استاذ درسِ نظامی۔

[۱۲] حضرت علامہ ضیاء الدین صاحب مصباحی۔نگراں واستاذ درس نظامی۔

[۱۳] حضرت علامہ ماسٹر عالم گیر صاحب مصباحی۔استاذ انگلش۔

[۱۴] حضرت مولانا منصور احمد صاحب۔استاذ انگلش۔

[۱۵] حضرت علامہ محمد رفیق صاحب سجانی۔استاذ کمپیوٹر۔

[۱۶] حضرت ماسٹر حسین صاحب۔استاذ انگلش۔

اساتذۂ کرام، شعبۂ تجوید و تحفیظ:

[۱] حضرت مولانا قاری محمد مزمل حسین صاحب جامعی

[۲] حضرت حافظ و قاری محمد حسیب الرضا صاحب نوری ضیائی

[۳] حضرت مولانا حافظ و قاری غلام احمد رضا صاحب سجانی

[۴] حضرت حافظ و قاری سید محمد حسن صاحب قادری

[۵] حضرت مولانا حافظ و قاری ارشاد احمد صاحب سجانی

[۶] حضرت حافظ و قاری ہارون احمد صاحب مجیدی

[۷] حضرت حافظ و قاری اسرار احمد صاحب حنفی

[۸] حضرت مولانا حافظ و قاری محمد کلیم احمد صاحب سجانی

[۹] حضرت مولانا قاری محمد معین الدین صاحب سجانی

اساتذہ و معلمات شعبۂ دینیات :

[۱] حضرت مولانا حافظ و قاری محمد رفیق صاحب سجانی

[۲] حضرت مولانا حافظ و قاری فیروز احمد صاحب علیمی

[۳] حضرت حافظ و قاری محمد شریف احمد صاحب سجانی

[۴] حضرت قاری غلام غوث صاحب سجانی

[۵] حضرت مولانا قاری شکیل احمد صاحب سجانی

[۶] حضرت مولانا حافظ و قاری صدرِ عالَم صاحب سجانی

[۷] حضرت مولانا حافظ وقاری رئیس احمد صاحب سبحانی

[۸] حضرت مولانا محمد خورشید رضا صاحب سبحانی

[۹] حضرت حافظ وقاری عبدالمتین صاحب قادری

[۱۰] حضرت مولانا محمد عتیق اللہ صاحب سبحانی

[۱۱] حضرت مولانا حافظ وقاری محمد مختار احمد سبحانی

[۱۲] حضرت مولانا محمد عرفان صاحب سبحانی

[۱۳] حضرت مولانا قاری عبدالمعید صاحب قادری

[۱۴] حضرت مولانا قاری محمد عسقلانی صاحب سبحانی

[۱۵] حضرت مولانا حافظ وقاری محمد شعبان صاحب سبحانی

[۱۶] حضرت حافظ وقاری ذیشان صاحب سبحانی

[۱۷] حضرت حافظ وقاری محمد ابراہیم صاحب سبحانی

معلمات برائے طالبات:

[۱] محترمہ عالمہ فاضلہ فرحانہ صاحبہ

[۲] محترمہ عالمہ فاضلہ علیم النساء صاحبہ

[۳] محترمہ عالمہ فاضلہ زینب صاحبہ

[۴] محترمہ عالمہ فاضلہ شبینہ صاحبہ

[۵] محترمہ عالمہ فاضلہ ہاجرہ صاحب

[۶] محترمہ عالمہ فاضلہ طوبیٰ نوری صاحبہ

تعلیمی شعبے:

[۱] درسِ نظامی از اعدادیہ تا فضیلت: تعدادِ طلبہ تقریباً تین سو

[۲] تحفیظ بالحدر : تعدادِ طلبہ تقریباً پونے دوسو

[۳] قراءت بروایتِ حفص: از طلبۂ اولیٰ تا ثالثہ، لازم

[۴] مشق وترتیل: برائے طلبۂ حفظ اور اعدادیہ، لازم

[۵] قراءت بروایتِ سبعہ، برائے جماعتِ فضیلت

[۶] شعبۂ دینیات بالتجوید: تعدادِ طلبہ وطالبات آٹھ سو سے زائد

[۷] انگلش: از اعدادیہ تا فضیلت، لازم

[۸] کمپیوٹر: از سادسہ تا فضیلت لازم

[۹] شعبۂ عصری تعلیم وسائنسی علوم

[۱۰] شعبۂ نشر واشاعت

[۱۱] شعبۂ صنعت وحرفت

[۱۲] شعبۂ ریاضتِ بدنیہ

[۱۳] شعبۂ درسِ نظامی برائے طالبات

۞ خلاصہ یہ کہ **دارالعلوم محبوبِ سبحانی اپنی تعلیمی وتبلیغی سرگرمیوں کے باعث مہاراشٹر کی سرزمین پر ایک امتیازی شان رکھتا ہے**۔ سرکارِ غوثِ اعظم –رضی اللہ تعالیٰ عنہ– کے فیضانِ کرم اور مشائخِ کرام کی دعاؤں سے روز بروز ترقی کی طرف گامزن ہے۔ اِس کے تعلیمی وتعمیری، علمی و تحریری شعبے ہنوز ترقی پزیر ہیں۔ ادارے سے اب تک ڈیڑھ ہزار سے زائد طلبہ فارغ ہو کر

ملک کے گوشے گوشے میں مسلکِ اہلِ سنت کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اس ادارے کی تعلیمی ترقی کا راز یہ ہے کہ یہاں ازہرِ ہند "**الجامعۃ الاشرفیۃ**" مبارک پور، اعظم گڑھ کے نصاب کے مطابق تعلیم دی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں کے متعلمین "**جامعہ اشرفیہ**" و "**جامعہ علیمیہ**" جیسے ملک کے مایۂ ناز اداروں میں نہ صرف یہ کہ داخلہ لینے میں کامیاب ہوجاتے ہیں؛ بلکہ ششماہی و سالانہ امتحانات میں نمایاں کامیابی حاصل کرکے، فتح و کامرانی کے جھنڈے گاڑتے ہوئے سندِ فراغت حاصل کرتے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

بزمِ فیضانِ رضا:

❁ دارالعلوم محبوبِ سبحانی کے متحرک و فعال، حوصلہ منداور باذوق طلبہ کی انجمن کا نام "**بزمِ فیضانِ رضا**" ہے، یہ انجمن بانیِ ادارہ حضرت علامہ عبد الرحیم خان صاحب قبلہ -رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ- کی سرپرستی میں ۱۹۸۳ء میں قائم ہوئی۔ یومِ قیام سے لے کر اب تک اِس بزم پر مجددِ اعظم امام احمد رضا خان -رضی اللہ تعالیٰ عنہ- کا فیضِ کرم ابرِ بارندہ بن کر برس رہا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ صبحِ قیامت تک برستا رہے گا۔

❁ یہ بزم درحقیقت ان شاہین صفت طلبہ کا ترویجی، اشاعتی، تربیتی اور تبلیغی ادارہ ہے، جن کا مقصد اگر ایک طرف مطبوعہ درسی و غیر درسی کتب و رسائل و جرائد کی ذخیرہ اندوزی ہے تو دوسری طرف یہ بھی ہے کہ دنیائے سنیت کے اربابِ فکر و دانش، سنجیدہ اسلوبِ بیان کے ماہر قلم کاروں بالخصوص اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان -رضی اللہ تعالیٰ عنہ- کی قلمی خدمات کو سلیس اندازِ بیان اور خوش اسلوبی سے مزین کرکے طباعت کے مرحلے سے گزار کر اُن کی اشاعت و ترسیل کا منظم انتظام کیا جائے اور ملک کی اہم دانش گاہوں اور معروف لائبریریوں میں انھیں

ارسال کیا جائے، نیز عوام و خواص میں اُنھیں تقسیم کیا جائے۔

❁ یہ بزم بحمد اللہ تعالیٰ اپنے اغراض و مقاصد میں صد فی صد کامیاب و کامران ہے۔ ادارے پر اپنی کفالت کا بار نہ ڈالتے ہوئے اِس نے اپنے ذاتی فنڈ سے نہ صرف یہ کہ اپنی مستقل لائبریری قائم کرکے اُس میں لاکھوں روپے کی کتابیں مہیا کرائی ہیں؛ بلکہ خطیر رقم خرچ کرکے ایک بڑے ہال میں جملہ سہولیات سے لبریز ایک دیدہ زیب "**حافظِ ملت دارالمطالعہ**" بھی قائم کیا ہے۔ اراکینِ بزم کی کارکردگی کا اندازہ اِس سے لگایا جاسکتا ہے کہ یومِ تاسیس سے لے کر اب تک یہ انجمن تقریباً ہر سال کوئی نہ کوئی اہم کتاب منتخب کرکے اپنے صرفۂ خاص سے اس کی ترسیل و اشاعت کا بوجھ برداشت کرتی آئی ہے۔

❁ اگست ۱۹۸۶ء مطابق ۱۴۰۶ھ میں بزم فیضانِ رضا نے پہلی کتاب "**اظہار الحق الجلی**" (مصنف: امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ) شائع کرکے، اسے مفت تقسیم کرنے پر عوام و خواص سے خوب دادِ تحسین وصول کی۔ اِس کتاب کی طباعت کے بعد اِس بزم پر، فیضِ رضا کی ایسی برکھا برسی کہ اِس کی جانب سے علمی، تحقیقی، قیمتی اور معیاری کتب کی طباعت و اشاعت کا سلسلہ آج تک جاری ہے اور ان شاء اللہ تبارک وتعالیٰ کل بھی جاری رہے گا۔

اِس سال بزم کے اہم ارکان:

[۱] عبد المطلب بن جمیل۔ جماعتِ فضیلت (صدر)

[۲] محمد راشد بن احمد علی۔ جماعتِ سابعہ (نائب صدر)

[۳] محمد کمال بن اسرائیل۔ جماعتِ سادسہ (سکریٹری)

[۴] محمد حسن رضا بن حشمت حسین۔ جماعتِ خامسہ (نائب سکریٹری)

[۵] غلام مصطفیٰ بن محمد مجیب انصاری۔ جماعتِ سابعہ (خزانچی)

[۶] محمد صابر صدیقی بن غلام مصطفیٰ۔ جماعتِ ثانیہ (نائب خزانچی)

بزمِ فیضانِ رضا سے اب تک شائع ہونے والی کتابیں:

[۱] اظہار الحق الجلی: از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ

[۲] برکات الامداد: از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ

[۳] میلادِ مصطفی: از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ

[۴] سید المرسلین: از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ

[۵] گستاخِ رسول کی شرعی سزا: از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ

[۶] الحجۃ الفائحۃ: از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ

[۷] دس عقیدے: از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ

[۸] اکرامِ امام احمد رضا: از حضرت مفتی برہان الدین جبل پوری علیہ الرحمہ

[۹] کتاب التراویح: از غزالیِ دوراں علامہ سعید کاظمی، علیہ الرحمہ

[۱۰] فاضلِ بریلوی اور امورِ بدعت: از سید فاروق القادری صاحب۔

[۱۱] اندھیرے سے اجالے تک: از علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ

[۱۲] مسائل سبعہ: از مفتی رضوان الرحمٰن صاحب مالوی

[۱۳] مدارِ نجات: از مولانا رضوان احمد صاحب شریفی

[۱۴] رضا کوئیز بک: از پروفیسر حافظ شکیل پاکستان

[۱۵] دینِ حسن: از استادِ زمن علامہ حسن رضا بریلوی علیہ الرحمہ

[۱۶] قیامت: از پروفیسر مسعود احمد صاحب علیہ الرحمہ

[۱۷] جشنِ بہاراں: از پروفیسر مسعود صاحب علیہ الرحمہ

[۱۸] عظمتِ نماز: از علامہ ساجد علی صاحب مصباحی

[۱۹] بولتی تصویریں: از ڈاکٹر جابر شمس صاحب مصباحی

[۲۰] ادلۂ ایمانیہ شرحِ قصیدۂ نعمانیہ: از سید محمد اکرام الحق قادری مصباحی

[۲۱] تابناک موتی (صرف اردو ترجمہ: الدرر السنیۃ فی الرد علی الوھابیہ)
از: سید محمد اکرام الحق قادری مصباحی

[۲۲] عقائد و نظریات: از علامہ عبدالحکیم شرف القادری علیہ الرحمہ

[۲۳] حقیقتِ محمدی (اردو ترجمہ الجزء المفقود من الجزء الاول من المصنف)
از: سید محمد اکرام الحق قادری مصباحی

[۲۴] تجلیاتِ امام احمد رضا

[۲۵] داستانِ غم یعنی یادِ اختر از ہری: از مفتی فاروق خاں مہائمی مصباحی

[۲۶] امام احمد رضا اور تصوف: از مفتی فاروق خاں مہائمی مصباحی

[۲۷] اجالوں کا سفر: از حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ

[۲۸] اشرف السیر: از حضرت مفتی شریف الحق صاحب امجدی علیہ الرحمہ

[۲۹] مختصر سیرتِ شمس الضحیٰ: از سید محمد اکرام الحق قادری مصباحی

[۳۰] راویانِ بخاری کے مختصر حالات:
ترتیب و تقدیم سید محمد اکرام الحق قادری مصباحی

[۳۱] الدرر السنیۃ فی الرد علی الوھابیۃ، ترجمہ، تحقیق، تخریج اور تعلیق، بنا م تابناک موتی: از سید محمد اکرام الحق قادری مصباحی۔

یہ ۳۱ کتابوں کی وہ فہرست ہے جو بزمِ فیضانِ رضا کی طرف سے شائع ہو کر مقبولِ عام و خاص ہو چکی ہیں۔ کتابوں کی طباعت و اشاعت و تقسیم کے علاوہ بھی طلبہ کی دیگر سرگرمیاں ہیں، جو قابلِ تحسین بھی ہیں اور لائقِ تقلید بھی۔ اِن کی تعلیمی سرگرمیوں کا اجمالی خاکہ ملاحظہ فرمائیں:

❁ دعوتی، فکری اور معلوماتی مضامین سے آراستہ پندرہ روزہ چار جدار یے پابندی کے ساتھ منظرِ عام پر لانا۔ اُن کے نام حسب ذیل ہیں:

❁ (۱) المصباح :عربی (۲) خیابانِ حرم :فارسی (۳) پیغامِ ساحلِ ملت : اردو (۴) Edify of Sahil e Millat: انگلش

اساتذۂ کرام کی نگرانی میں ہفتہ واری چار بزموں کا انعقاد۔ یہ کیف آفریں اور روح پرور بزمیں درج ذیل خصوصیات کی حامل ہوتی ہیں۔

[۱] بزموں کا انعقاد بروزِ پنج شنبہ از: صبح سوا دس سے ساڑھے بارہ تک، چار بڑے ہالوں میں ہوتا ہے۔

[۲] ہر بزم میں چار طلبہ کی خطابت، چار کی نعت خوانی اور چار کی قراءت ہوتی ہے۔ جب کہ چار چار طلبہ مختلف عناوین پر تین تین احادیثِ کریمہ اور دیے گئے مسائلِ فقہیہ حفظ کر کے باحوالہ پیش کر کے دادِ تحسین حاصل کرتے ہیں۔

❁ عقائد و معمولات اور احکامِ فقہیہ پر وقتاً فوقتاً کوئیز کونٹسٹ کرانا۔

❁ نعت و خطابت اور قراءت کی خصوصی مزاولت کے لیے طلبہ کے مابین مسابقۂ نعت و خطابت و قراءت کرانا۔

❁ اپنے موقر اساتذۂ کرام کے زیرِ سایہ رہ کر ہر سال ایک عظیم الشان محفل بنام ''جشنِ امام احمد رضا'' منعقد کر کے، ملک کے مایۂ ناز علما اور خطبا کو بلا کر اُن کے مقدس ہاتھوں سے مطبوعہ کتاب کی رونمائی کرانا۔

❁ مطبوعہ کتاب کو مدارسِ اسلامیہ کی لائبریریوں، مشائخِ کرام اور ائمۂ مساجد کی بارگاہوں تک مفت پہنچانا۔

❁ تحفظِ ناموسِ رسالت، تشہیرِ مسلکِ اعلیٰ حضرت اور فکرِ امام احمد رضا کی اشاعت کے لیے ٹھوس و مضبوط اِقدام کرتے رہنا۔

❁ یہ بات بھی قابلِ ذکر و ستائش ہے کہ طلبہ، بزم کی سرگرمیوں کے نتیجے میں سال بھر خرچ ہونے والی رقم کا انتظام و اہتمام خود ہی کرتے ہیں۔ سرمایہ کے بوجھ سے اراکین و منتظمین کی پشتوں کو گراں بار نہیں کرتے۔ اِس بزم پر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے فیوض و برکات کی برکھا ایسی برس رہی ہے کہ اِنھیں قلتِ سرمایہ کی شکایت کبھی نہیں ہوتی، بلکہ ہر سال بزم کے جملہ اقدامات بحسن و خوبی پایۂ تکمیل تک پہنچ جاتے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

❁ طلبۂ کرام کی پیہم تگ و دو اور مسلسل کاوشیں اب بھی جاری ہیں اور آج بھی یہ نونہالانِ اسلام اپنے خونِ جگر سے ملکی سطح پر علمی و دینی گل بوٹے اگا رہے ہیں۔

یہ خوش بخت طلبہ اِس سال اپنی بزم کی جانب سے اشرف الفقہاء، استاذ الشعراء، خلیفۂ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ **حضرت علامہ مفتی سید شاکر حسین صاحب سیفی** دام ظلہ، استاذ و صدر شعبۂ اِفتا دار العلوم محبوبِ سبحانی کا نعتیہ دیوان ''رَمزِ وَالضُّحیٰ'' کی طباعت و اشاعت کا شرف حاصل کر رہے ہیں۔

سید صاحب دامت برکاتہ العالیہ کی شخصیت ہندوستان کے علمی و ادبی حلقے میں محتاجِ تعارف نہیں ہے۔ اللہ عزوجل نے آپ کو گونا گوں صفات سے متصف فرمایا ہے۔ علومِ عقلیہ و نقلیہ کے علاوہ آپ فنِّ شعر گوئی میں بھی ایک کامل استاذ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ تدریس، خطابت اور فقاہت کے ساتھ نعت جیسی مشکل صنف میں بھی آپ نے اپنی انفرادیت کا لوہا منوایا ہے، حالاں کہ نعت گوئی میں حد درجہ حزم و احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے، اس کی فضا انتہائی تنگ اور خطرات آمیز ہے، اس میں طائرِ فکر و خیال کا کامیابی کے ساتھ اڑان بھرنا نہایت دشوار ہے۔ بایں ہمہ سید صاحب فن اور شریعت دونوں کا پاس و لحاظ رکھتے ہوئے جس عمدگی کے ساتھ، نادر و نایاب زمینوں پر شان دار اشعار کہتے ہیں، وہ اس دورِ قحط الرجال میں شاعری کی دنیا میں کسی کرامت سے کم نہیں ہے۔

خلاصہ یہ کہ شاعرِ ممدوح دیگر علمی میدانوں کے ساتھ، میدانِ نعت گوئی میں بھی ایک

ماہر شہسوار کا درجہ رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ معاصرین ادبا و شعرا آپ کو معتبر اور کامل الفن مانتے ہیں اور لطیف کنایات و تلمیحات اور شاندار استعارات و تشبیہات پر مشتمل آپ کے کلام کی تحسین فرماتے اور مبارک بادیوں کی سوغات پیش کرتے ہیں۔ آج کل چوں کہ بازاری نعت خوانوں کی بھرمار ہے، جو علی العموم ایسے شعرا کا کلام پڑھتے ہیں جو علم و ادب سے کوسوں دور اور شانِ رسالت کے تقاضوں سے بالکل نا آشنا ہوتے ہیں۔ اس لیے حالات کا تقاضا ہے کہ عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حرارت سے دلوں کو پگھلا دینے اور سامعین کو مسحور کر دینے والے شرعی اور ادبی محاسن سے مملو کلاموں کی اشاعت کی جائے۔ بحمد اللہ مفتی سید شاکر حسین صاحب سیفی کا کلام مذکورہ خوبیوں سے آراستہ ہے، اس لیے پورے یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ بزمِ فیضانِ رضا کا یہ کارنامہ تاریخ ساز کارناموں میں شمار ہوگا اور علمی اور ادبی حلقوں میں اسے خوب سراہا جائے گا۔

دعا گو ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ "بزمِ فیضانِ رضا" کے جملہ اراکین و منتظمین کی اِس دینی و علمی کاوش کو مقبولیت کا جوہر بخش کر اِنھیں وہ جزا عطا فرمائے جو اُس کی شانِ کریمی کے لائق ہو، مستقبل میں بھی اِن حضرات کو، علماے عظام و مشائخِ کرام کی قلمی خدمات کو متعارف کرانے کی توفیق مرحمت فرمائے اور دینی کتب و رسائل کی اشاعت و ترسیل کے لیے اِن کی عقل و فکر کو دو آتشہ بنائے! آمین یا رب العالمین بوسیلة سیدنا و مولانا محمد الصادق الأمین إمام الأنبیاء و المرسلین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد النبی الاھی و علی آلہ وصحبہ وبارك وسلم۔

یکے از عاشقانِ خاکِ مدینہ

احقر الزمن سید محمد اکرام الحق قادری مصباحی، عفی عنہ

صدر مدرس: دار العلوم محبوبِ سبحانی کرلا ویسٹ ممبئی ۷۰

۶ رجمادی الآخرۃ ۱۴۴۶ھ مطابق ۸ ردسمبر بروز اتوار

تاج الشعراء علامہ سلمان فریدی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محقق عالمِ دین، مستند مفتی اور ممتاز شاعر

حضرت مفتی سید شاکر حسین سیفی کے مجموعۂ کلام "رَمزِ والضحیٰ" پر منثور و منظوم تأثر

خامۂ توصیف کی سوغات، رَمزِ والضحیٰ
ہدیۂ گلہاے منظومات، رمزِ والضحیٰ

گوہرِ افکار سیفی، حاصلِ عمرِ رواں
ہے ثناے فخرِ موجودات رمزِ والضحیٰ

عالمانہ طرز، پختہ فن، مدلل شاعری
ترجمانِ سیرت و آیات رمزِ والضحیٰ

کیجیے احرامِ ادب میں اِس کے نغموں کا سفر
کعبۂ مدحت کی ہے میقات، رمزِ والضحیٰ

اس لیے رنگِ بیاں اتنا اثر انگیز ہے
ہیں فغانِ عشق کی نغمات، رمزِ والضحیٰ

حسنِ فن، حسنِ ادب، دونوں کا سنگم ہے جہاں
طبعِ سیفی کا ہے وہ مرآت رمزِ والضحیٰ

بزمِ انجم ہے کہ کانِ لؤلؤ و مرجان ہے
یا قلم کے ضوفشاں رشحات رمزِ والضحیٰ

عشق افزا اور محبت ساز جس کی بوند بوند
ساقیِ میخانۂ برکات، رمزِ والضحیٰ

طبعِ جامد کو بھی تحریکِ سخن مل جائے گی
پڑھ بصد آداب و تسلیمات، رمزِ والضحیٰ

فضلِ مولیٰ بڑھ کے آغوشِ کرم میں تھام لے
ہیں دلِ سیفی کے معروضات رمزِ والضحیٰ

اے فریدی حشر تک گونجیں گے جس کے زمزمے
دائمی اک بلبلِ نغمات، رمزِ والضحیٰ

جانِ کائنات، ممدوحِ خالق کونین، تاجدار دو جہاں ہمارے آقا و مولیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت، قلبی لگاؤ اور انتہائی عقیدت، نعت نگاری کی آبرو ہے، اور سچی نعت وہی ہے جو وارفتگی کے ساتھ، شریعت کے تقاضوں کے عین مطابق ہو، مبالغہ آرائی اور بے جا تخیلات سے پاک وصاف ہو۔ اِس اعتبار سے جب ہم، عصرِ حاضر کے نعت نگاروں کو دیکھتے ہیں تو ان میں حضرت مفتی سید شاکر حسین سیفی صاحب کا نام انفرادی اور نمایاں حیثیت کا حامل ہے۔ شاعری کے ساتھ اللہ نے انھیں علم وفضل وسیادت کی دولت سے بھی نوازا ہے، تصلب فی الدین اور محبتِ رسول جن کے خمیر میں ہے، جن کے تخیلات میں فکرِ رضا کی جھلک ہے، تحفظِ ناموسِ رسالت جن کا مقصدِ حیات ہے، جن کی شاعری پڑھتے ہوئے محسوس ہوتا ہے کہ جب وہ نعت کا آغاز کرتے ہیں تو ان پر سرشاری اور وارفتگی کی ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے جس میں ڈوب کر وہ لکھتے چلے جاتے ہیں اور نعت کا اختتام کرنے کا جی نہیں چاہتا، یہ کیفیت حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ ان کی محبت کی گہرائی کی غماز ہے اور یہی وارفتگی، حضرات حسان و کعب و بوصیری و جامی و کافی و رضا کے قبیلے سے ان کا رشتہ جوڑ دیتی ہے۔

انھوں نے مضامینِ نعت کو عصر حاضر کے محسوسات سے ہم آہنگ کر کے ایک مؤثر راہ اپنائی ہے جو تشکیک و ابہام کی ظلمتوں میں مینارۂ نور ہے، جس میں نعت کے پاکیزہ خط و خال واضح دکھائی دیتے ہیں اور جس کے پیچھے روایات کا ایک تسلسل بھی اپنی تمام تر رونقوں کے ساتھ جلوہ گر ہے۔

مشہور مقولہ ہے، از دل خیزد بر دل ریزد، جو بات دل سے نکلتی ہے وہ دل پر اثر ڈالتی ہے۔ سیفی صاحب کے سوزِ دروں کا ابلاغ ایسا ہے کہ ان کی لکھی ہوئی نعت پڑھیے تو شعور کی تہ در تہ کھلنے لگتی ہے اور کشت فکر و نظر میں تازگی پیدا ہو جاتی ہے۔ ان کی نعت نگاری کی جمالیاتی قدریں ایسی ہیں کہ سرشاری اور محویت کا کیف، اول سے آخر تک برقرار رہتا ہے بس پڑھتے جائیے اور جھومتے جائیے، عام طور سے نعت کے موضوعات میں اوصاف و کمالات نبی ﷺ

کے ساتھ، یادِ مدینہ، ہجرِ نبی، اذنِ حاضری، زادِ سفر کی طلب، نہ پہنچ پانے کی مجبوری، وصلِ مدینہ کا خواب، درِ نبی پر موت اور خاکِ طیبہ میں دفن ہونے کی تمنا، اور اِس نوع کے جذبات ہوتے ہیں جن سے گلزارِ نعت کی دلآویزی اور تنوع قائم ہے، مگر سید شاکر حسین سیفی صاحب کی شاعری میں ان سب کے علاوہ کثرت کے ساتھ اچھوتے مضامین، نادر تشبیہات، منفرد استعارے بھی نظر آتے ہیں جو شاعرانہ لطافت اور عاشقانہ سوز و گداز سے مملو، اور ایمان و ادب اور شرعی احتیاط سے آراستہ ہیں۔ ان کے افکار کی بنیادی بات یہ ہے کہ وہ دلیلِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو امید اور سہارے کا آخری مرکز قرار دے کر پوری کائنات کو اس کے آگے جھکنے کی تلقین کرتے ہیں، نامِ مصطفی پر سب کچھ فدا کرنے کا جذبہ، بیدار کرتے ہیں، ان کی پاکیزہ شاعری سے اہلِ ایمان کو ولولۂ تازہ ملتا ہے اور دشمنان دین کے حوصلے پست ہوتے ہیں، ان کے الفاظ اس مرحلے کو پوری متانت سے طے کر کے دل میں نقش ہو جاتے ہیں، شاید ہی کوئی ایسا شعر ہو جس میں والہانہ وابستگی اور کیفیتِ عشق نہ ہو۔ یہ بات یقیناً حضور علیہ السلاۃ والسلام کے قرب اور نگاہ کرم کی ضامن اور حیاتِ نو کی نوید ہے۔

میں متفکر ہوں کہ ایسے دیوانۂ رسول اور قادر الفاظ و بیان شاعر پر کس طرح لکھوں، جو بحرِ جمالِ نبی میں ہمہ دم غرقاب اور انوارِ عشق سے ہمہ تن منور و تاباں ہے، حضور کی محبت جس کے لیے ابتدا و انتہا ہے، جس کے قلم سے نکلے ہوئے الفاظ، چشمۂ نور کی طرح گلشنِ قلب و جاں کو سیراب اور روح کو منور کرتے ہوئے ایمان کو جلا بخشتے ہیں۔

مجھے یہ اعتراف کرنے میں عار نہیں کہ ان کے کلام پڑھتے ہوئے بعض اوقات مجھے یہ رشک آتا ہے کہ کاش مجھے بھی ایسی فراوانیِ شوق، وارفتگی اور سرشاری کی کیفیت اور ندرتِ بیان میسر ہو جس سے میں بھی اپنی سوغاتِ نعت کو آراستہ کر سکوں۔ سیفی صاحب کی پاکیزہ شاعری، فن کی ایسی ارفع و اعلیٰ جہات سے متعارف کراتی ہے جو، اپنی مثال آپ ہے، جو دوسرے شعرا کے باعث تحریک اور سبب ارتقا ہے۔ بلاشبہ ان کا نام، نعت نگاری اور تقدیسی شاعری میں

ایک معتبر حوالہ ہے، ان کی کیف آور شاعری سے جو جذبات میرے دل میں پیدا ہوئے، وہ نذر خدمت ہیں۔

دل سلگتا ہے، لہو جلتا ہے، تب ہوتے ہیں شعر
سوز جب الفاظ میں ڈھلتا ہے تب ہوتے ہیں شعر

مدتوں دشتِ حوادث میں جگر خانہ بدوش
تجربوں کی دھوپ میں گلتا ہے تب ہوتے ہیں شعر

جب خزاں میں بھی بہاروں کا تصور باندھ کر
مسکراہٹ کا شجر پھلتا ہے تب ہوتے ہیں شعر

یہ جواہر کیسے لگ سکتے ہیں کم ظرفوں کے ہاتھ
درد گہرائی میں جب پلتا ہے تب ہوتے ہیں شعر

اے فریدی جب رگِ احساس میں ہوکر رواں
کیف موجوں کی طرح چلتا ہے تب ہوتے ہیں شعر

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مجموعۂ کلام ''رمز والضحیٰ'' کو ان کے لیے توشۂ نجات بنائے اور رہتی دنیا تک اس کے زمزمے گلشنِ جہان میں گونجتے رہیں۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

فریدی صدیقی مصباحی، نوری

جامع مسجد مدینۃ العرفان مسقط عمان

فصیح العصر میرزا امجد رازی

نورِ فراست اور تجدیدِ سخن

صحیفۂ ایجازِ متکلّمِ ازلی میں ہے۔

وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ

''اور ضرور تم انھیں بات کے اسلوب میں پہچان لوگے''

یہ اجمالِ کلامی تفصیلِ فلسفۂ فراستِ انسانی کی طرف مشعر ہے، فراستِ انسانی کا طول وعمق اتنا ہے کہ جس کی گیرائی و گہرائی کو ماپنا اِمکانِ بساطِ بشریت سے باہر کی بات ہے۔

فراست کیا ہے؟:

جب بُزِ بے پرواہ کو کوئی درندہ چیر پھاڑ دیتا ہے تو اہلِ عرب وہاں کہتے ہیں **فرس السبح الشاۃ**, لفظِ فراست بھی اسی سے ماخوذ ہے، حاصلِ محاورۂ عرب یہ ہوا کہ علوم ومعارف کو حجاباتِ ظاہر وباطن پھاڑ کر نکال لینا فراست ہے!

اقسامِ فراست:

اہلِ حقیقت فراست کو دو جہتوں میں منقسم کرتے ہیں۔

جہتِ اوّل:

کبھی کیفیتِ فراست کا حصول کسی ایسے خطرے سے ہوتا ہے جس کا سبب نامعلوم ہوتا ہے، یہ ایک قسم کا الہام ہے جس کی طرف حضور علیہ السلام نے اپنے کلامِ بلاغت نظام میں یوں اشارہ فرمایا ہے ''من امتی لمحدثون'' میری امت کے بعض لوگ ایسے ہوں گے جن سے بات کی جائے

گی۔یعنی غیب سے ان کے دلوں پر علم کی تنزیل ہوگی!

جہتِ ثانی:

فراست کی دوسری جہت کا تعلق تعلیم وتعلّم سے ہے جس میں سکھایا جاتا ہے کہ ظاہری شکل و صورت سے آدمی کے اندرونی اخلاق واحوال کا علم کیسے حاصل کیا جائے!

جب ہم آیاتِ صحیفۂ ایجازِ ازلی پر فکر ونظر کی آنکھوں کو کھولتے ہیں تو ایک نقشِ لطافت ہماری ہدایت کے لیے چمکتا دکھائی دیتا ہے۔

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ

ترجمہ: تو کیا وہ جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہو اور اللہ کی طرف سے اس پر ایک گواہ آئے۔

جب ہم اس نقشِ لطافت کو اہلِ معرفت کے سامنے پیش کرتے ہیں تو وہ اس میں دو لفظوں پر بڑی تفصیلی گفتگو کرتے ہیں۔

۱ : بَيِّنَةٍ

۲ : شَاهِدٌ

اہلِ معرفت اوّل سے فراست کی جہتِ اوّل مراد لیتے ہیں اور ثانی سے فراست کی جہتِ ثانی مراد لیتے ہیں جہاں اشکال سے احوال پر استدلال کیا جاتا ہے۔

مفہومِ فراست کی وسعت :

جب ہم فراستِ انسانی کی ان دونوں جہتوں پر فکر وتدبّر کرتے ہیں تو ہم پر صورتِ ایمانی سے جڑی ہوئی فراستِ انسانی کے مفاہیم اور اس کی جہات کے کثیر الانواع منظر طلوع

ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ایک طرف توفیقاتِ قدسیہ کی تنزیل وسعتِ دلِ آدم پر سند ٹھہرتی ہے تو دوسری طرف مظاہر واشباہِ حسیہ کی احوال واخلاق پر استدلال کی ترتیل قوّتِ استخراجِ عقلی پر حیرتِ ذوقیہ کو نثار کرتی نظر آتی ہے!

توفیقاتِ قدسیہ کی دلِ آدم پر تنزیل کی تفصیل کو کون ہے جو حیطۂ اِدراک میں سمیٹ سکتا ہے؟ یہ تو جب دلوں کا رخ کرتی ہے تو بابِ مدینۃ العلم کے کھلنے کی آواز ان الفاظ میں اُبھرتی ہے۔

لو شئت لا وقرت لکم ثمانین بعیرا من علم النقطة التی تحت الباء

اگر میں چاہوں تو بسم اللہ کے (ب) کے نیچے جو نقطہ ہے اس کی تفسیر وعلم سے اَسّی اونٹ گراں بار کردوں۔

اور پھر اَسّی اونٹوں پر ہی حد کہاں ختم ہوتی ہے، یہ تو بیانِ کثرت کے لیے بولا گیا عدد ہے ورنہ توفیقاتِ قدسیہ کی تنزیل متناہی تو ہے ہی نہیں۔حاصل یہ ہوا کہ فراست کی اس نوع کا ادراک کرنا اور اسے تحریر و بیان میں سمیٹنا ناممکن ہے۔پھر یہی حال فراست کی جہتِ ثانی کا ہے کہ مظاہر واشباہِ کونیہ کی کثرت سے کثرتِ احوال واخلاق پر استدلال ایسے اسالیب کا مقتضی ہے جس کی حد ونہایت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

فراست کی اسی وسعت کے پیشِ نظر صاحبِ علمِ ما کان وما یکون علیہ السلام نے فرمایا

"اتقوا فراسة المومن شانه ینظر بنور الله"

ترجمہ: مومن کی فراست سے بچے رہنا کیوں کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

حصولِ فراست:

اس فراست کا حصول سوائے حضور علیہ السلام کی محبت کے کسی اور شے سے نہیں ہوتا۔اگر

قلبِ انسانی میں یہی ایک جوہر نہ ہو تو توفیقاتِ الٰہیہ بھی اس سینۂ ویران کی طرف منہ نہیں کرتیں!

جنھوں نے حضور علیہ السلام کی محبت کے حقوق پورا کرنے میں اپنی ظاہری و باطنی ہمّتیں صرف کر دیں تو اُن کے دلوں پر فراست کے ایسے ایسے مطالع روشن ہوئے کہ عام عقلِ انسانی جس کا تصور نہیں کر سکتی۔

حضور علیہ السلام کی محبت کے مختلف مراتب ہیں جو جس مرتبہ پر فائز ہے وہاں اس کی شناخت اور اس کی فراست اسی حساب کی ہے۔ امام ربانی حضرت عبدالکریم جیلی قدس سرہ الن اموس الاعظم والقاموس الاقدم فی معرفة قدر النبی میں لکھتے ہیں:

فالفقهاء ورثة أقواله والعباد ورثة أحواله الظاهرة والمريدون ورثة أفعاله القلبية الباطنة والعارفون ورثة أخلاقه الروحانية وأوصافه الرحمانية والكمل المحققون ورثة شؤونه الالهية وأسراره الصمدانية۔

ترجمہ: فقہا حضور علیہ السلام کے اقوال کے وارث عابدین احوالِ ظاہری کے وارث، مریدین افعالِ قلبی باطنی کے وارث، عارفین اخلاقِ روحانی و اوصافِ رحمانی کے وارث اور کاملین و محققین شوؤنِ الٰہی و اسرارِ صمدانی کے وارث ہیں۔

اگر اِن جملہ طبقاتِ سعادت کے احوال پر غور کیا جائے تو جو جس مرتبے کا ہوگا اس کی فراست کی نوعیت بھی اسی مرتبہ کے حساب پر ہوگی۔ یہ حضور علیہ السلام کی محبت ہے جو ایک مومن کو آپ علیہ السلام کے قرب کے خاص مقامات تک لے آتی ہے جہاں اس پر توفیقاتِ الٰہیہ کی تنزیل حضور کے فیضان کی صورت میں ہوتی ہے اور اس پر ظاہر و باطن کی فراستوں کے وہ اسرار و معارف طلوع ہوتے ہیں جن تک عام عقلیں پلکوں کو جنبش بھی نہیں دے سکتیں!

میرے سامنے سید شاکر حسین سیفی کا صحیفۂ مدحت (رمزِ وَالضُّحٰی) ہے۔ یہ نام ہی اس

حقیقت کا غماز ہے کہ شاہ صاحب کا دل حضور علیہ السلام کی محبت میں قرب کے ایسے مقام پر دھڑک رہا ہے جہاں توفیقاتِ الٰہیہ کی تنزیل اپنی لطافتوں کے ساتھ مسلسل ہو رہی ہے۔ جہاں فراست کی دونوں جہتوں کے کنارے ایک دوسرے سے ٹکرا رہے ہیں، کہیں لفظوں کے معانی و مفاہیم اسرار و معارفِ ذاتِ محمدیہ علیہ السلام کی صورت دجلہ بہ دجلہ رواں ہیں تو کہیں مظاہر و اشباہِ کونیہ سے احوالِ ذات و صفاتِ محمدیہ علیہ السلام پر استدلال کے طرق قوّتِ ذوقیہ کی نفاست و شرافت کا بیانیہ بن کر ظاہر ہو رہے ہیں۔

آپ اِس صحیفۂ مدحت کا مطالعہ کرتے جائیں، آپ کو کہیں بھی تکلّف و تصنّع کے رنگ کا غلبہ نہیں ملے گا، ترکیبیں، بندشیں، تشبیہیں، تمثیلیں، استعارے، کنایے، بحریں، اوزان، قافیے، ردیفیں اور محسناتِ لفظی و معنوی کی سحر انگیزیوں کی طرف توجہ مبذول ہونے سے پہلے جو چیز آپ کے ذوق کو اپنی گرفت میں لے گی وہ حبِّ رسول کی وارفتگی ہے جس کی تاثیر محیطِ جان بن جاتی ہے۔ کسی بھی کلام کے مطلع سے مقطع تک پہنچنے تک ایک کیفیت ہے جو جذبات و احساسات کا رخ ذاتِ شفاعت مآب علیہ السلام کی طرف کیے رکھتی ہے۔ نغمہ ہائے (رمزِ وَالضُّحٰی) کا مطبوع و ملائم، حزل و مرتجل، اور ذوالنوعین و سہلِ ممتنع ہونا اپنی جگہ، انشاء و اخابیر کے اسلوبوں کا لحاظ، دواعیِ ذکر و حذف کی نشستیں، اجزائے تقدیم و تاخیر کی شیرازہ بندیاں، مقاماتِ تنکیر و تعریف کا صحیح صحیح استعمال، مواقعِ اطلاق و تقیید کے مرتبوں کا رکھ رکھاؤ، قصرِ موصوف و صفت کی پختہ ترین بنیادوں کی اٹھان، کشت ہائے وصل و فصل کی آبیاریاں، ایجاز و اطناب اور مساوات کے چشموں کی روانیاں سب اپنی جگہ مسلم!

مگر یہ جملہ امورِ کلامیہ جس متبوع کے تابع ہیں وہ وہ تنزیلِ لطافت ہے جسے وفورِ حبِّ نبوی سے تعبیر کیا جاتا ہے، یہی وہ شے ہے جس نے شاہ صاحب کو اس مقامِ قرب تک پہنچا دیا

ہے جہاں ان کے دل پر فراست کی دونوں جہتوں کی آبشاریں گر رہی ہیں، کس لفظ کو کس معنی و مفہوم کے لیے باندھنا ہے، کس لفظ کی کس معنی کے ساتھ مزاج آشنائی بنتی ہے، کس ترکیب کا کس مضمون سے رشتہ بنتا ہے، کس مضمون کو کس لہجے میں ادا کرنا ہے، کس مرتبے میں کس صنعت کو جگہ دینی ہے، کس ردیف کو کس قافیے کی بانہوں میں دینا ہے، کس قافیے کو کس بحر کا تیراک بنانا ہے یہ سب امور شاہ صاحب کی اسی فراست کے اسیر ہیں جو انھیں حضور علیہ السلام کی محبت کے صلے میں عطا کی گئی ہے!

جمالیاتِ فکر و آگہی کا ایسا تنوّع صرف قدیم اساتذہ کے ہی لہجوں میں ملتا ہے؛ لیکن یہاں روایت کو جدّت کے جس تقدیسی و بلاغی پیرایۂ اظہار کے سانچے میں ڈھالا گیا ہے وہ تجدیدِ سخن کا منہ بولتا ثبوت ہے

میں شاہ صاحب کو ان کے صحیفۂ مدحت رمزِ وَالضُّحیٰ پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ ان کا دل تنزیلِ توفیقاتِ الٰہیہ کے تسلسل میں یونہی دھڑکتا رہے اور اِس پر نورِ فراست کے اظلال ایسے ہی برستے رہیں۔۔۔۔۔آمین

میرزا امجد رازی

فیصل آباد، پاکستان

حضرت علامہ مفتی توفیق احسن صاحب برکاتی

سید شاکر حسین سیفی کی نعت نگاری

طبیعت میں موزونی ہو، دل میں عشق کا سوز و گداز ہو، خیال میں پاسِ شرع ہو، ذاتِ رسول ﷺ کا عرفان ہو، قرآن و احادیث و سیر کا مطالعاتی ادراک پختہ ہو، پاس میں مقدس لفظیات کا سرمایہ ہو، دماغ بیدار اور ہوش سلامت ہو، مزاج ادبی ہو، فکر شفاف ہو، ایوانِ قلب میں خیالِ یار کی دلکشی ہو اور قلم مائل بہ مدح مصطفیٰ ہو تو ''حقیقی نعت'' ہوتی ہے۔ محبوبِ خدا ﷺ کی ایسی ہی نعت بندۂ مومن کی معراجِ محبت ہے۔ یہی مطلوبِ شرع ہے اور اہلِ ادب کا مقصودِ زندگی بھی۔ یہی نعتیہ شاعری کے اَساسی شرائط ہیں۔

ان اوصاف کے برخلاف مزاج عشق آشنا نہ ہو، پاس میں علم و عرفان کی دولت بے بہا نہ ہو، محبوبِ حقیقی کے اوصاف و کمالات کا شعور نہ ہو، ادبی زبان نہ ہو، دل و دماغ بیدار نہ ہوں، اصولِ شرع کی چشم کشا حقیقتیں از بر نہ ہوں اور یادوں میں ممدوح کی ذات نہ ہو تو قرطاسِ ابیض سے اتارا گیا نقش ــــ ''نعت ــــ'' نہیں؛ بلکہ لفظوں اور ترکیبوں کو جوڑ کر تیار کیا گیا ایک سپاٹ بیانیہ ہے جس کی حقیقت حُباب کی سی ہے یا وہ کاغذی ناؤ جیسی کوئی چیز ہے۔ ہر نعت نگار کو ان اوصاف و شرائط کا حامل ہونا چاہیے جبھی وہ نعت گوئی سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔

مفتی سید شاکر حسین سیفی [استاذ و صدر مفتی دار الافتاء دار العلوم محبوبِ سبحانی، کرلا، ممبئی] کا شمار ان شعرا میں ہوتا ہے جو باضابطہ عالم دین ہیں، فقہ و افتا ان کا خاص میدان ہے، اصولِ شرع سے آگاہ اور ادب شناس ہیں، کثیر المطالعہ اور سلیم الطبع ہیں، ہوش مند اور محتاط رَو ہیں۔ ان

کے دماغ کا آسمان منفرد لفظوں اور ترکیبوں کے ستاروں سے جگمگا رہا ہے۔ بلاغت آشنا زبان وبیان کے مالک اور شعر وسخن کے اسرار سے آگاہ ہیں۔ یہ حقیقت تو ابھی پردۂ خفا میں ہے کہ انھوں نے شاعری کا آغاز کب کیا؟ ادبی، نیم ادبی یا مذہبی جریدوں میں ان کا کلام کم دیکھا گیا، لیکن جب سوشل میڈیا کا زور بڑھا تو ان کا نعتیہ کلام بار بار دیکھنے کو ملا، دل ودماغ پر جس کا سحر ایسا طاری ہوا کہ اب شوقِ طلب مہمیز کرنے لگا۔

نعتیں تو ہر زمانے میں لکھی جاتی رہی ہیں اور ان کی ادبی حیثیت بھی متعین ہوتی رہی ہے؛ لیکن ادبی ناقدین کا ایک طبقہ ''نعت'' کو زمرۂ ادب سے خارج کرنے کے درپے تھا اور دوسرا طبقہ مضامین نعت پر ایسی تنقید کو فروغ دے رہا تھا جس کا غیر ادبی ہونا ظاہر تھا۔ یہ افراط وتفریط نعت مخالف مزاج کو جنم دے رہی تھی اور جو نعت نگار اچھی ادبی اور معیاری نعتیں لکھ رہے تھے انھیں نظر انداز کیا جا رہا تھا۔ جس کا ایک بڑا نقصان یہ ہوا کہ نعت کا اچھا خاصا سرمایہ پردۂ خفا میں چلا گیا اور زبان وادب کے قیمتی ذخائر فراموش کردہ روایت کی ریت میں دب گئے؛ لیکن پھر باہمت ناقدین ومحققین کا گروہ میدانِ نقد وتحقیق میں آیا اور از سرِ نو نعتیہ ادب کی دریافت وبازیافت کا سلسلہ شروع ہوا اور نعت کی قدر وقیمت متعین ہونے لگی۔

باقاعدہ نعتیہ وحمدیہ ادب کی تحقیق وتنقید پر ادبی مجلّات کا اجرا ہوا۔ لاہور، پاکستان سے راجہ رشید محمود نے ماہ نامہ ''نعت'' [جنوری ۱۹۸۸ء] جاری کیا جس کا پہلا شمارہ ''حمد باری تعالیٰ نمبر'' کی شکل میں منظرِ عام پر آیا۔ معروف نعت خواں، شاعر ونقاد سید صبیح رحمانی نے کراچی سے سال نامہ ''نعت رنگ'' [اپریل ۱۹۹۵ء] جاری کیا۔ ۱۹۹۸ء میں طاہر سلطانی کی ادارت میں کتابی سلسلہ ''جہانِ حمد'' نکلا۔ مولانا غلام ربانی فدا نے کرناٹک انڈیا سے ''جہانِ نعت'' نکالا۔ ڈاکٹر سراج احمد بستوی نے خلیل آباد انڈیا سے ''دبستانِ نعت'' جاری کیا۔ اب نعتیہ ادب پر

یونیورسٹیوں میں تحقیقی مقالے بھی لکھے جانے لگے، ادبی ناقدین کا رویہ بھی بدلنے لگا۔ محققین نے ایسے نعت نگاروں کی کھوج کی جنھوں نے نعت گوئی کا حق ادا کیا تھا اور ان کا نعتیہ سرمایہ کیف وکم ہر لحاظ سے قابلِ قدر اور زبان وادب کا بڑا کام تھا۔ لفظیات کے اعتبار سے وہ نعتیں اہم تھیں اور ان کے مضامین کی ندرت کا بھی جواب نہیں تھا۔

سید شاکر حسین سیفی انہی نعت نگاروں میں شامل ہیں جنھوں نے جدید لفظیات کو نعت کا تقدس عطا کیا ہے اور نادر مضامین کی بھی کھوج کی ہے۔ ماضی میں یہ امتیاز دبستانِ بریلی کے نعت نگاروں کو حاصل تھا اور موجودہ اردو دنیا کے جدید نعت نگاروں میں علامہ قمر الزماں اعظمی [برطانیہ]، سید محمد اشرف مارہروی [علی گڑھ]، سید اولادِ رسول قدسی [امریکہ]، ڈاکٹر واحد نظیر [دہلی]، میرزا امجد رازی [پاکستان]، سید مقصود علی شاہ [برطانیہ] اور مفتی سید شاکر حسین سیفی [ممبئی] کو قافلہ سالار قرار دیا جا سکتا ہے۔ سید شاکر حسین سیفی کے متعلق راقمِ سطور کا دعویٰ بے دلیل ہرگز نہیں، انصاف کی عدالت میں ان کا نعتیہ کلام حاضر ہے جنھیں جج کرنا ہو وہ آگے آئیں اور اصولِ نقد کی روشنی میں اپنا فیصلہ سنائیں۔ کیا یہ ادبی آہنگ نظر انداز کیا جا سکتا ہے؟ کیا ان شعر پاروں پر اصولِ نقد نہیں آزمایا جا سکتا؟ کیا ان کی شعری وادبی حیثیت متعین نہ کرنا ادب کا نقصان نہیں ہے؟

[رمزِ وَالضُّحیٰ] میں نعت کا وہ ادبی سرمایہ موجود ہے جو ایک تعلیم یافتہ اور قادر الکلام استاذ کی میراث ہے۔ یہ ــــ ''دیوانِ نعت'' ــــ ہے جس میں ردیف وار نعتیہ کلام یکجا کیا گیا ہے، اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ سید شاکر حسین سیفی کس معیار کا ادبی ذوق رکھتے ہیں اور ان کی زنبیلِ فکر میں کتنا اور کیسا خزانہ محفوظ ہے۔ واضح رہے کہ یہ ان کا منتخب کلام اور غالباً پہلا شعری مجموعہ ہے، جس کا آغاز ایک حمدِ باری تعالیٰ سے ہوتا ہے:

تمثیل سے ورا ہے حسن و جمال تیرا ہمسر نہیں ہے کوئی اے ذوالجلال تیرا
ذات وصفات میں تو ہے لاشریک یارب وحدانیت، ازل سے رنگِ کمال تیرا
اقرب ہے تو کہ شہ رگ سے بھی قریب تر ہے پھر بھی حدِ مکاں میں ہونا محال تیرا

بارہ اشعار پر مشتمل حمدیہ کلام کے یہ تین شعر دیکھیں اور ان کے ظاہر و باطن کا تجزیہ کریں تو یہ نتیجہ نکلے گا کہ شاعر موصوف نے ذاتِ باری تعالیٰ کی توصیف وثنا گوئی کے لیے جن لفظیات کا انتخاب کیا ہے وہ آسان بھی ہیں اور سلیس وشگفتہ بھی، انداز میں ندرت بھی ہے اور مضمون میں نزاکت بھی، ایسی نزاکت جو احتیاطِ شرع سے اکتسابِ فیض کرتی ہے گویا یہ شعریت دراصل شریعت سے ہم آغوش ہے۔ ــــ"رنگِ کمال، گل زارِ کن فکاں، روشن مقال، شہرِ حیات، مہرِ وصال، ذاکر جنوب، عابد شمال، بال بال ــــ" جیسی اُجالا برساتی تراکیب کا ملفوف اوڑھے حمدیہ بہاروں کا گلستاں کتنا حسین اور شاداب نظر آتا ہے۔ مضامین کی پیش کش میں انتہائی دروں بینی کا مظاہرہ کیا گیا ہے اور قرآنی طرزِ ثنا کا اتباع صاف جھلکتا ہے۔ یہ انداز وکمال طویل مشقِ سخن کے بعد ہی پیدا ہوسکتا ہے۔

سید شاکر سیفی جدت پسند نعت نگار ہیں، اس لیے ان کے نعتیہ کلام میں جدید تراکیب کا ایسا کہکشانی سلسلہ ہے جس کا محبت بھرا دیدار قاری کو تادیر اپنے سحر میں گرفتار رکھتا ہے اور اخذ واستفادہ پر آمادہ کرتا ہے۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نعتیہ اشعار میں استعمال کی گئی چند اہم اور نادر وجدید تراکیب سے شرفِ نیاز حاصل کرلیا جائے۔ بیک نظر ملاحظہ فرمائیں:

مطلعِ ایمان، جلوۂ حسن ازل، دیدۂ وجدان، قریۂ الفاظ، نوشۂ بزمِ دنیٰ، بادۂ گلفام، مصحفِ اسرارِ جمال، رحلِ ادراک، سوزنِ جذبۂ طاعت، اسوۂ خندہ لبی، صورتِ لمعان، درِ

طلعتِ دنداں، گوہرِ بحرِ ثنا، نطق کے دامان، چمنِ زارِ وصال، حرمِ قربتِ رحمٰن، بارگہِ مدحتِ قرآن، نورِ عرب، احرامِ درود، عرفۂ نور، کعبۂ فیضان، گلشنِ ارمان، عروسِ یاد، حسنِ انتظار، قلعۂ رحمت، حدودِ اَمن، فریبِ غزل، غیرتِ شمس وقمر، حسنِ دل آرا، جانِ سحر، معراجِ عروسی، پارۂ شب، یدِ حق نما، معطیِ نعم، ارضِ فن، مہتابِ حقیقت، جوہرِ حسنِ محمد، عقل کا پرندہ، کفر کی اینٹ، اعجازِ نقشِ پا، شمعِ مزار، مژدۂ صبحِ بہار، مہتابِ تصور، سرِ مطلعِ دل، شہرِ خیالات، عطرِ قربت، سجدۂ الفت، شیرینیِ مدحت، وصلِ شہِ خوباں، کوچۂ کردار، اشکِ غم، حسرتِ غفران، شبِ انتظار، بربطِ مدحت، سحابِ سخن، گردِ چراغِ مزار، سرودِ نعت، کمانِ طلعتِ تقریر، لبِ کردار، شیر سینۂ تذکیر، موجِ بادِ حرف، بادۂ تطہیر، کوچۂ خیال، چرخِ یاد، جلوۂ رخسار، آغوشِ طاعت، معنیِ تعطیر، رقبۂ الم نشرح، ثنائے رخ، زبانِ تعجب، صبحِ دل آرا، سینۂ سنگ گراں، پیزارِ نبی، خطِ ناخن، غمزۂ واللیل، خطۂ اعمال، چراغِ رخِ توبہ، اعجازِ شفا، برگِ وفا، صحرائے فنا، چشمۂ لمعان، ثنائے مصحف رخ، حرفِ ثنا، اعجاز کی خوشبو، بلبلِ الفاظ کی منقار، طائرِ احساسِ نَعَم، جسمِ فرض، سبزۂ خیر، اسیرانِ فراق، گیسوئے مشکیں، اوراقِ سمن، نور کی فوج، احاطۂ اسرار، دردِ ہموم۔ وغیرہ اردو کی یہ انوکھی تراکیب سید شاکر حسین سیفی کے صرف تیس کلام سے ماخوذ ہیں، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انھیں وضعِ ترکیب میں اجتہادی شان حاصل ہے اور انھیں بڑی مہارت کے ساتھ نعتیہ شاعری میں برتا گیا ہے۔

سید شاکر حسین سیفی کا نعتیہ کلام اپنے امتیازی رنگ کی بنا پر دور سے پہچانا جاتا ہے۔ یہی چیز انھیں ہم عصر نعت گو شعرا میں ممتاز کرتی ہے۔ ان میں عربی، فارسی اور اردو نعت گو شعرا کا تتبع بھی نظر آتا ہے جو ان کے مطالعاتی وژن کی اَن دیکھی دنیا کی سیر کراتا ہے اور ادبی زبان پر ان کی مضبوط گرفت کا بھی پتا دیتا ہے۔ لیکن یہ بھی سچ ہے کہ ان کا خیال صرف ایک محور پر گردش نہیں

کرتا؛ بلکہ استعمال شدہ مضامین کی توسیع وتہذیب کرتا ہے اور جدید مضامین کی تلاش میں بھی مشغول دکھائی دیتا ہے۔

نعت گوئی ہر زمانے میں ہوتی رہی ہے اور اردو نعت نگاری کا سلسلہ کئی صدیوں کو محیط ہے۔ ــــ"نعت ــــ" یک موضوعی صنف سخن ہے؛لیکن اتنی ہمہ رنگ اور متنوع ہے کہ زمانہ بیت رہا ہے؛لیکن مضامین نعت ختم ہونے کا نام نہیں لیتے اور خیالوں اور فکروں میں تکرار کے باوجود صنفِ نعت میں اتنا ادبی سرمایہ موجود ہے جو افق تا افق نعت کی عظمت کی چمک پھیلاتا جارہا ہے۔ دیگر موضوعاتی اصناف میں خیالوں کی تکرار بے مزہ معلوم ہوتی ہے لیکن صنفِ نعت میں الگ مزہ دیتی ہے۔ جو شاعرِ نعت اپنے پختہ شعور اور اعلیٰ تخیل کی بنیاد پر جدید مضامینِ نعت کو شعر بند کرتا ہے اور ترکیبوں کی بُنت میں عام الفاظ کا جیسا حسنِ انتخاب پیش کرتا ہے اس کی نعتیہ شاعری ویسا ہی امتیاز حاصل کرتی ہے۔ سید شاکر حسین سیفی انہی شعرا میں شامل ہیں۔

اس نعتیہ دیوان میں شاعر نے جہاں جہاں بیانِ حقیقت میں عمدہ تخیل کا سہارا لیا ہے تو اپنی فکر کو اصولِ شرع کے تابع رکھا ہے اور اس کا طائرِ خیال ادب کے ساتھ شریعت کی فضاؤں میں پرواز کرتا دکھائی دیتا ہے۔

ذرا یہ اشعار ملاحظہ فرمائیں:

شیشۂ دل میں چمک، مطلعِ ایمان میں آ — جلوۂ حسنِ ازل! دیدۂ وجدان میں آ
کُو بہ کُو قریۂ الفاظ کو دے عطرِ خرام — نوشۂ بزمِ دَنیٰ! نعت کے ایوان میں آ
ہے تری ذات عجب، مصحفِ اسرارِ جمال — رحلِ ادراک پہ کھل، فکر کے جزدان میں آ
اے مرے حرف! نکل باندھ کے احرامِ درود — عرفۂ نور میں آ، کعبۂ فیضان میں آ

ان اشعار کو پڑھ کر کوئی انصاف پسند ناقد و محقق رواروی میں آگے نہیں بڑھ سکتا۔ بلکہ

اسے ٹھہر کر دوبارہ، سہ بارہ ان نمونوں کو دیکھنا اور ان پر غور وفکر کرنا ہوگا۔ یہاں مضامین کی نادرہ کاری بھی ہے اور لفظوں کی بندش بھی، ترکیبوں کا حسن بھی ہے اور خیالوں کی نیرنگی بھی۔ یہاں ادب کی رنگینی بھی ہے اور فن کی نکہت بھی، شعر ہے تو بامعنی، خیال ہے تو نادر، مضمون ہے تو اچھوتا، ادبی آہنگ، شگفتگی، سلاست، زورِ بیان سب کچھ ہے۔

ادبی دنیا کا الزام ہے کہ مذہبی تحریریں ادب سے خالی ہوتی ہیں، نثر میں ادبی حسن نہیں ہوتا، شعر میں شعریت نہیں ہوتی۔ نثر سپاٹ اور مشکل بیانیہ معلوم ہوتی ہے اور شعر بھی تخیل سے معریٰ لگتا ہے۔ اس لیے اردو زبان وادب کی خدمت میں مذہبی تحریروں اور مذہبی نظموں کی حصہ داری نہ کے برابر ہے؛لیکن اس الزام کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں، یہ الزام محض الزام ہے۔ ادبی دنیا کے فرنگیوں نے شاید مذہبی ادب کا وہ سرمایہ نہیں دیکھا ہے جو ادب ہی ادب ہے یا دانستہ ان سے اغماض برتا جارہا ہے۔ سچ تو ہے کہ اردو زبان کی ہر صدی میں چند ایسے نادرِ روزگار نثر نگار اور شعرا موجود رہے ہیں جنھوں نے اپنی ادبی وتحقیقی تحریروں سے زبان وادب کی گراں بہا خدمت انجام دی ہے۔ تحقیق ہو یا تاریخ، تذکرہ ہو یا سوانح، تجزیہ ہو یا تنقید، سفر نامہ ہو یا روزنامچہ، صحافت ہو یا خطابت، ہر میدان کو مذہبی اسکالروں اور محققوں نے سر کیا ہے اور ہر موضوع کو مالامال کیا ہے۔ اور جہاں تک بات اچھی شاعری کی ہے تو ماقبل کی سطروں میں جن شعرا کا تذکرہ ہوا ہے ان کا ادبی وشعری سرمایہ دیکھ لیا جائے وہ کیف وکم ہر دو اعتبار سے ادبی جواہر سے مزین ہیں۔

سید شاکر حسین سیفی نے تقدیسی شاعری کی جو راہ چنی ہے وہ خود اتنی کشادہ، شفاف اور چمک دار ہے کہ اگر پوری زندگی وہ رہِ نعت کے مسافر رہیں تو تھکن کا احساس ہو نہ اختلاج کا کوئی خطرہ، بلکہ یہ ایسا مسرت بخش اور آسودہ رنگ سفر ہوگا کہ اگر اسی میں انسانی زندگی کا تارِ

نفس ٹوٹ جائے تو یہ زندگی کی معراج ٹھہرے گی۔ سید شاکر حسین سیفی مسافرانِ راہِ نعت کے ان قافلہ سالاروں میں ہیں جنھیں دنیا کا کوئی حسن نہیں بھاتا، نہ کوئی جلوہ ان کی نگاہیں کھینچ پاتا ہے۔ نہ غزالوں میں تاب، نہ غزل میں کشش۔

ذرا یہ اشعار دیکھیں:

خیالِ گیسوے مشکیں! مری بہار! نہ جا — کھلا ثنائے لب ورخ کے لالہ زار، نہ جا
حریمِ دل میں اجالا ترے جمال سے ہے — عروسِ یاد! نہ کر مجھ کو بے قرار، نہ جا
انہی کے باغِ ثنا میں سدا چہک سیفیؔ — کہیں فریبِ غزل کا نہ ہو شکار، نہ جا

نعت گوئی شاعر موصوف کا سرمایۂ حیات ہے اور اسی کوچۂ محبت کی سیر انھیں پسند ہے۔ یہ ایوان خود اتنا سجا سجا ہے کہ دیدۂ ودل کسی اور جانب کیوں مائل ہوں گے۔ یہاں سب کچھ حقیقت ہے، عشقِ حقیقی کا شور ہے، جلوۂ محبت کا پیہم عروج ہے، ممدوح ایسا کہ اس جہان میں کوئی اس کا مثل نہیں، بارگاہِ رب میں اس کی محبوبیت کی گواہی قرآنِ مجید نے دی ہے۔ وہ حقیقی اسم بامسمیٰ ہے، ''**بعد از خدا بزرگ توی قصہ مختصر**'' اسی کی مدح ہے۔ جب اسم ''محمد'' زبان پر آتا ہے تو صرف ایک انسانی عضو کو روحانی سرور نہیں ملتا؛ بلکہ پورا انسانی وجود برکت وتقدس کے حصار میں آجاتا ہے۔

سید شاکر حسین سیفی کی شاعری کا ایک اختصاص یہ بھی ہے وہ انتہائی حساس حقیقت بیانی کے نازک موڑ پر بڑی سلامتی کے ساتھ گزر جاتے ہیں، جہاں ان کی عقیدت بھی محفوظ اور شعریت بھی باقی، نہ خیال میں الجھاو کی کیفیت ہے نہ بیان میں ژولیدگی کا اثر۔ گویا ایک سبک خرام ندی ہے جو بہتی جارہی ہے اور اس کی مترنم لہروں کے بہاو میں عشق وادب کی تازہ موتیوں کا عکس جھلکتا محسوس ہوتا ہے۔ لکھتے ہیں:

منفرد شان ہے ایسی کہ صفِ امکاں میں — کوئی اول ہے نہ ثانی ہے نہ سایہ ان کا
آئنہ ذاتِ ازل کا ہے جمالِ نایاب — بولے جبریل کہ ہم پایہ نہ پایا ان کا
رخ پہ کیا ''احسن تقویم'' کی ہے تابانی — غیرتِ شمس و قمر، حسنِ دل آرا، ان کا

اس دیوانِ نعت میں بہت سے اشعار انوکھی تلمیح کا حسن رکھتے ہیں جن کا اشارہ بڑا واضح اور متعین ہے۔ حمد ونعت کے قران السعدین میں تلمیحات کی ایک کہکشاں منظوم کی گئی ہے جو شاعر کی قادرالکلامی اور شعر گوئی میں پختہ کار ہونے کی دلیل ہے۔ ان کی نعت گوئی محض اظہارِ فن ہرگز نہیں، بلکہ انھوں نے اس محترم شغل سے اعلیٰ مقاصد وابستہ کر رکھے ہیں۔

ذرا یہ اشعار ملاحظہ فرمائیں:

مل جاتی ہے نجات، غمِ روزگار سے — جو نعت میں ہے قلب کی تفریح لاجواب
شیرینی مدحت سے مٹا ہجر کی تلخی — وصلِ شہِ خوباں کی حلاوت کے مزے لوٹ
جب عشق کا لوبان سلگتا ہے سخن میں — مہکاتے ہیں دل، نعت کے اشعار معطر
رکھتی ہے ان کی یاد میں مشغول روز وشب — سیفیؔ! اسی لیے ہے مجھے شاعری عزیز

سید شاکر حسین سیفی نے نادر ردیفوں میں جو شانِ شاعرانہ وعاشقانہ دکھائی ہے وہ بھی قابل دید ہے۔ ''جواب'' ردیف میں کہا گیا کلام منفرد ترکیبوں اور نادر مضامین کے لحاظ سے الگ رنگ رکھتا ہے۔ صرف دو شعر دیکھ لیں:

ان کے مہتابِ حقیقت تک رسائی ہے محال — عقل کے سارے پرندے گئے تھک کر جواب
جس پہ ہے اعجازِ نقشِ پا، جہاں میں آج بھی — کفر کی ہر اینٹ کا دیتا ہے وہ پتھر جواب

آئیے برنگ دیگر ''دیوان نعت'' کی سیر کر لیتے ہیں۔ ذرا یہ منفرد اور نادر نیرنگی خیال اور ترکیبوں کا گلشن دیکھ لیں:

''شبِ انتظار کا فروغ پانا، گلہائے فکر کا نوری جمال پر فدا ہونا، دل کا دیدۂ مازاغ سے فیض یاب ہونا، گردشِ لیل ونہار کا محبوب کے عارض وگیسو سے خیرات کشید کرنا، بزمِ تصور میں بربطِ مدحت کا تار چھیڑنا، سحابِ سخن کا اعدا پہ بجلی بن کر گرنا، چراغِ مزار کے گرد شمعِ حسن کے پروانوں کا محوِ طواف ہونا، زبان کو سرودِ نعت دینا اور طائرانِ غزل کا شکار کرنا، شہرِ ثنا میں ان کا آنا اور کوچۂ خیال کا مشک بار ہونا، دواتِ نور لے کر خطِ تنویر کھینچنا، نور کی تیروں سے دل منکر کی فوج کا مٹ جانا، جانبِ ظلمت کمانِ طلعت تقریر کا کھینچنا، فضائے نعت میں مشامِ دل کا معطر ہونا اور موجِ بادِ حرف میں آ کر معنی تعطیر کھینچنا، شہرِ دانش میں رقبۂ الم نشرح کی وسعت کی تلاش، گلشنِ معنی تک زمانے کی رسائی اور لبِ شہ پر غنچۂ الم نشرح کا کھلنا، عُسر کی خزاؤں میں یُسر کی بہاروں کا مزہ لوٹنا، جمالِ یار پر پردۂ جمال ہونا، وسعت آفاق دل میں مہر رخ کی تابندگی، سینۂ سنگ گراں پر نقشِ پا کا نشان چھوڑ جانا، اصنافِ سخن میں حدیقۂ نعت کا منفرد ہونا، شبِ غم کو مسرت کا اجالا دینا، غمزۂ واللیل میں زلف دوتا تلاش کرنا، خطۂ اعمال میں جلوۂ سیرت کی تابانی، صحرائے فنا میں باغ بقا ڈھونڈنا، پھول میں گلشن معنی کا آباد ہونا، بلبلِ الفاظ کی منقار کا معطر ہونا، مشکِ ادب سے لب اظہار کو معطر کرنا، زمزمۂ نعت کے اسرار کھولنا، سرورِ عشق کی بے خودی کا عزیز ہونا، جسم فرض کو سنت کا پیرہن پہنانا، لمعۂ سنت کے بالمقابل آنے والے انداز کا سبوتاژ ہونا، لبِ شوق کو دیدار کا رس دینا، کشتِ عمل میں سبزۂ خیر کا اُگنا، گلشنِ وصل تک اسیرانِ فراق کی رسائی''۔

مذکورہ مضامین ان کے چند نعتیہ کلام سے چنیدہ ہیں۔ کیا اتنے ہمہ رنگ مضامین کی تراش خراش آسان کام ہے، ہرگز نہیں۔

یہ دو شعر دیکھیں:

گلشنِ صبح بنا دیتا ہے نورِ معنی — وہ اُگاتے ہیں اگر رات کے بَن میں الفاظ

صیغۂ راز کی بھی ان کو خبر ہوتی ہے — سر اٹھاتے ہیں جہاں فکر کے من میں الفاظ

سید شاکر حسین سیفی نے غیر منقوط حمد ونعت بھی تحریر کیے ہیں جو ان کی قادر الکلامی کا پتا دیتے ہیں، انھیں پڑھنے پر نہ کوئی تکلف ہوتا ہے نہ کھردرا پن محسوس ہوتا ہے۔ امید قوی ہے کہ شائقین ادب اس دیوانِ نعت کا بھرپور استقبال کریں گے۔ اللہ قبول فرمائے، آمین۔

توفیق احسن برکاتی
استاد جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ
۹/دسمبر ۲۰۲۴ء، دوشنبہ

از : حضرت علامہ طفیل احمد صاحب مصباحی

سید شاکر حسین سیفی کی دھنک رنگ نعتیہ شاعری

شاعری ادب کی وہ مقبول ترین صنف ہے جو جذبات واحساسات کی دنیا میں ارتعاش واہتزاز پیدا کرنے کی صلاحیت واستعداد رکھتی ہے۔Poetry is a condensed , it can effectively invoke aAs an art.form of writing range of emotions in the reader. یعنی شاعری تحریر کی ایک جامع شکل ہے۔بحیثیتِ فن یہ قاری میں مؤثر طریقے سے جذبات کی ایک حد کو جنم دے سکتی ہے۔شاعری فرحت وبہجت سے شروع ہو کر شعور وبصیرت پر ختم ہونے والا وہ فن ہے جو غیر محسوس اشیا کو محسوس کر کے ہمارے سامنے لاتی ہے۔ناقدینِ فن کا شاعری کے متعلق یہ نظریہ عام ہے کہ یہ غیر مرئی حقیقت کو محسوس ومبصر کر کے پیش کرتی ہے۔A poet makes the invisible visible. فطری اور طبعی طور پر شاعری میں جذب وکشش اور مقناطیسی کیفیت پائی جاتی ہے۔اس کا تجربہ کرنا چاہیں تو ایک ہی مفہوم کی حامل فکر نثر اور نظم میں پیش کر کے دیکھیں، آپ محسوس کریں گے کہ جو بات اور جو فکر نظم میں پیش کی گئی ہے، قاری وسامع اس سے زیادہ مسحور ومتاثر ہوں گے۔نثر کی اثر انگیزی کا میں منکر نہیں، لیکن شعر کی عوامی مقبولیت اس کی ہر دل عزیزی اور اثر پذیری نثر سے بہر حال زیادہ ہے۔کامیاب اور پائدار شاعری حکمت سے لبریز ہوا کرتی ہے اور یہی حکمت ودانائی اور فطری جذب وکشش دامانِ دل کو کھینچنے کا سبب بنتی ہے۔گویا

شاعری اور ساحری لازم وملزوم ہیں۔حدیث پاک میں شاعری کی اثر انگیزی، سحر کاری اور حکمت آمیزی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔اس حوالے سے یہ دو حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں :

(۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ :جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَجَعَلَ يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ ،فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا وَإِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حُكْمًا .

ترجمہ : حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور باتیں کرنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : بعض بیان (قول، گفتگو، تقریر) جادو ہوتے ہیں اور بعض اشعار حکمت سے لبریز ہوتے ہیں۔

(سنن أبي داؤد، كتاب الادب ،باب ما جاء فی الشعر ،رقم الحديث 5011 :،ص 784 : مطبوعه :دار الكتب العلميه،بيروت)

(۲) حَدَّثَنِي صَخْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ :إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا وَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ جَهْلًا وَإِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حُكْمًا وَإِنَّ مِنَ الْقَوْلِ عِيَالًا . فقال صَعْصَعَةُ بْنُ صُوحَانَ :صَدَقَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ أَمَّا قَوْلُهُ :إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا ،فَالرَّجُلُ يَكُونُ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَهُوَ أَلْحَنُ بِالْحُجَجِ مِنْ صَاحِبِ الْحَقِّ، فَيَسْحَرُ الْقَوْمَ بِبَيَانِهِ فَيَذْهَبُ بِالْحَقِّ، وَأَمَّا قَوْلُهُ :إِنَّ مِنَ الْعِلْمِ جَهْلًا ،فَيَتَكَلَّفُ الْعَالِمُ إِلَى عِلْمِهِ مَا لَا يَعْلَمُ فَيُجَهِّلُهُ ذَلِكَ، وَأَمَّا قَوْلُهُ :إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حُكْمًا ،فَهِيَ هَذِهِ الْمَوَاعِظُ وَالْأَمْثَالُ الَّتِي يَتَّعِظُ بِهَا النَّاسُ ، وَأَمَّا قَوْلُهُ:إِنَّ مِنَ الْقَوْلِ عِيَالًا ، فَعَرْضُكَ كَلَامَكَ وَحَدِيثَكَ عَلَى مَنْ لَيْسَ مِنْ شَأْنِهِ وَلَا يُرِيدُهُ.

ترجمہ : حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ فرماتے سنا:

بعض بیان (یعنی گفتگو خطبہ اور تقریر) جادو ہوتے ہیں (یعنی ان میں جادو جیسی تاثیر ہوتی ہے) بعض علم جہالت ہوتے ہیں، بعض اشعار حکمت ہوتے ہیں اور بعض باتیں بوجھ ہوتی ہیں۔ تو صعصہ بن صوحان بولے :اللہ کے نبی نے سچ فرمایا :رہا آپ کا یہ فرمان کہ" بعض بیان جادو ہوتے ہیں" تو وہ یہ کہ آدمی پر دوسرے کا حق ہوتا ہے، لیکن وہ دلائل پیش کرنے میں صاحبِ حق سے زیادہ سمجھ دار ہوتا ہے، چناں چہ وہ اپنی دلیل بہتر طور پر پیش کر کے اس کے حق کو مار لے جاتا ہے اور رہا آپ ﷺ کا قول" بعض علم جہل ہوتا ہے" تو وہ اس طرح کہ عالم بعض ایسی باتیں بھی اپنے علم میں ملانے کی کوشش کرتا ہے، جو اس کے علم میں نہیں۔ چناں چہ یہ چیز اسے جاہل بنا دیتی ہے۔ اور رہا آپ کا قول" بعض اشعار حکمت ہوتے ہیں" اس کا مطلب یہ ہے کہ ان میں کچھ ایسی نصیحتیں اور مثالیں ہوتی ہیں، جن سے لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ رہا آپ کا قول کہ" بعض باتیں بوجھ ہوتی ہیں" تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنی بات یا اپنی گفتگو ایسے شخص کے سامنے پیش کرو جو اس کا اہل نہ ہو یا وہ اس کا خواہاں نہ ہو۔

(سنن أبی داؤد، کتاب الادب، باب ماجاء فی الشعر، رقم الحدیث: 5012 ص :784 مطبوعہ : دار الکتب العلمیہ، بیروت)

استاذ الشعراء، کامل الفن حضرت علامہ مفتی سید شاکر حسین سیفی دام ظلہ العالی (صدر شعبۂ افتا دار العلوم محبوبِ سبحانی، کُرلا، ممبئی) کی شخصیت علمی و ادبی حلقے میں محتاجِ تعارف نہیں۔ آپ جامعِ علوم وفنون، ممتاز عالمِ دین اور فقہ وافتا کے اصول ومبادی پر عقابی نظر رکھنے والے فقیہ ومفتی ہیں۔ ایک طویل عرصے سے دار العلوم محبوبِ سبحانی، کُرلا، ممبئی میں درس وتدریس اور فتویٰ نویسی کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ مذہبیات کے علاوہ ادبیات پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں۔ شاعری ان کی گھٹی میں پلا دی گئی ہے۔ شاعری اور بالخصوص نعت گوئی میں مہارت و

حذاقت رکھتے ہیں اور بلند پایہ استاذ شاعر کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ جدت طرازی ان کی نعت گوئی کا معتبر حوالہ ہے۔ نعت جیسی مشکل صنف میں انھوں نے اپنی انفرادیت کا لوہا منوایا ہے۔ راقم الحروف انھیں دورِ حاضر کا" محسن کاکوروی" خیال کرتا ہے۔ زیرِ نظر تحریر میں جناب سید شاکر حسین سیفی کی نعتیہ شاعری کے کچھ نمایاں خد و خال واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

موضوع کی وسعت اور اس کا تنوع فن کی وسعت و ہمہ گیری کو ظاہر کرتا ہے۔ نعت گوئی کو جملہ اصنافِ سخن میں تقدّس وتفوّق کے ساتھ تنوّع کا درجہ بھی حاصل ہے کہ نعت گوئی محبوبِ رب العالمین امام الانبیا والمرسلین ﷺ کی مدح وثنا سے عبارت ہے اور آپ کے فضائل وکمالات بیشمار ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ نعت گوئی ایک وسیع فن اور وسیع میدان ہے جس کی وسعت ورفعت کے آگے قوتِ متخیلہ بھی اپنا دم توڑتی نظر آتی ہے۔ اسی طرح نعت گوئی حد درجہ حزم واحتیاط کی متقاضی ہے اس لیے اس کی فضا تنگ خطرات آمیز اور اس میں طائرِ فکر وخیال کا اڑان بھرنا نہایت دشوار ہے۔ اسی حقیقت کی جانب اشارہ کرتے ہوئے نعتیہ ادب کے ممتاز محقق ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق لکھتے ہیں :

نعت گوئی کا میدان وسیع بھی ہے اور تنگ بھی۔ وسیع اس لحاظ سے کہ ممدوح کے فضائل جس قدر بے حد وحساب ہوں گے شاعر کے اسی قدر موضوع کی وسعت ہاتھ آئے گی اور اس کے تخیل کی بلند پروازی کا سامان ہو سکے گا۔ یہاں شاعر حسن وخوبی پیدا کرنے کے لیے مبالغہ کی زحمت سے بھی بچ جاتا ہے اور پھر جہاں منعوت (ممدوح) کے فضائل مبالغے کے حدود سے آگے گزر گئے ہوں وہاں تخیل کی بلند ترین پرواز کو بھی کمالِ ممدوح سے پس ماندہ ہونا پڑتا ہے۔ فضائلِ نبوی کے بیان میں شاعر زمین سے پرواز کر کے افلاک کی سیر کرتا ہے۔ وہ

ستاروں سے آگے گزر کر مقام مصطفائی کا مشاہدہ کرتا ہے یہاں تک کہ تمام افلاک اس کے تخیل کی زد میں آجاتے ہیں اور اب وہ اپنے ممدوح کو عرش و کرسی پر جلوہ فرما پاتا ہے۔ اس لحاظ سے نعت گو شاعر کو طبع آزمائی کے لیے ایک وسیع میدان ہاتھ آتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ وہ نقاد کی دسترس سے بھی باہر رہتا ہے اور اپنے معتقدات کو سپر بناتے ہوئے ہر تنقید سے کامیاب گزر جاتا ہے۔ یہ میدان تنگ اس لحاظ سے ہے کہ باوجود اس فضا کی کشادگی اور وسعتِ تخیل کے حوصلوں کو اس بلندی کا ساتھ دینا بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے شاعر میں گوناگوں صلاحیتوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ اس لیے کہ یہ فقط عشق و محبت کی داستان نہیں ہے جس کے راگ کو جس نے جیسا چاہا الاپ لیا۔ دراصل نعت گوئی ایک ایسے ممدوح کی مدح ہے جس کی بارگاہ میں مبالغہ قربتِ ممدوح کا وسیلہ نہیں بن سکتا ہے اور نہ یہاں اس بیان کو باریابی حاصل ہے جو صادق البیانی کی ترجمانی سے محروم ہے۔ پھر صدق و صفا کی زندگی کو سمجھنے کے لیے صدق و صفا کی حقیقت اور اس کی کیفیت کو قلب و نظر میں بسائے بغیر بھی کام نہیں چلتا۔ غرض کہ حقیقت محمدی ﷺ کو سمجھ کر ان کے مرتبہ کا بیان علم فضل، بصیرت اور شاعرانہ صلاحیت چاہتا ہے اور ظاہر ہے کہ ان فضائل کا ایک جگہ جمع ہونا آسان نہیں ہے اور انجام کار نعت کے موضوع سے عہدہ برآ ہونا بھی مشکل ہے۔ (اردو میں نعتیہ شاعری، ص 55، 56 ناشر: اردو اکیڈمی، لاہور)

سید شاکر سیفی کی نعتیہ شاعری میں زبان و بیان کے لحاظ سے وہ سارے اعلیٰ ادبی محاسن اور ادیبانہ کرّ و فر موجود ہیں، جو کسی قادر الکلام شاعر کا لازمہ ہیں۔ ان کی شاندار اور پائدار شاعری میں جذبات کا والہانہ پن، شیفتگی و ربودگی اور عشق رسول ﷺ کی حرارت دلوں کو پگھلاتی ہے اور قارئین کو مسحور کر دیتی ہے۔ یہ اشعار دیکھیں اور ان کے شاعرانہ کرّ و فر کا تماشا دیکھیں:

ظلمتِ جبر مٹے، ظلم کا شیشہ پھوٹے
اُن کی ہر بات سے رحمت کا اجالا پھوٹے

ذکر سے اُن کے معطر ہو مشامِ ایماں
ہر گلِ نعت سے خوشبوئے دل آرا پھوٹے

شجرِ دل پہ لگیں جس سے تجلی کے ثمر
اتباعِ شہِ خوباں سے وہ دھارا پھوٹے

ضربِ موسیٰ سے اُگل دیتا ہے پتھر پانی
گر وہ چاہیں تو کفِ دست سے چشمہ پھوٹے

التجا آپ سے اے جانِ بہاراں! ہے یہی
باغ مہکے مرا، دیدار کا غنچہ پھوٹے

یا نبی خیر سے تابندہ رہے موجِ عمل
نُطق سے قوم کی اصلاح کا سوتا پھوٹے

آپ کے صدقے رہے عفو و کرم کا پردہ
لاج رہ جائے قیامت میں نہ بھانڈا پھوٹے

کر حفاظت کہ نہ بہ جائے بھلائی اے دل
کبھی ہرگز نہ یہ ایمان کا کوزہ پھوٹے

لذتِ سوزِ جگر کی ہے تمنا سیفی!
بربطِ لب سے کوئی عشق کا نغمہ پھوٹے

مذکورہ بالا کلام میں "ایمان کا کوزہ پھوٹنے" کی ترکیب کس قدر معنی خیز ہے۔ نیز اردو کے مشہور محاورہ "بھانڈا پھوٹنا" کو جس شاعرانہ مہارت کے ساتھ نعتیہ شعر کی لڑی میں پرویا گیا ہے وہ شاعر کی بالغ نظری اور ادبی بالادستی پر دال ہے۔

تخیّل ایک زبردست دماغی ریاضت اور فنکارانہ عمل ہے۔ جہاں تک رسائی کے بعد غور و فکر کی پرواز ختم ہو جاتی ہے، تخیّل وہاں سے اپنا سفر شروع کرتا ہے۔ ذہانت و طبّاعی اور گہری بصیرت رکھنے والے شاعر ہی کے دماغ میں تخیّل اپنا بسیرا کرتا ہے۔ تخیّل، حشر انگیز خیالات کا نقشہ اس وقت پیش کرتا ہے جب کہ شاعر دانا و بینا، عالی دماغ اور جہاں دیدہ شخص ہو۔ زندگی کے رموز و اسرار سے واقفیت کے ساتھ کائنات کا وسیع مطالعہ رکھتا ہو۔ تخیّل کی ڈور مشاہدات و تجربات سے بندھی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تخیّل بالعموم گہرے مشاہدات اور وسیع تجربات کے بطن سے جنم لیتا ہے۔ راقم الحروف کی محدود نگاہ کی جہاں تک رسائی ہو سکی ہے سید

شاکر سیفی کی نعت گوئی میں دو بڑی خصوصیت ایسی ہے جو انھیں معاصر نعت گو شعرس سے ممیز و ممتاز کرتی ہے اور وہ ہے : رفعتِ تخیل اور جدّتِ اسلوب۔ اس وقت سیفی صاحب کا شمار جدّت طراز شعرا میں ہوتا ہے۔ ان کے تقریباً سارے کلام جدت و ندرت سے مرصع و آراستہ ہوتے ہیں۔ جدّت و ندرت اچھی چیز ہے، لیکن اس سے روایت و درایت اور اصولِ فن کا خون نہیں ہونا چاہیے۔ سیفؔی صاحب قادر الکلام شاعر، ماہرِ ادبیات اور مایۂ ناز عالم و مفتی ہیں، اس لیے وہ اپنے کلام میں بڑی مہارت کے ساتھ جدت و ندرت کا رنگ چھڑکنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ یہ کلام دیکھیں اور ان کی بلاغت آشنا فکر اور جدت طراز طبیعت کا کرشمہ ملاحظہ کریں:

تکتا ہے کھڑا اے شہِ خوباں ترے آگے — ہے دیدۂ حیرت مہِ تاباں ترے آگے
سب کاسہ بکف ہیں تری سرکارِ ضیا میں — کیا ہیں یہ ستارے دُرِ دنداں تیرے آگے
اک غمزۂ وَالشّمس ترا مصحفِ رخ ہے — سورج ہے خطِ شرحِ درخشاں ترے آگے
وَاللّیل نے کیا خوب سنوارے ترے گیسو — ہے خیر طلب کاکُلِ حوراں ترے آگے
آنکھیں ہیں تری سرمۂ مَا زَاغ سے روشن — ہے وسعتِ دنیا کفِ لمعاں ترے آگے
کافی ہے دمِ تیغۂ ابرو کا اشارہ — کیا شے ہے غمِ دہر کا زنداں ترے آگے
نازاں تھے زباں پر جو سرَ افرازِ فصاحت — ہیں جانِ سخن ! سر بہ گریباں ترے آگے
اے رازِ بقا! آبِ وضوئے شہِ لولاک — کیا ڈھونڈے کوئی چشمۂ حیواں ترے آگے
ہم کو ہو عطا صدقۂ بلقیسِ شفاعت — یہ عرض ہے جنت کے سلیماں ترے آگے
سیفی کو میسر ہو تری بزمِ رَاَی الحق — ہو نغمہ سرا تیرا ثنا خواں ترے آگے
طلعتِ خورشید بھی اک پرتوِ اشراق ہے — تیرا ہی جلوہ مُحیطِ وسعتِ آفاق ہے
لرزہ خیزِ قلعۂ آزر ہے رعدِ لا الٰہ — برقِ باطل سوز تیرا کلمۂ اِحقاق ہے

تجھ سا تابندہ نہیں چرخِ جمالِ دہر میں — کوکبِ ختمِ نبوّت ! حسن تیرا طاق ہے
تیرے بام و در کی جانب ہے نگاہِ ماہتاب — وہ بھی مدت سے ترے دیدار کا مشتاق ہے
تیری سیرت تا قیامت اک درخشندہ نصاب — زندگی کا ہر ورق مجموعۂ اسباق ہے
جس کی خوشبو سے معطر ہے مشامِ خلد بھی — وہ ترے باغِ شِیَم کا ہر گلِ اخلاق ہے
مسکرا کر لوٹ لیتی ہے متاعِ آخرت — ان کا بَن سیفی یہ دنیا اک حسیں قزّاق ہے

اس مختصر تحریر میں سید شاکر سیفی صاحب کی بلند پایہ شاعری اور ان کی دھنک رنگ نعت گوئی کے سارے جلوؤں کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہاں معاملہ اس شعر کے مصداق ہے :

شکارِ ماہ کہ تسخیرِ آفتاب کروں — کسے میں ترک کروں کس کا انتخاب کروں

سرِ دست اتنا جان لیں کہ سید شاکر سیفی کی نعت گوئی میں ایمان و عقیدہ کی حرارت، عشقِ رسول ﷺ کی حلاوت، سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کی ذاتِ بابرکات سے والہانہ عقیدت و شیفتگی، محبّتِ رسول کی فراوانی و سرمستی اور کامل ربودگی کے ساتھ فکر کی گہرائی، فن کی رعنائی اور ادب کی چاشنی نگاہِ ادب کو خیرہ کرتی ہے۔ ان کی نعتیہ شاعری میں موضوعاتی تنوع اور مضامین کی وسعت بھی پائی جاتی ہے۔ اردو ادب کے ناقدین و محققین جو نعتیہ شاعری کو نظر انداز کر کے تعصب و تنگ نظری کا فکری و عملی ثبوت دیتے ہیں انھیں سید شاکر سیفی کے سینکڑوں نعتیہ اشعار دعوتِ دید و شنید دیتے ہیں۔ ان کے نعتیہ کلام میں وہ ساری ادبی خوبیاں موجود ہیں جو کامیاب اور پائدار شاعری کے لیے ضروری سمجھی جاتی ہیں۔ موصوف کسی بھی فکر و خیال کو فن کے جلوؤں سے آراستہ کر کے پیش کرتے ہیں۔ سیفی صاحب کا اعجازِ فکر و فن ملاحظہ کریں :

تجلّیِ شہِ خوباں سے آشنا کر دے — نگاہ کو رخِ جاناں سے آشنا کر دے
جمالِ نعت کے اسرار خوب روشن ہوں — رموزِ مدحتِ قرآں سے آشنا کر دے

ڈبو دے قرب کے دریا میں کشتیِ ہستی
مجھے بھی عشق کے طوفاں سے آشنا کر دے

فنا کے بحر کا غوّاص میں بھی ہو جاؤں
بقا کے گوہرِ تاباں سے آشنا کر دے

طیورِ معرفتِ حق جہاں چہکتے ہیں
خرد کو ایسے گلستاں سے آشنا کر دے

جو دل کو نور دے، ذوقِ عمل کو تابانی
اُسی چراغِ فروزاں سے آشنا کر دے

شبِ حیات کو حسنِ عمل کا دے سورج
طلوعِ صبحِ درخشاں سے آشنا کر دے

مٹا دے ! خارِ غمِ روزگار کی تلخی
حلاوتِ گلِ ایماں سے آشنا کر دے

سدا یوں مہکے زمانے میں لالہ زارِ سخن
گلوں کو لہجۂ حسّاں سے آشنا کر دے

مئے الست سے مسرور ہو دلِ سیفی
شرابِ جلوۂ عرفاں سے آشنا کر دے

معنی اور معنویت میں زمین آسمان کا فرق ہے جو اہلِ نظر سے مخفی نہیں۔ ہر نظم و نثر معنی کے ساتھ معنویت سے بھی مرصّع ہو، یہ کوئی ضروری نہیں۔ ہر ادبی متن معنی کا حامل ہے، مگر ہر ادبی متن معنویت بھی رکھتا ہو، یہ لازم نہیں۔ معنی ہر قسم کے ادب اور فن پارے کے لیے شرط ہے، اس کے بغیر ادب وجود ہی میں نہیں آسکتا۔ جب کہ معنویت ایک اضافی شے ہے اور غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے۔ جن ادب پاروں میں فقط معنی ہوں، ان کی جگہ محض ادب کی تاریخ میں ہوتی ہے۔ وہ اپنے زمانے میں کچھ دیر کے لیے پڑھے جاتے ہیں، پھر طاقِ نسیاں کی نذر ہوجاتے ہیں۔ البتہ جن فن پاروں میں معنی و معنویت دونوں ہوں، ان کا مقام و مرتبہ ادب کی تاریخ اور لوگوں کے حافظے میں موجود و محفوظ رہتا ہے۔ سید شاکر حسین سیفؔی ایک بلاغت آشنا شاعر ہیں، ان کے فکر و فن میں معنی اور معنویت دونوں ایک ساتھ اپنا سفر طے کرتے ہیں۔ ان کے مجموعۂ کلام سے کسی بھی ایک نعت کو اٹھا لیجیے اور پھر اس میں "معنی و معنویت" کے حسین امتزاج کا اور رنگین اسلوب کا تماشا دیکھیے۔ مثلاً:

صدیوں سے اہلِ دل نے کیا کیا خیال باندھے
لفظوں میں کب بندھا ہے اُن کا جمال باندھے

اُس در پہ آرزو تھا بیتاب جلوۂ رخ
لیکن ادب کھڑا تھا دستِ سوال باندھے

رخسارِ زندگی کو جب زلفِ غم نے چھیڑا
یادِ نبی سے ہم نے یہ بکھرے بال باندھے

اُس گل کی دستگیری کام آئی بلبلوں کے
صیاد نے تو لاکھوں عصیاں کے جال باندھے

وہ آہُو ان شوقِ دل اُس کے بے خطر ہیں
جس نے حصارِ دیں میں دل کے غزال باندھے

جامِ سخن میں اُن کے شہدِ کشش تھا ایسا
آتے تھے آستاں پر شیریں مقال باندھے

جن کے دُرِ دنداں پہ نچھاور ہیں ستارے، سرکار ہمارے
مہتاب کو پابند کریں جن کے اشارے سرکار ہمارے

چہرہ ہے کہ قران کا پُر نور ورق ہے، خورشید بھی فق ہے
جن پر ہیں فدا صبح کے تابندہ نظارے، سرکار ہمارے

اسلوب کی ندرت پہ شبِ قدر ہے قرباں، راتیں ہیں غزل خواں
کیا غمزۂ واللیل نے گیسو ہیں سنوارے، سرکار ہمارے

سید شاکر حسین سیفی کے لافانی کلام میں "تغزل" کا ایک زرّیں سلسلہ نظر آتا ہے۔ تغزّل، غزل کی جان ہے اور نعتیہ شاعری میں بھی اسے محمود و مستحسن سمجھا جاتا ہے، بشرطیکہ اسے سلیقے سے باندھا جائے۔ راقم الحروف کو سیفؔی صاحب کے کلام کے سرسری مطالعہ کے دوران بہت سارے تغزل آمیز اشعار نظر آئے، جنھیں نمونتاً یہاں پیش کیے جاتے ہیں :

چمن چمن مسکرائے غنچے، خزاؤں کا سر قلم کیا ہے
بہارِ حسن محمدی نے دلوں کو رشکِ ارم کیا ہے

کسی کا ظلّ کرم، مہربان لگتا ہے
قریب تر کوئی مجھ سے ہر آن لگتا ہے

یہ کس کی جلوہ نمائی ہے خلوتِ دل میں
چراغِ رخ سے منور مکان لگتا ہے

روشن آئینے ہیں سیّاروں کے — واہ جلوے ترے رخساروں کے
یاد ہے تیرے تبسم کی ادا — پھول قربان ہیں گلزاروں کے
کاش ! مل جائے جو خوشبو تیری — ہوش اُڑ جائیں گے عطّاروں کے
تیری آنکھوں سے پیا جامِ الست — کیا نصیبے ! ترے میخواروں کے

آبروئے سخن سید شاکر سیفی صاحب بادۂ عشقِ رسالت کے متوالے اور تیغِ نگہِ جمالِ محمدی کے قتیل ہیں۔ عشقِ رسول ﷺ کا جامِ لبالب نوش کرنے کے بعد ان کو ہر طرف عشق و وارفتگی کا جلوہ نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ "فنا فی النعت" بن کر بربطِ سخن پر نعت کا مسحور کرنے والا نغمہ بڑے شوق سے چھیڑتے ہیں اور اپنے ممدوح (جو کہ محبوبِ رب العالمین اور ممدوحِ کائنات بھی ہیں) کی توصیف وثنا بیان کر کے اپنے قلبِ مضطر کی آسودگی کا سامان مہیا کرتے ہیں۔

اس میں دو رائے نہیں کہ سیفی صاحب "فنا فی النعت" ہیں اور نعت گوئی سے ان کا بڑا گہرا رشتہ ہے۔ وہ رسمی نعت کے قائل نہیں؛ بلکہ مقصدی نعت کے قائل ہیں۔ نعت گوئی ان کا مقصدِ حیات اور مآلِ زندگی ہے۔ انھوں نے اب تک سینکڑوں نعتیں کہی ہیں۔ اس فن سے ان کی ذہنی اور فکری وابستگی ان کے ہر کلام سے ظاہر ہوتی ہے۔ مقصدی ادب اور مقصدی نعت کے حوالے سے یہ اقتباس ملاحظہ کریں۔ ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق لکھتے ہیں :

مقصدی شاعری ہی حقیقت میں زندگی کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ اس کا لازوال جذبہ زندگی کو حرکت عطا کرتا ہے۔ اس کا نغمہ دل کی گہرائیوں سے خلوص لے کر بلند ہوتا ہے۔ وہ قلوب سے ٹکرا کر آوازِ بازگشت پیدا کرتا ہے اور اپنی کیفیت کے تاثرات چھوڑتا ہوا زندگی کے لیے دوامی بقا کا سامان مہیا کرتا ہے۔ حقیقت میں اس کو حق وصداقت کی آواز سے تعبیر کیا

جاتا ہے۔ یہ کلام (مقصدی شاعری) ''ان من البیان لسحرا'' ہی کا نمونہ نہیں ہوتا بلکہ ''ان من البیان لحکمۃ'' کا بھی اس پر اطلاق ہوتا ہے۔ اسی طرح شعر جب مقصدی بن جاتا ہے تو وہ اپنی ہر لَے میں کسی نہ کسی طور پر اس تصورِ حیات کی ترجمانی کرتا ہے، جو اس کا مقصود ہے۔ وہ زندگی پر نہایت گہرا اثر چھوڑتا ہے۔ پوشیدہ صلاحیتوں کو حوصلہ بخشتا ہے اور جمالی جذبات کو ابھار کر انھیں زندگی کی تعمیر میں لگاتا ہے، جہاں اس کا ظاہری حسن دلوں کو کھینچتا ہے، وہاں وہ روحانی اور اخلاقی معلم بن کر مقدّرات کو بدل دیتا ہے۔ حقیقت میں مقصدی شاعری کی یہی خدمت زندگی کی پراگندگی کو دور کر سکتی ہے۔ (اردو میں نعتیہ شاعری، ص 61 :، اردو اکیڈمی، سندھ، کراچی)

مقصدی ادب کے حوالے سے اوپر جو مفہوم بیان کیا گیا، مقصدی نعت کا بھی کچھ یہی معنی ومفہوم ہے۔ سید شاکر سیفی کی نعت گوئی میں مقصدیت غالب ہے اور اس فن سے ان کی شدید قلبی وابستگی ان کے ہر کلام سے عیاں ہے۔ یہ کلام دیکھیں اور ان کی مقصدی نعت گوئی کا اندازہ لگائیں :

اے غزل ! ساغر اُٹھا لے نعت کے — مستیِ فن کر حوالے نعت کے
کہتی ہے دھڑکن دلِ تفسیر کی — وَ الضُّحیٰ میں ہیں اُجالے نعت کے
آیتِ وَ اللّیل کا اُسلوب دیکھ — کیا ہی انجم ہیں نرالے نعت کے
خلعتِ انوار ہے اُن کی ثنا — عزتِ فن ہیں دوشالے نعت کے
دل میں جب مہتاب نکلا نعت کا — بن گئے الفاظ ہالے نعت کے
اُن کی خوشبو سے مہک اٹھے گا دل — پھول سینے میں بسا لے نعت کے
لہلہا اٹھی مری کشتِ سخن — جب بھی میں نے بیج ڈالے نعت کے
روز و شب لکھ کر پئیں اہلِ مرض — وجہِ صحت ہیں غُسالے نعت کے

چاہتا ہے جو کہ ہو روشن دماغ — فکر کو سانچے میں ڈھالے نعت کے
یا الٰہی ! بخشے جائیں حشر میں — لکھنے پڑھنے سننے والے نعت کے
عشق ہے مخمور سیفی کیوں نہ ہو — میں پلاتا ہوں پیالے نعت کے

سید شاکر حسین سیفی دام ظلہ العالی صاحب چوں کہ ایک ممتاز درس گاہی عالمِ دین اور مسندِ افتا کو زینت بخشنے والے مایۂ ناز مفتی ہیں، اس لیے ان کی فکر میں بلندی اور فن میں پختگی پائی جاتی ہے۔ اپنے گہرے علم و شعور کی روشنی میں نئی نئی فکر اور نوع بنوع خیال چن چن کر لاتے ہیں اور نگینے کی طرح انگشتِ سخن میں جڑ دیتے ہیں، جس کی صناعی اور حسن و جمال دیکھ کر قاری و سامع دنگ رہ جاتے ہیں۔ وہ شاعری یا نعت گوئی کو تفریحِ طبع کا ذریعہ نہیں سمجھتے، بلکہ ایک مقصد کے تحت طبع آزمائی فرماتے ہیں اور وہ مقصد ہے عشقِ رسالت مآب ﷺ کا فروغ و استحکام اور ممدوحِ کائنات ﷺ سے اپنی گہری عقیدت و نیاز مندی کا ثبوت۔ آپ نے اپنے ایمانی و عرفانی عشق کا ثبوت فکری و عملی سطح پر دیا ہے اور بڑی کامیاب نعتیہ شاعری کی ہے۔ آپ کی شاعری مقصدیت سے ہم آہنگ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں رسم و روایت سے زیادہ فکر و درایت کا عنصر غالب ہے۔ یہ نعتیہ کلام دیکھیں کہ اس میں کس قدر تخیل کی بلندی، معنی کی گہرائی اور اسلوب کی چاشنی و طرفگی پائی جاتی ہے :

مرے الفاظ بحرِ نعت میں جب ڈوب کر نکلے — تو مثل انجمِ تاباں درخشندہ گہر نکلے
مہک اٹھی ہے تقدیرِ چمن اُن کے پسینے سے — امینِ راز خوشبوئے نبی گلہائے تر نکلے
جمالِ والضحیٰ سے جب اُٹھا اسرار کا پردہ — تو اُن کے حسن کی تفسیر انوارِ سحر نکلے
ضیائے حُسنِ دنداں پر فروغِ کہکشاں قرباں — تراشے اُن کے ناخن کے سدا رشکِ قمر نکلے
سحابِ لطف سے اُن کے ہوئی جب بارشِ رحمت — درختِ ہجر سے بھی وصلِ جاناں کے ثمر نکلے

فضائے لامکاں تک قوتِ پرواز اُن سے ہے — طیورِ آگہی کو معرفت کے بال و پر نکلے
غموں کے خار بھی گلہائے فرحت بن کے مہکیں گے — اگر یادِ نبی موجِ نفس کی ہم سفر نکلے
ھوالباطن کا جلوہ تھا نگاہوں سے رہے مخفی — شبِ ہجرت صفِ اعدا سے جب وہ بے خطر نکلے
فصاحت دم بخود ہے اُن کے اعجازِ تکلّم پر — لُٹا کر تاج قدموں پر سخن کے تاجور نکلے
زمانے میں اجالوں کی ہوا چلنے لگی سیفی ! — بہارِ نور سے ہر سو ہدایت کے شجر نکلے

شعر کا اصل حسن خیال کی پختگی اور تخیل کی بلند پروازی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کامیاب شاعری کے لیے تخیّل اور محاکات کی آمیزش جزوِ لاینفک کا درجہ رکھتی ہے۔ الفاظ اور معانی کے درمیان وہی رشتہ ہے جو جسم اور روح کے درمیان ہے۔ الفاظ بمنزلۂ جسم اور معانی بمنزلۂ روح ہیں۔ خوبصورت جسم پر خوب صورت پوشاک بھلی معلوم ہوتی ہے۔ شعر اسی وقت عمدہ، معیاری اور شعریت و نشتریت سے لبریز ہوتا ہے، جب اس کے الفاظ موزوں، وقیع اور متناسب ہوں۔ خیالات پاکیزہ ہوں۔ تخیل اعلیٰ درجے کا ہو۔ افکار تازہ اور ذہن و فکر کو اپیل کرنے والے ہوں۔ مقامِ شکر و اطمینان ہے کہ سید شاکر سیفی کے نعتیہ کلام میں یہ سارے محاسن و خصوصیات موجود ہیں۔ ثبوت کے لیے موصوف کا مندرجہ ذیل کلام ہدیۂ قارئین ہے :

مُحیطِ حرفِ ثنا کاروانِ رحمت ہے — زمینِ نعت سدا آسمانِ رحمت ہے
مشامِ دل ہے معطّر لطیف خوشبو سے — خیالِ زلفِ نبی عطر دانِ رحمت ہے
امیدِ وصل کی ٹھنڈک ہے غم کے سائے میں — درختِ ہجر بھی اک سامانِ رحمت ہے
حیات بخش ہیں اُن کی نگاہِ لطف کے تیر — کمانِ ابروئے جاناں کمانِ رحمت ہے
یہاں پہ رہتی ہے پیشانیِ فصاحت خَم — مطافِ حسنِ بلاغت زبانِ رحمت ہے
ملی ہے نورِ تبسم سے گمشدہ سوئی — جمالِ خندہ لبی کہکشانِ رحمت ہے

یہی ہے عالمِ انسانیت کی جائے اماں　　''حضور! آپ کا اُسوہ جہانِ رحمت ہے''
فلک سے کرتے ہیں مہر و مہ و نجوم طواف　　جہاں کا قبلۂ دل آستانِ رحمت ہے
گلِ نویدِ شفاعت ہے زائروں کے لیے　　نشانِ خلدِ بریں ارمغانِ رحمت ہے
بہارِ یادِ نبی مشکبار ہے سیفی!　　ہمارا باغِ سخن بوستانِ رحمت ہے

خوب صورت فکر کو خوب صورت لہجہ اور دلنشیں اسلوب مل جائے تو شاعری سرحدِ اعجاز کو چھونے لگتی ہے۔ سید شاکر سیفی کے نعتیہ کلام کی سب سے بڑی خوبی یہی ہے کو وہ خوب صورت فکر اور پاکیزہ خیال کو خوب لہجے اور نکھرے اسلوب میں بیان کرتے ہیں جس سے ان کی شاعری کا حسن دو بالا ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے سارے کلام میں اسی لسانی تکنیک کا استعمال کرتے ہیں۔ جو کچھ کہتے ہیں گہرے شعور و فکر کے سمندر میں ڈوب کر کہتے ہیں اور اس کے لیے انوکھا اسلوب ڈھونڈ کر لاتے ہیں۔ ناقدینِ فن کسی بھی کلام یا شعر کو سب سے پہلے مواد و ہیئت کے لحاظ سے جانچتے ہیں اس کے بعد دیگر محاسن کی طرف توجہ دیتے ہیں۔ مواد: فکر و خیال اور مضمون و معنیٰ کو کہتے ہیں اور ہیئت اسلوبِ تحریر طرزِ بیان اور اندازِ نگارش کو کہتے ہیں۔ سید شاکر سیفی اپنی شاعری میں مواد اور ہیئت دونوں کو کافی چھان پھٹک کر استعمال کرتے ہیں اور ہنر مندی کا ثبوت دیتے ہیں۔ مندرجہ ذیل کلام حسنِ مواد و حسنِ ہیئت کا خوب صورت آمیزہ ہے، جسے اہلِ ذوق ہی سمجھ سکتے ہیں:

سفرِ ذوقِ نمو جلد شجر تک پہنچے　　تخمِ امید مرا برگ و ثمر تک پہنچے
بزمِ ہستی میں سما جائے اجالا بن کر　　نغمۂ عشق ہر اک تارِ جگر تک پہنچے
غنچہ و گل ہی نہیں اُن کے تبسم پہ فدا　　شوقِ دیدار لیے لعل و گہر تک پہنچے
شامِ ظلمت تھی، وہ خورشیدِ ہدایت چمکا　　قافلے وقت کے تابندہ سحر تک پہنچے

صرف تاروں کو نہیں اُن کے لبِ ورخ سے نیاز　　لینے خیراتِ ضیا شمس و قمر تک پہنچے
رات تھی، شاخ ہوئی لمسِ نبی سے روشن　　اک صحابی بڑے آرام سے گھر تک پہنچے
اب بچا لیجیے سیلابِ بلا سے ہم کو　　شر کا پانی نہ کہیں قوم کے سر تک پہنچے
ڈھل گیا سیمِ سخن نعت کے زر میں سیفی　　میرے افکار بھی آغوشِ ہنر تک پہنچے

سید شاکر سیفی کے کلامِ بلاغت نظام میں شعر و ادب اور بلاغت کے بہت سارے محاسن پائے جاتے ہیں۔ ان کی نعتیہ شاعری کے آسمان پر فصاحت بلاغت سلاست و روانی، لطافت و نفاست، حسنِ تشبیہ، لطفِ استعارہ، اور صنائع و بدائع کے ماہ و نجوم جگمگاتے ہیں اور نگاہوں کو خیرہ کرتے ہیں۔ زبان کا حسن، بیان کی خوب صورتی، تخیل کی بلندی، فکر کی گہرائی، معنی کی چاشنی اور اسلوب کی جدّت و ندرت سے ان کا شاید ہی کوئی کلام خالی ہو۔ عصرِ حاضر کے جدت طراز شعرا میں سے آپ ایک ہیں۔ علمائے بلاغت نے "صنعت اقتباس" کو عروسِ سخن کا درجہ دیا ہے۔ صنعتِ اقتباس کی آمیزش اور اس کے فنکارانہ استعمال سے کلام کے حسن و دلکشی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ صنعتِ اقتباسؔ یہ ہے کہ کلام میں قرآنی الفاظ یا حدیث کے ٹکڑے کو بغیر کسی بڑی تبدیلی کے لایا جائے۔ بعض علمائے بلاغت کے بقول: صنعتِ اقتباسؔ یہ ہے کہ متکلم اپنے کلام میں قرآن یا حدیث کا کوئی ٹکڑا یا دیگر علوم میں سے کسی علم کے قاعدے کو شامل کرے۔ پیشوائے نعت گویاں، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی قدس سرہ نے صنعتِ اقتباس کا استعمال کثرت سے کیا ہے۔ فارسی میں مولانا روم کی مثنوی میں اس کی کثیر مثالیں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ حضرت رضاؔ بریلوی کی ''حدائقِ بخشش'' سے صنعتِ اقتباس کی مثال ملاحظہ کریں:

لیلۃ القدر، میں، مطلع الفجر، حق　　مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام

ورفعنا لك ذکرك، کا ہے سایہ تجھ پر بول بالا ہے ترا ،ذکر ہے اونچا تیرا
انت فیھم ، نے عدو کو بھی لیا دامن میں عیشِ جاوید مبارک تجھے شیدائی دوست
ایسا امی کس لیے منت کشِ استاد ہو کیا کفایت اس کو اقرأ ربک الاکرم نہیں
مجرم بلائے آئے ہیں جاؤ ک ہے گواہ پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

سید شاکر سیفی کے کلام میں دیگر صنائع و بدائع کے علاوہ صنعتِ اقتباس کی جلوہ طرازیاں بھی خوب ہیں ۔ ان کے مندرجہ ذیل کلام صنعتِ اقتباس کی اچھوتی مثال ہیں ۔ ان دونوں کلام میں بطورِ ردیف قرآن کریم کی مشہور آیات ''ورفعنا لك ذکرك'' اور ''ما زاغ'' کو صنعتِ اقتباس کا حصہ بنایا گیا ہے۔ علاوہ ازیں مصرعوں کے درمیان بھی دو مقام پر اس صنعت کا نمونہ پیش کیا گیا ہے، جس سے شاعر کی قادر الکلامی اور شعری ہنرمندی عیاں ہوتی ہے :

روشن ہے سمائے وَرَفَعنا لَكَ ذِکرَك ہر سُو ہے ضیائے وَرَفَعنا لَكَ ذِکرَك
لولاک لما ، میں بھی ہے یہ نکتۂ پنہاں تن پر ہے قبائے وَرَفَعنا لَكَ ذِکرَك
گرتاجِ "فترضیٰ" ہے سرِ نور پہ ان کے تن پر ہے قبائے وَرَفَعنا لَكَ ذِکرَك
جس پر ہو ردائے وَرَفَعنا لَكَ ذِکرَك جس پر ہو ردائے وَرَفَعنا لَكَ ذِکرَك
سیفی نہ ہو کیوں میرا ترفُّع پہ ستارہ میں بھی ہوں گدائے وَرَفَعنا لَكَ ذِکرَك
کیا تابِ نظر ہے تری اے دیدۂ ما زاغ نازل تری توصیف میں ہے آیۂ ما زاغ
کیوں کر نہ فدا نرگسِ فردوسِ بریں ہو کیا خوب ! سرِ عرش کھلا غنچۂ ما زاغ
مشتاق ستارے ہیں تری شمعِ نظر کے ہے طلعتِ خورشید بھی پروانۂ ما زاغ
بندوں سے تری شانِ بصر کی ہو ثنا کیا اللہ نے کھینچا ہے حسیں نقشۂ ما زاغ
سرچشمۂ انوارِ دَنیٰ ہیں تری آنکھی حاصل ہے کسے تیرے سوا سرمۂ ما زاغ

چشمانِ نبوت کی عنایات ہیں مشہور سیفی ! ہے سدا شانِ کرم اُسوۂ ما زاغ

قافیہ اور ردیف میں بڑی گہری مناسبت ہے ۔ قافیے کا ردیف کے ساتھ مربوط ہونا ضروری ہے ۔ ردیف قافیہ کے لیے نکیل کسنے کا کام کرتی ہے اور شاعر کو راہِ راست پر رکھتی ہے ۔ آج دیکھا جاتا ہے کہ جدت و ندرت کے نشے میں چور شعرا ڈھونڈ ڈھونڈ کر قوافی نکالتے ہیں اور انھیں زبردستی شعر کے پیٹ میں گھُسیڑنے کوشش کرتے ہیں اور اس بات کی قطعاً پرواہ نہیں کرتے کہ اردو میں یہ لفظ مستعمل بھی ہے یا نہیں ۔ ابھی حال ہی میں ایک خطبی کو دیکھا گیا کہ اس نے اپنے نعتیہ کلام میں "الدّ" کا استعمال کیا ہے ۔ کیا کوئی شخص راقم الحروف کو بتا سکتا ہے کہ اردو کے کسی قابلِ ذکر شاعر نے اس لفظ کو استعمال کیا ہے ۔ شاعری ہو یا نثر نگاری اس کے لیے ضروری ہے کہ اس میں روزمرہ زندگی میں استعمال ہونے والی زبان کی پابندی کی جائے ۔ کسی لفظ کا قرآن میں ہونا اور بات ہے اور روزمرہ زندگی میں خیالات کے ابلاغ و ترسیل کے لیے اس کا استعمال اور ہے ۔ سید شاکر سیفی جو مجذوب صفت شاکر ہیں اور اب وہ خود کو شاکر کے ساتھ بطورِ تخلص ''ساکر'' بھی لکھنے لگے ہیں، شاعری کے میں معاملے میں بڑے حسّاس و درّاک اور فرزانہ واقع ہوئے ہیں ۔ وہ ردیف کو نبھانے کا فن خوب جانتے ہیں اور قافیہ بھی بڑے معنی خیز استعمال کرتے ہیں ۔ ان کی ایک نعتیہ غزل کی ردیف ''گئی'' ہے اور اس کے قوافی ''سچ'' ''مچ'' ''رچ'' اور ''لالچ'' وغیرہ ہیں ۔ اس قسم کے نادر الاستعمال قوافی راقم کی نظروں سے پہلی بار گذرے ہیں ۔ موصوف نے اس کلام میں ''پچ'' اور انگریزی لفظ ''پچ'' کو استعمال کر کے نہ صرف ردیف کو نبھایا ہے اور اپنے تفننِ طبع کو اجاگر کیا ہے، بلکہ زبان و بیان پر اپنی قدرتِ کاملہ کا ثبوت بھی دیا ہے ۔ کلام ملاحظہ فرمائیں :

دل گیا ،ارماں گئے ، لالچ گئی خیر سے جاں مشکلوں سے بچ گئی

آرہے ہیں وہ تصور میں مرے — خوشبوؤں کی دھوم ہر سو مچ گئی
اُن کی صورت سے حسیں صورت نہیں — جو نظر میں جچ گئی سو جچ گئی
وہ بہارِ جاں فزا ہیں ، دیکھیے — وہ گئے گلشن کی رونق سج گئی
بک نہیں سکتا کہیں وہ دہر میں — اُن کی بیعت جس کے دل میں رچ گئی
یادِ جاناں سے ملی وہ تقویت — بات ہر اک غم کی دل میں پچ گئی
غنچہ ہائے نعت سیفؔی کِھل اُٹھے — جب نسیمِ فیض کر کے ٹچ گئی

خلاصۂ کلام یہ کہ سید شاکر حسین سیفی کا کلام بلاغت نظام فکر وفن، عشق آمیز جذبہ و احساس، رفعتِ تخیل، اوجِ خیال، معنوی گہرائی، حسنِ زبان وبیان، فنی گیرائی وگہرائی، جدتِ ادا، دلکش پیرایۂ اظہار، حسنِ کلمہ وکلام، فکر انگیز تشبیہات، لطیف استعارات اور صنائع لفظی ومعنوی جیسے شعری وفنی محاسن سے آراستہ ہے۔ ان کی نعتیہ شاعری کا تفصیل سے تنقیدی جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ سیفی صاحب کے فکر وفن کا دیانت داری کے ساتھ جائزہ نہ لینا اور ان کی شعری و ادبی مہارتوں کو نظر انداز کرنا بڑی ناانصافی کی بات ہوگی۔ اللہ رب العزت ان کے فکر وفن میں مزید توانائی و پختگی عطا فرمائے اور ان کا خورشیدِ اقبال یوں ہی چمکتا دمکتا رہے۔ آمین !

از :

طفیل احمد مصباحی

ردیف ”ہ“

حمدِ مُعَرّیٰ

مے سرورِ ولا ، لا الہ الا اللہ — ہمومِ دل کی دوا ،لا الہ الا اللہ
مہک رہا ہے گلِ حمد ہر گھڑی ہر سو — دمِ سحر کہ مساء لا الہ الا اللہ
کمالِ علم وعمل کا ہے محور و مصدر — اساسِ مُلکِ ہُدا ، لا الٰہ الا اللہ
مُطاعِ اَمرِ صمَد ،گرمیِ رگِ عالم — صدائے حالِ وَرا ، لا الہ الا اللہ
گواہ ،گل کدۂ دہر ہے کہ وہ ہے احَد — کلی کلی کی ادا لا الہ الا اللہ
ملائکہ و اِرم ، لوح و کرسی و سدرہ — سرودِ اہلِ سما ، لا الہ الا اللہ
ہلال ، مہر ، گھٹا ، آسماں ، ہوا ،مٹّی — ہر اک سے آئی صدا لا الہ الا اللہ
وہی اِلٰہِ محمد ، اِلٰہِ کُل ،کہ محال — اِلٰہ اس کے سوا ، لا الہ الا اللہ
کوئی عُلو ہے کہاں اس کے دائرے سے الگ — مَدارِ سِرِّ عُلا ، لا الہ الا اللہ
کمالِ ورد سے رکھ عرصۂ دہاں لمعاں — سوادِ روح مٹا ! لا الہ الا اللہ
اُڑا کے دامِ ہوس کا دھواں ، اُڑوں ہر دم — اے دل وہ آگ لگا ! لا الہ الا اللہ

دروں ،طلوعِ سحر سے دمک اٹھے ساکر
اگر ہو وِرد سدا لا الہ الا اللہ

۲۰۲۲/۶/۲۸ء

ردیف ''د''

غیر منقوط

[صنعتِ مہملہ]

دو عالم کا ماویٰ ، سرائے محمد — کرم کی گھٹا ہے، عطائے محمد ﷺ
دلوں کی سحر ہے ولائے محمد — عمل کی دمک ہے ادائے محمد ﷺ
رسائی ہے کس کی سوائے محمد — سرِ لامکاں ہو کے آئے محمد ﷺ
کلامِ دل آرا سے لمعاں ہوے دل — ہے وحیِ الٰہی ، صدائے محمد ﷺ
وہ مولائے کُل وہ امام رُسولاں — لِوا ، حمد کا ہے لِوائے محمد ﷺ
سرِ آسماں ہو کہ سدرہ سے آگے — ہے مسطور ، اسمِ علائے محمد ﷺ
کرے کوہِ آلام کو وادیِ گل — اگر مس ہو عطرِ عصائے محمد ﷺ
کہا ں کوئی محروم اُس در سے لوٹا — ہے مسرور ہر دم گدائے محمد ﷺ
ہم اہلِ معاصی کا محور ہے وہ در — ہمارا سہارا دعائے محمد ﷺ
ہمومِ ہلاہل کا کردے مداوا — ہے صلِّ علیٰ وہ دوائے محمد ﷺ

کرے عالمِ سِر کا ادارک ساکر!
اگر کوئی اوڑھے ردائے محمد ﷺ

۱۵ر ذی القعدہ ۱۴۴۳ھ ۱۶/۶/۲۰۲۲ء

ردیف ''ل''

مدحِ مُعَرّیٰ {غیر منقوط}

روئے کرم سے لَو ، ہے لگائے ، ادائے دل — گلہائے مدح سے ہے معطر ، سرائے دل
مہرِ وصال ، مطلعِ ارماں سے ہو طلوع — لمعاں رہے سحر سے ہمارا سمائے دل
اُس مُلکِ علم سے کہوں احوال کِس طرح — سرور کو ہے احاطۂ اسرار ہائے دل
دائم ، رواں دواں ہے عطاؤں کا سلسلہ — آسودۂ مراد ہے در سے گدائے دل
آلامِ دہر کا کرے احساس کالعدم — دل کو درِ رسول دکھا کر ولائے دل
صل علیٰ کا ورد رہے ہر گھڑی مدام — دردِ ہُموم کی ہے اک اعلیٰ دوائے دل

لہرا رہا ہے دھوم سے ہر سو سرِ کمال
ساکر ! ہے مدحِ سرورِ کُل وہ لوائے دل

ردیف ''د''

مدحِ مُعَرَّی {غیر منقوط}

کرم کی ہے گھٹا موئے محمد
رہے دل ہر گھڑی سوئے محمد

مسائے دل ، سحر ہو اے الٰہی !
عطا کر ! لمعۂ روئے محمد

اٹھا لا اے ہوا مس ہو کے در سے
اِدھر عطرِ گلِ کوئے محمد

اگر وہ روحِ عالم مسکرائے
ہوں لمعاں ، لعل و لؤلوئے محمد

رہائی ہو ہر اک دامِ الم سے
رہے دل ہو کے آہوئے محمد

دوائے دہر سے اعلیٰ ہے ساکر
مُعَرَّیٰ اسم ، داروئے محمد



ردیف ''ں''

غیر منقوط

کرم ہو اے مرے مولیٰ کہ سائلِ در ہوں
دکھادو رو دل آرا کہ سائلِ در ہوں

گرا ہوں وادیِ حرص و ہوا کی دلدل ہے
اٹھاؤ دے کے سہارا کہ سائلِ در ہوں

مرے سوال کی ہر اک کلی مہک اٹھے
مُڑے عطاؤں کا دھارا کہ سائلِ در ہوں

کہاں گدا کوئی محروم در سے لوٹا ہے
سرور دل کو ہے اِس کا کہ سائلِ در ہوں

کوئی ہو ، مہر سما ہو کہ ماہِ کامل ہو
ہر اک کا ہے وہی دعویٰ کہ سائلِ در ہوں

عروسِ مدحِ محمد ﷺ کھلادے لالہ و گل
مرے کلام کو مہکا کہ سائلِ در ہوں



ردیف ''الف''

حمدِ باری تعالیٰ

تمثیل سے ورا ہے حسن و جمال تیرا
ہمسر نہیں ہے کوئی اے ذوالجلال تیرا

ذات وصفات میں تو ہے لاشریک یارب
وحدانیت ، ازل سے رنگِ کمال تیرا

گلزارِ کُن فکاں میں تیرے کرم کی خوشبو
ہر پھول سے الٰہی ! پیدا خیال تیرا

آفاق میں بھی ہر سو تیری نشانیاں ہیں
روشن ، پتہ ہیں سورج ، تارے ، ہلال تیرا

اتنا قریب ، شہ رگ سے بھی قریب تر ہے
پھر بھی حدِ مکاں میں ہونا محال تیرا

بہرِ قلوب ، وجہِ نور و طمانیت ہے
ذکرِ جمیل تیرا ، روشن مقال تیرا

انوارِ معرفت سے آباد کر مرا دل
کرتا ہے تیرا بندہ تجھ سے سوال تیرا

شہرِ حیات میں ہے حُبِّ جہاں کی ظلمت
دل کے افق سے نکلے مہر وصال تیرا

ہر شے جہاں میں تیری تسبیح کر رہی ہے
یہ راز ، آشکارا کرتا ہے قال تیرا

مشرق ہو یا ہو مغرب تو ہر جہت کا رب ہے
ذاکر ، جنوب ، تیرا ، عابد ، شمال ، تیرا

تیری نہ ابتدا ہے ، تیری نہ انتہا ہے
بے شک وجود ، واجب اور لازوال تیرا

سیفی پہ بھی الٰہی ! بے حد تو مہر باں ہے
شاکر ، مرے بدن کا ہے بال بال ، تیرا

۲ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ

22/8/2020

ردیف ''الف''

حمد و نعت کا قِران السعدین یعنی حمد و نعت ایک ساتھ

مرا نطق جگمگایا تجھے حمد ہے خدایا
مجھے نعت گو بنایا تجھے حمد ہے خدایا

ترا شکر ہے کہ پایا ''وَجَبَت لَہُ'' کا مژدہ
مجھے ان کا در دکھایا تجھے حمد ہے خدایا

تو مکاں سے پاک لیکن وہ مکین ہیں مکاں کے
انہیں لامکاں بلایا تجھے حمد ہے خدایا

ترا حُکم ، ان کی مرضی پھرا اُلٹے پاؤں سورج
گیا وقت لوٹ آیا تجھے حمد ہے خدایا

کرے پیڑ ان کو سجدہ دے حجر انہیں سلامی
کرے ان پہ ابر ، سایہ تجھے حمد ہے خدایا

بہت آئے حسن والے ، مگر ان کا حسنِ پیکر
وہی سب سے احسن آیا تجھے حمد ہے خدایا

چمک اٹھا پارۂ شب ، مِلی سوئی گمشدہ بھی
گلِ شہ جو مسکرایا تجھے حمد ہے خدایا

یدِ حق نما کے جلوے بہے انگلیوں سے چشمے
کبھی پانی یوں پلایا تجھے حمد ہے خدایا

تو ہی مُعطیِ نِعَم ہے ، ترا اُن پہ یہ کرم ہے
وہ ہیں قاسمِ عطایا تجھے حمد ہے خدایا

جو وہ جانتے نہیں تھے ، یہ عظیم فضل ان پر
انہیں تو نے سب سکھایا تجھے حمد ہے خدایا

ترا بے حساب احساں ، کہ حبیب اپنا بھیجا
ہیں جو ہادیِ برایا ، تجھے حمد ہے خدایا

گلِ حمد و نعتِ سیفی سے ہے ارضِ فن معطر
مرا باغ لہلہایا ، تجھے حمد ہے خدایا

25/8/2023

ردیف ''الف''

شیشۂ دل میں چمک ، مطلعِ ایمان میں آ
جلوۂ حُسنِ ازل ! دیدۂ وجدان میں آ

کو بہ کو قریۂ الفاظ کو دے ! عطرِ خرام
نوشہ بزمِ دَنیٰ ! نعت کے ایوان میں آ

قَدرَاَی الحَق کا پلا ! بادۂ گلفام مجھے
مَن رآنی کا لئے جام ، شبستان میں آ

ہے تری ذات عجب ، مصحفِ اسرارِ جمال
رحلِ اِدراک پہ کُھل ! فکر کے جُزدان میں آ

سوزنِ جذبۂ طاعت ہے شبِ دہر میں گم
اُسوۂ خندہ لبی ، صورتِ لمعان میں آ

گلشنِ زیست کے ہر خار کو غنچہ کر دے
نکہتِ گیسوئے وَاللیل ، رگِ جان میں آ

مجھ کو کرنا ہے درِ طلعتِ دنداں پہ نثار
گوہرِ بحرِ ثنا ! نُطق کے دامان میں آ

دشتِ فرقت ہو تری لَے سے چمن زارِ وصال
نغمۂ عشق ! لب و لہجۂ حسّان میں آ

بہرِ تقریب ، ندا ، عرش پہ آئی یعنی
اے محمد ! حرمِ قربتِ رحمٰن میں آ

بھر لے ! دامانِ سخن ، عطیۂ ربانی سے
نعت گو ! بارگہِ مدحتِ قرآن میں آ

غفلتِ عیش میں ڈوبے نہ کہیں کشتیِ دل
المدد نوحِ عرب ! ہوں زدِ طوفان میں ، آ

سوئے طیبہ ہو مرا ، قابلِ صد رشک ، سفر
آئے روضے سے اگر حرفِ صدا کان میں '' آ ''

اے مرے حرف ! نکل باندھ کے احرامِ درود
عرفۂ نور میں آ ! کعبۂ فیضان میں آ

باغِ سیفی میں بھی اک صبحِ معطر جاگے
وَالضُّحیٰ رخ کی سحر گلشنِ ارمان میں آ

۱۰ ربیع النور ۱۴۴۲ھ

28/10/2020

ردیف ''الف''

خیالِ گیسوئے مشکیں ! مری بہار ! نہ جا
کِھلا ! ثنائے لب و رخ کے لالہ زار نہ جا

حریمِ دل میں اجالا ، ترے جمال سے ہے
عروسِ یاد ! نہ کر مجھ کو بے قرار ! نہ جا

یہی مقام ہے تیرا قدومِ جاناں تک
نگاہِ شوق سے اے حسنِ انتظار ! نہ جا

انہیں کے در کی گدائی ہے قلعۂ رحمت
حدودِ امن سے باہر اے تاجدار ! نہ جا

جہاں مہکتے نہیں پھول ان کی طاعت کے
وہ خواہشات کی وادی ہے خاردار نہ جا

خلافِ شرعِ نبی ، کوئی راہِ خلد نہیں
کسی کی بات پہ تو کر کے اعتبار نہ جا

ضرور ، جا ! درِ روضہ پہ زندگی میں کبھی
نہ سن کسی کی اگرچہ کہیں ہزار نہ جا

انہیں کے باغِ ثنا میں سدا چہک سیفی !
کہیں فریبِ غزل کا نہ ہو شکار ، نہ جا

بدھ ۱۳ رشوال المکرم ۱۴۴۲

26/5/2021

ردیف ''الف''

جو ذرّہ جھڑکے پیزارِ شہِ لولاک سے نکلا
وہ تاجِ کہکشاں بن کر نشیبِ خاک سے نکلا

وفورِ فیض تھا، پائی نہ تابِ ضبط، غنچے نے
تو زورِ نکہتِ جاناں، گُلِ صد چاک سے نکلا

طیورِ عقل اُڑ کر قوّتِ پرواز کھو بیٹھے
عروجِ صاحبِ اَسریٰ، حدِ ادراک سے نکلا

وہ مہتابِ نبوت جس گھڑی چمکا زمانے میں
سلامی کو ہر اک تارا تہِ افلاک سے نکلا

قدومِ نور سے آئی بہارِ نو، گلستاں میں
ہوا روشن وہ ظلمت کی خس وخاشاک سے نکلا

ملی اُن سے کچھ ایسی تابِ حق گوئی و بے باکی
زمانہ، پنجۂ ظلم و جفا کی دھاک سے نکلا

فصاحت دم بخود تھی جلوۂ اعجازِ یُوحیٰ سے
چمکتا حرف جب اُن کی زبانِ پاک سے نکلا

صبا، محوِ خرامِ ناز تھی آغوش میں لے کر
کوئی خوشبو کا جھونکا شاہ کی پوشاک سے نکلا

ہمیشہ بارشِ رحمت ہے شہرِ نور میں سیفی !
جو پہنچا، بھیگ کر اُس قریۂ نمناک سے نکلا

۱۶ر جمادی الاُخریٰ ۱۴۴۲ھ

29/1/2021

ردیف ''الف''

اُن کی الفت کا نشہ جب سرِ ایمان چڑھا
اوجِ افلاکِ ثنا پر مرا وجدان چڑھا

والضحیٰ رخ پہ مسرت کی ہے تابِ زرّیں
''واہ کیا خوب ہے! سونا سرِ قرآن چڑھا''

جس پہ مہتابِ نبوت کا ہوا خاص کرم
بامِ دیدار پہ وہ بندۂ رحمٰن چڑھا

اتباعِ شہِ خوباں سے ملی منزلِ قرب
تب کہیں جا کے کوئی زینۂ عرفان چڑھا

قد رَأَی الحَق کی تجلی کا مقام آجائے
طورِ اقبال پہ یارب مجھے ہر آن چڑھا

ان کے الطاف کا ہے سارا زمانہ، مقروض
کون ہے جس پہ نہیں آپ کا احسان چڑھا

دشتِ غم میں جو بہارِ لبِ خنداں آئی
کِھل اٹھے پھول عجب رنگِ گلستان چڑھا

کشتیِ دل نہ غریقِ یمِ دنیا ہو کہیں
المدد! نوح کہ ہے موجۂ طوفان چڑھا

بادۂ کیف سے مخمور ہوئی بزمِ سخن
منبرِ نطق پہ جب حرفِ ثنا خوان چڑھا

تیرِ توصیف سے کر وحشیِ توہین کو ڈھیر
چلّہ مدحت کی کماں پر مرے حسان چڑھا

پستیِ حُبِّ جہاں میں وہ اتر سکتا نہیں
مستیِ عشق کے سائے میں جو پروان چڑھا

شاخِ ترکا ہے لگانا جو نبی سے ثابت
بہرِ تسبیح، لحد پر گل و ریحان چڑھا

تیرے کردار میں تابندہ ہو سنت کی دلیل
دعویِ عشقِ نبی پر زرِ برہان چڑھا

کاٹ ایسی ہو کہ کٹ جائے سرِ غفلتِ عیش
سنگِ توبہ پہ رگڑ ! تیغِ عمل، سان چڑھا

حسنِ اعمال کا پلّہ ہوا بھاری سیفی !
کاغذِ حمد و ثنا جب سرِ میزان چڑھا

30/6/2021

ردیف ''الف''

اعجازِ سخن ، جلوۂ یوحیٰ سے بہم تھا
دم مارے یہاں کس کی فصاحت میں یہ دم تھا

آفاقِ توسُّل میں تھے "ذِکرَک" کے ترانے
ہر دور اٹھائے " وَ رَفَعنَا " کا عَلَم تھا

آرایشِ مکّہ ہوئی حرمت کے گلوں سے
آنا تھا اُنہیں ، اس لیے گلشن یہ حرم تھا

کیا تیری نگاہوں سے چُھپے صاحبِ مازاغ!
جب تجھ پہ عیاں سِرّ ازل ،حسنِ اتم تھا

کرتا تھا عجب تیرے اشاروں کا تعاقب
مہتاب کا سر ، غمزۂ انگشت پہ خَم تھا

کیا کھنچے خطِ گل سے ترے حسن کی تصویر
حرفوں کے چمن زار میں حیران ،قلم تھا

لمسِ کفِ پا سے ہوا پتھر کا جگر، موم
سر چشمۂ انوار ، ترا نقشِ قدم تھا

ہو بوسۂ الفت سے ترے نام کا آغاز
یوں" میم " سرِ نامِ محمد معَ ضم تھا

جس سے غم دنیا کے مٹے سارے اندھیرے
وہ مطلعِ فرقت پہ ترا کوکبِ غم تھا

تبلیغ کی وادی میں تھے کانٹے بھی جفا کے
یاد آئی تری ، پھول، ہر اک خارِ اَلم تھا

جو ساحلِ مژگاں سے کیا نوش ،علی نے
قطرہ وہ ترے بحر کا ، دریائے حِکَم تھا

سیفی ! ہے بتِ دیر بھی توحید کا حامی
کب منکرِ " اللہ اَحَد" کوئی صنم تھا

19/12/2021

ردیف ''الف''

بندھ کر جو ترے عشق کی زنجیر سے پہنچا
محشر میں بصد ناز وہ توقیر سے پہنچا

پھولوں نے سمیٹا ہے اسے دامنِ جاں میں
جھونکا تری خوشبو کا جو تقدیر سے پہنچا

یوحیٰ کی تجلّی ہے رگِ حرف میں تیرے
عالم میں اجالا ،تری تقریر سے پہنچا

پہنچائے گی پیغامِ سحر، دل کی زمیں تک
تو کہہ دے اگر مہر کی تنویر سے ، پہنچا!

رکھتا ہوں میں آئینۂ مدحت میں سجا کر
جو عکس ،ترے حسن کی تصویر سے پہنچا

وادی کا تجمل ،رخِ طیبہ پہ نچھاور
پیغام یہ دل تک گلِ کشمیر سے پہنچا

رب نے تجھے بخشی ہیں خزانوں کی کلیدیں
یوں جس کو جو پہنچا تری جاگیر سے پہنچا

اے خلدِ ثنا! راہ تری ، بال سے باریک
تجھ تک میں گزر کر سرِ شمشیر سے پہنچا

جو چلتی ہے حدِّ یمِ تقدیر میں سیفی !
میں طیبہ اُسی کشتیِ تدبیر سے پہنچا

17/1/2022

ردیف ''الف''

جس پر بھی ان کی خاص عنایت کا در کھلا
اس پر، زہے نصیب! ولایت کا در کھلا

آؤ! کہ پھر سے جم کے چلے دورِ ناؤ نوش
میخانۂ ثنائے رسالت کا در کھلا

ظلمت کدہ تھا، سارا جہاں، صبحِ نو ہوئی
ان کے قدم سے نورِ ہدایت کا در کھلا

عطرِ " اَنا لَھا " سے کِھلے غنچہائے دل
اک حرفِ مشکبار سے جنّت کا در کھلا

سب نے رخِ حضور سے کشکول بھر لیے
مہر و مہ و نجوم پہ طلعت کا در کھلا

ان کے کسی کمال پہ جب بھی نظر گئی
چشمِ خرد پہ وادیِ حیرت کا در کھلا

میراثِ آگہی وہ سدا بانٹتے رہے
ان سے کنوزِ علمِ فضیلت کا در کھلا

رب نے کیا ہے خاتمِ پیغمبراں انہیں
رکھا نہ ان کے بعد، نبوّت کا در کھلا

معراجِ زندگی سے ہوا سرفراز وہ
جس پر ہے ان کے عرشِ زیارت کا در کھلا

خیر البشر ہیں علم کا شہرِ عظیم تر
حیدر ہیں اس مدینۂ حکمت کا در کھلا

اعجازِ نطقِ صاحبِ یُوحیٰ کا فیض ہے
سیفی ! مری زباں پہ فصاحت کا در کھلا

۶ر جمادی الاول ۱۴۴۴ھ

1/12/2022

ردیف ''الف''

دریائے کرم اُن کا، تخلُّف نہیں کرتا
ہر دم ہے گہر بار، توقُّف نہیں کرتا

وہ قاسمِ نعمت ہیں کبھی " لا " نہیں کہتے
اس در پہ گدا جا کے تأسّف نہیں کرتا

حیرت سے فصیحانِ عرب سنتے ہیں اُن کو
پیشِ لبِ اعجاز کوئی اُف نہیں کرتا

توفیق سے ڈھلتا ہے سخن، نورِ ثنا میں
تنہا مرا وجدان، تصرّف نہیں کرتا

لیتا ہے مزے نعت کے، ہر گوشۂ فن سے
دل، سُفرۂ مدحت پہ تکلّف نہیں کرتا

کرتا ہے عیاں فَاتَّبِعُونِی کے حقائق
کام اِس کے سوا علمِ تصوف نہیں کرتا

بندے پہ یہ لازم ہے کہ ایماں کی خبر لے
احساس، گناہوں پہ اگر تُف نہیں کرتا

منکر ہے وہی برکتِ نسبت کا جہاں میں
جو پیشِ نظر، سورۂ یوسف نہیں کرتا

جو لطف و کرم اُن کا زمانے پہ ہے سیفی !
عالم میں کوئی ایسا تلطُّف نہیں کرتا

۲۸ر ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ

14/12/2020

ردیف ''الف''

زہے حسنِ محبوبِ قدرت کا سہرا
کہ چہرے پہ ہر دم ہے طلعت کا سہرا

دَنیٰ کے چمن میں جو گل مسکرائے
ہوے نوشۂ بزمِ جنت کا سہرا

ہزاروں تنے شامیانے خوشی کے
بندھا ان کے سر پر شفاعت کا سہرا

کسے ہوش ہو محفلِ کن فکاں میں
جو رخ سے اٹھا دیں وہ رحمت کا سہرا

دو عالم مہکتا ہے خوشبو سے جس کی
وہ ذکرِ شہِ دیں کی رفعت کا سہرا

سدا مسکراتا رہے گا تمہاری
عروسِ دعا پر اجابت کا سہرا

جبینِ تکلم جھکی اہلِ فن کی
جو دیکھا تمہاری فصاحت کا سہرا

تمہارے سوا کس کو ہے یہ میسر
تمام انبیا کی امامت کا سہرا

عدو بھی ہے قائل کہ ہے اُن کے رخ پر
صداقت کا سہرا امانت کا سہرا

مشامِ دل و جاں ہے جس سے معطر
سجا کر وہ آئے ہدایت کا سہرا

مہ و مہرو انجم ضیا بار جملے
فلک نے پڑھا ان کی مدحت کا سہرا

مہکتے ہیں الفاظ پھولوں کی صورت
چمن در چمن اُن کی نکہت کا سہرا

کوئی گل رسالت کا باقی نہیں ہے
وہ باندھ آئے ختمِ نبوت کا سہرا

خوشا بخت ان کو پسند آئے سیفی
جو شعروں سے گوندھا ہے مدحت کا سہرا

ردیف ''الف''

پردہ سا جو حائل ہے سرک جائے تو اچھا
دل، چہرۂ تاباں سے چمک جائے تو اچھا

آجائیں ! سرِ خواب سہی بہرِ عنایت
جلووں سے دلِ تار دمک جائے تو اچھا

خیرات ملے ان کے پسینے کی، الٰہی !
گلزارِ عمل میرا مہک جائے تو اچھا

ہر قطرہ بنے گوہرِ نایاب ، جو آنسو
یادِ شہِ خوباں میں چھلک جائے تو اچھا

اک چشمِ تبسّم ہو سوئے گلشنِ دل بھی
ہر غنچۂ امید چٹک جائے تو اچھا

بڑھ جائے مری نبضِ محبت میں حرارت
آتش کدۂ شوق بھڑک جائے تو اچھا

ہو جائے ہری ! آرزوئے دید کی کھیتی
اے ابرِ کرم ! فصل یہ پک جائے تو اچھا

دھڑکن میں رہے نام شہِ دیں کا تکلّم
دل عشق میں اُن کے یوں دھڑک جائے تو اچھا

فرقت میں بھی آجائے مزا وصل کا سیفی
دل سے درِ طیبہ کو سڑک جائے تو اچھا

۲ر جمادی الاول ۱۴۴۶ھ

5/11/2024

ردیف ''الف''

نبی کے نقشِ پا سے نور لے! انجم فشاں ہوجا
زمینِ زندگی! سیرت کا روشن آسماں ہوجا

زمانے کو دکھادے! اُسوۂ جاناں کی تصویریں
عمل کی لوحِ زرین پر قلم بن کر رواں ہوجا

بہارِ زندگی اُن کے تبسم پر فدا کر دے
خزاں ہو بے اثر جس پر وہ تازہ گلستاں ہوجا

چمک اٹھیں در و دیوار اے دل! نورِ الفت سے
سکونت جس میں وہ فرمائیں اک ایسا مکاں ہوجا

تری غیرت سے برسیں تیرِ شدت، اُن کے اعدا پر
اَشِدَّاءُ علَی الکفار کی قاہر کماں ہوجا

جمالِ یار کے جلوؤں میں گم کر! قطرۂ ہستی
نکل کر تنگ دامانی سے بحرِ بے کراں ہوجا

ہٹا پائیں نہ اُن کی رہ سے باطل آندھیاں تجھ کو
توحق پر استقامت کا حسیں کوہِ گراں ہوجا

بِاِذنِ اللہ شانِ کن فکاں کے جب وہ مظہر ہیں
بھلا وہ کیوں نہ ہو جس کو کہے اُن کی زباں ہوجا

زرِ عقبیٰ کے بدلے جس میں ہو بیع و شرا سیفی!
متاعِ خیرِ دنیا کی سراپا وہ دکاں ہوجا

ردیف ''الف''

نہ سورج سے نہ تابِ جوہرِ ادراک سے پیدا
سحر ہوتی ہے دل میں نیّرِ لولاک سے پیدا

ملا، نورِ ہدایت، دہر کو طلعت خرامی سے
کہ تارے ہوتے ہیں ان کے قدم کی خاک سے پیدا

بہارِ نکہتِ گیسو جو آئے دشتِ فرقت میں
گلابِ وصل ہوں غم کی خس و خاشاک سے پیدا

عجب کیا ہے جو اُن کے پیرہن سے دل بھی روشن ہو
بصارت ہوتی ہے جب یوسفی پوشاک سے پیدا

جُھکے ہفت آسماں ہیں آستانِ یار کی خاطر
ثنائے رفعتِ در ہے خمِ افلاک سے پیدا

عجب تریاق ہے اکسیر ہے کانِ حلاوت ہے
ہوے کیا معجزے اُن کے لعابِ پاک سے پیدا

فراقِ طیبہ میں آتی ہے جن سے وصل کی خوشبو
وہ گل ہوتے ہیں دل میں دیدۂ نمناک سے پیدا

حدودِ شرع سے باہر نہ جائیں خواہشیں، رو کو!
کہ ہوتی ہے جوانمردی اِسی اِمساک سے پیدا

نہ ہو نازاں، بلندی پر ذرا سا آنکھ اٹھا کر دیکھ
سبق ہے خاکساری کا خمِ افلاک سے پیدا

نوا پیرا نہ ہوں کیوں عندلیبانِ چمن، سیفی
شمیمِ جانِ گل ہو جب گلِ صد چاک سے پیدا

11/8/2021

ردیف ''الف''



مرتبہ ، دائرۂ عقل سے بالا اُن کا
کہیں یٰس لقب ہے، کہیں طٰہٰ اُن کا

کیا تقرب کے مقامات ملے ہیں اُن کو
قَابَ قَوسَین ہے ان کا، فَتَدَلّٰی ان کا

منفرد شان ہے ایسی کہ صفِ اِمکاں میں
کوئی اول ہے نہ ثانی ہے نہ سایہ اُن کا

آئنہ، ذاتِ اَزَل کا ہے، جمالِ نایاب
بولے جبریل کہ ہم پایہ نہ پایا اُن کا

رُخ پہ کیا ''اَحسَنِ تَقوِیم'' کی ہے تابانی
غیرتِ شمس وقمر، حسنِ دل آرا اُن کا

زلفِ وَاللَّیل کا سایہ ہے شبِ قدر و برات
وَالضُّحٰی ، جانِ سحر ، چہرۂ زیبا اُن کا

"وَرَفَعنَا لَکَ ذِکرَک ہے بہارِ دائم
گلشنِ ذکر، مہکتا ہی رہے گا اُن کا

اچھے اعمال بھی ہوتے ہیں وسیلہ لیکن
جان ہے سارے وسائل کی وسیلہ اُن کا

نسل در نسل رہے برکتِ خوشبو سیفی
کیوں نہ معراجِ عُروسی ہو پسینہ اُن کا

2021

ردیف ''الف''



بلبل کو دے کے زمزمۂ جاں فزا گیا
یہ کون تھا جو دل میں حسیں گُل کھلا گیا

اینٹیں ، وفا کی لگتی ہیں تعمیرِ عشق میں
اِفشائے راز کر کے جو معمار تھا گیا

ظلِّ کرم میں چین سے پلتی ہیں بیٹیاں
شفقت کا ہر درخت وہ کر کے ہَرا گیا

یہ آفتابِ چرخِ ہدایت کا ہے کمال
ذروں کو جو بنا کے نجومِ ہُدا گیا

اُس کی ہی اِتّباع سے منزل ہے روبرو
کر کے رہِ حیات کو جو مشک زا گیا

تبلیغ کی ہوا سے بُجھے کفر کے دیے
ایمان کا چراغ وہ ہر سو جلا گیا

سیفی ! دھواں سا اُٹھتا ہے ایوانِ نجد سے
اک کلکِ برق بار تھا بجلی گرا گیا

۲۹ رشعبان المعظم ۱۴۴۱ھ

24/4/2020



ردیف ''الف''

زیست کی ساری تگ وتاز کا حاصل پایا
جو تری راہ چلا ، خلد کی منزل پایا

اشکِ فرقت میں ہے دریائے محبت ، آباد
اِس میں جو ڈوب گیا وصل کا ساحل پایا

دور سے دیدۂ مازاغ کی تھی ایک نظر
شوق نے عالَمِ سرشاریِ کامل پایا

دُرِّ کُنہِ شہِ یُوحیٰ کا ہے ادراک کسے !
بحرِ تحقیق میں غوّاص کو عاطل پایا

تیرے ایما پہ فدا تھا کہ ہوا دو ٹکڑے
عشق میں چاند کو بھی صورتِ بسمل پایا

[رنگِ منطق]

تیری تصدیق سے ایماں کا تصوّر، مشروط
حدِّ اوسط کو تری ، جانِ وسائل پایا

[نکہتِ نحو]

جملۂ کُن فیکوں میں تری اِسناد کے رنگ
حرفِ نسبت کو ترے، فیض کا عامل پایا

[تابِ صرف]

صیغۂ صلِّ علیٰ ، مصدرِ ضو ہے ، سیفی !
اس کی گردان سے انوار کو نازل پایا

ردیف ''الف''

جلوہ گر جب زمانے میں حق ہو گیا
رنگ ، باطل کے چہرے کا فق ہو گیا

نام ان کے نہیں جو کتابِ حیات
منتشر اس کا اک اک ورق ہو گیا

عشق وایثار و صدق وخلوص ووفا
ان سے آنکھیں ملیں ہر سبق ہو گیا

آسماں نے کہی یادِ لب میں غزل
نام اس کا ، زمیں پر شفق ہو گیا

پھول بن کر مہکنے لگے سب حروف
جب چمن نغمہ خوانِ عرق ہو گیا

ان کا بحرِ فصاحت تھا یوں موجزن
کیف میں غرق ، چودہ طبق ہو گیا

گردشِ وقت ان کے اشارے میں ہے
ڈوبا سورج پھرا ، چاند شق ہو گیا

چھایا سیفی ! سرورِ مئے نعت جو
دور، دل سے جہاں کا قلق ہو گیا

ردیف ''الف''

حسنِ کامل سے مُتّصف دیکھا
ان کو ہر اک سے مختلف دیکھا

فرش تا عرش ہر جگہ ، ہر پل
ان کی رحمت کو مُنعطِف دیکھا

اللہ اللہ ان کا خلقِ عظیم
دشمنوں کو بھی معترف دیکھا

جو گیا ان کی رہ گزر سے الگ
اس کو فطرت سے مُنحرِف دیکھا

ماضی و حال اور مستقبل
آپ نے سب کو منکشف دیکھا

ان کا اعجاز ، رجعتِ خورشید
وقت نے خود کو منصرف دیکھا

کیوں نہ روشن رہے دلِ سیفی
عشق کو اس میں معتکف دیکھا

ردیف ''الف''

وسراجامنیرا

جگمگا اُٹھے ستارے ، آسماں چمکا دیا
بارہویں کے چاند نے، سارا جہاں چمکا دیا

بحرِ ہستی کے صدف سے نکلا وہ دُرِّ یتیم
جس کے جلووں نے نظامِ کن فکاں چمکا دیا

چہرۂ موسم پہ آئی رونقِ صبحِ بہار
اک گلِ رحمت نے سارا گلستاں چمکا دیا

ہر طرف ہریالیوں نے کی سجاوٹ دھوم سے
پیڑ ، پھل سے لَد گئے بارِ گراں چمکا دیا

انتقالِ نور کی شب بول اُٹھے چوپائے بھی
تہنیت نے بے زبانوں کا دہاں چمکا دیا

اُن کی آمد پر خدا نے کھولے ابوابِ فلک
گلشنِ ہستی کو تا باغِ جناں چمکا دیا

مشرق و مغرب میں لہرائے عَلم ،میلاد کے
اک سرِ کعبہ، لوائے عزّ و شاں چمکا دیا

منہ کے بل بت گر پڑے پھیلی ضیا،توحید کی
شام و بصریٰ تک جمالِ بے کراں چمکا دیا

جشنِ میلادِ نبی ہے نور کی خلعت ملی
مہر نے تن پر لباسِ ضوفشاں چمکا دیا

آمنہ کو کیا ضرورت ہے چراغِ شام کی
آپ کے نورِ نظر نے جب مکاں چمکا دیا

جب زمیں پر رکھ دیے شہ نے چمکتے پائے ناز
دے کے ذرّوں کو فروغِ کہکشاں چمکا دیا

اک خدا کی بندگی کا نور پھیلا ہر طرف
بے ضیا چہروں پہ سجدے کا نشاں چمکا دیا

آپ نے بخشا چراغِ عقل کو نورِ ہدیٰ
دل میں فکرِ سود ، احساسِ زیاں چمکا دیا

ظالمانہ جنگ کی تاریکیاں مٹتی گئیں
طلعتِ اسلام نے امن و اماں چمکا دیا

رسمِ دختر کُش مٹائی صفحۂ کردار سے
لوحِ عالم پر وقارِ دختراں چمکا دیا

تابعِ فرمان ہیں شمس و قمر ، سنگ و شجر
وسعتِ آفاق میں حکمِ رواں چمکا دیا

بے سہاروں کو غموں کی دھوپ سے دے دی نجات
رحم و شفقت کا سروں پر سائبٹناں چمکا دیا

گم شدہ سوئی نظر آئی اندھیری رات میں
اُن کے اعجازِ تبسم نے سماں چمکا دیا

چاندنی کی سرحدوں تک یہ نظارہ عام تھا
معجزہ شق القمر کا یوں عیاں چمکا دیا

اُن کی مرضی تھی کہ سورج لوٹ آیا ڈوب کر
پھر نمازِ عصر کا گذرا زماں چمکا دیا

کھاری کنویں میں اُتر آئی حلاوت کی ضیا
برکتِ آبِ دہن نے جب کنواں چمکا دیا

رو رہی تھی اُستُنِ حنّانہ اُن کے ہجر میں
اشتیاقِ وصل نے دردِ نہاں چمکا دیا

پاک ہے جو "عَبدُہٗ" کو لے گیا سوئے "دَنیٰ"
شامِ "اسریٰ" کا سفر تا لامکاں چمکا دیا

اُن کے اعدا کے مقدر میں اندھیرا ہے مگر
اُن کی نسبت نے نصیبِ دوستاں چمکا دیا

ذکر یہ کس کا ہے سیفی آ گیا لفظوں میں نور
نعت گوئی نے مرا حسنِ بیاں چمکا دیا

ردیف ''الف''

ثنائے حضور ﷺ

[نادر و نایاب قوافی]

جہاں میں تذکرہ ہے جن لبوں کی جگمگاہٹ کا
اجالا ہو مرے دل میں بھی ان کی مسکراہٹ کا

ادب کی اوڑھ کر چادر، پئے تسلیم آتی ہے
نہیں اُس در پہ آوازہ، ہوا کی سرسراہٹ کا

پلا دیتے ہیں جس کو جام وہ چشمِ عنایت سے
نہ اُس کو خوف گرنے کا نہ خطرہ، لڑکھڑاہٹ کا

بڑی مُعجز خرامی سے قدم رکھتے ہیں وہ لیکن
فضا کی مشکباری، کام کر دیتی ہے آہٹ کا

درِ رحمت کے ذروں میں ستارے جھلملاتے ہیں
دلِ بینا سے ہوتا ہے نظارہ، جھلملاہٹ کا

عرق اُن کا عروسِ گل کے ہے دامانِ فطرت میں
یہی ہے راز، گلشن میں کلی کی کِھلکھلاہٹ کا

اگر ذوقِ ترنم ہو تو بس اُن کی ثنا گاؤ !
تعلق، خلد سے ہے نعتِ شہ کی گنگناہٹ کا

گِری احقاقِ حق کی ایسی بجلی اُن کی آمد سے
ابھی تک قصرِ باطل میں ہے عالم، سنسناہٹ کا

حقیقت نے لگایا وہ طمانچہ، اُن کے بدگو پر
رہے گا حشر تک احساس اُس کی جھنجھناہٹ کا

دوائے توبہ سے وہ آج ہی کر لے علاج اپنا
خلافِ اہلِ حق، جس کو جنوں ہے بڑبڑاہٹ کا

امیری میں بھی ہم شانِ فقیری رکھتے ہیں سیفی
اثر، دل پر نہیں ہے سیم و زر کی کھنکھناہٹ کا

۱۵ ربیع النور ۱۴۴۳ھ

22/10/2021

ردیف ''الف''

مظہرِ حسنِ ازل جب سرِ تنویر نہ تھا
رنگِ ہستی میں کوئی پیکرِ تصویر نہ تھا

فرش تا عرش کیا بلبلِ سدرہ نے تلاش
گلشنِ کون میں اُن سا گلِ تطہیر نہ تھا

پوری دنیائے فصاحت، ہمہ تن گوش رہی
مردِ یوحیٰ سا کوئی صاحبِ تقریر نہ تھا

سارے امراض کی تھی ایک دوا ان کا لعاب
روبرو جس کے کوئی نسخۂ اکسیر نہ تھا

سب تھے مدّاح، کرے خُلقِ نبی کو جو ہدف
ترکشِ کفر میں بھی ایسا کوئی تیر نہ تھا

ان کی گفتار تھی آئینۂ قرآنِ حکیم
کون سا ان کا عمل، جلوۂ تفسیر نہ تھا

ہر طرف نقشِ محمد کی ضیاباری تھی
بزمِ بالا میں کہاں نام وہ تحریر نہ تھا

دردِ فرقت میں نہ کیوں پیتے شرابِ مدحت
بہرِ غم اور کوئی چارۂ دل گیر نہ تھا

نغمۂ دل تھا، اترتا گیا دل میں، سیفی !
سُر یہ، منّت کشِ آہنگِ مزامیر نہ تھا

ردیف ''الف''

یہ کون! پردۂ تذکار سے نکل آیا
اجالا ،غم کی شبِ تار سے نکل آیا

کمانِ خیر سے لایا حیاتِ نو کا پیام
جو تیر، ابروئے خمدار سے نکل آیا

عدو نے راہ میں کانٹے بچھائے تھے لیکن
گلابِ لطف، ہر اک خار سے نکل آیا

جمالِ یار سے ٹوٹا طلسمِ دیر و بتاں
پجاری ، حلقۂ زُنّار سے نکل آیا

بِکا جو دستِ شہِ کون پر ہوا انمول
وہ چیرہ دستیِ بازار سے نکل آیا

پلائی عقل کو میں نے شرابِ عشقِ نبی
یوں دامِ نشۂ پندار سے نکل آیا

طلوعِ ماہِ نبوت پہ لینے صدقۂ نور
ستارہ ، دائرۂ کار سے نکل آیا

انہوں نے چاہا تو الٹے قدم، نہاں سورج
فصیلِ غَرب کے اُس پار سے نکل آیا

چمک اٹھا صدفِ دل میں کس کا درِّ یتیم
کہ نور، شیشۂ کردار سے نکل آیا

مرے وجود کا جوہر نہ کیوں درخشاں ہو
میں ہو کے وادیِ انوار سے نکل آیا

خدا کے شیر نے حملہ کیا جو مرحب پر
کچومر اس کا، بس اک وار سے نکل آیا

طفیلِ نعت ملیں سرفرازیاں ، سیفی !
خیال، پستیِ افکار سے نکل آیا

۲۲ ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ

17/11/2022

ردیف ''الف''

طاعت میں رہے دائرۂ کار، ہوس کا
دنیا، پئے مومن اک احاطہ ہے قفس کا

یادِ گلِ طیبہ میں سلگتا ہے وہ بلبل
لگتا ہے جسے دودِ غمِ ہجر کا چسکا

کس کا ہے گزر حسنِ تخیّل کی گلی سے
خوشبو سے معطر ہے بدن موجِ نفَس کا

کُنہِ شہِ لولاک ہے اللہ کو معلوم
یہ درکِ حقیقت نہیں انسان کے بس کا

وہ دیتے رہے غیب کی خبریں بھی یقیں سے
ان پر ہے عیاں حالِ جہاں پیش کا پس کا

ہرگز نہ جلا آگ میں وہ سفرۂ برکت
اعجاز ہے دستِ شہِ ابرار کے مس کا

مکھی بھی نہیں بیٹھتی تھی ان کے بدن پر
اللہ رے! وہ حسنِ ادب، جنسِ مگس کا

جن کو لبِ یُوحیٰ سے ملا مژدۂ جنت
کیا رتبۂ ممتاز ہے اصحاب میں دس کا

سیفی ! جو پھلے باغچۂ عشقِ نبی میں
ہم کو تو نشہ ہے اُسی انگور کے رس کا

22/1/2024

ردیف ''الف''

حق بجانب ہے یہ یقیں میرا ہے شہِ حُسن وہ حسیں میرا
ہر کلی ہے نثار ، خوشبو پر اِس قدر گل ہے دل نشیں میرا
ضو فگن ہیں مرے حروف میں وہ جگمگاتا ہے ہر نگیں میرا
کر رہا ہے طوافِ کوئے حضور میں کہیں ہوں، ہے دل کہیں میرا
رب کا ہے فیصلہ یہ بہرِ حبیب جو نہیں تیرا ، وہ نہیں میرا
اُن کے کردار میں جو ڈھل جاؤں کوئی کیوں ہوگا نکتہ چیں میرا
دل میں رہتے ہیں وہ مرے ، سیفی
یہ مکاں اُن کا ، وہ مکیں میرا

24/11/2020

ردیف ''الف''

نہ اعدائے شہِ لولاک نے خود کو یہاں بدلا تو لے گا ایک دن ان سے خدائے کن فکاں بدلا
نہ بدلا ہے نہ بدلے گا، مکیں بدلے، مکاں بدلا بدلنے والے خود بدلے مگر قرآں کہاں بدلا
جو روئے والضحیٰ نے دن کو بخشی نور کی خلعت تو حُسنِ گیسوئے واللیل نے شب کا سماں بدلا
چمن زار ہدایت بن گیا صحرائے ویراں بھی نظامِ دشت کو دے کر بہارِ گلستاں بدلا
زبانِ حال کے خوگر تھے، لفظوں میں گواہی دی مسیحائے سخن نے سنگ کا طرزِ بیاں بدلا
قدومِ جانِ رحمت سے اُحد تھا رقصِ بسمل میں کمالِ بے خودی نے منظرِ کوہِ گراں بدلا
ہوئی ان کی عطا سے تیغِ برّاں دستِ غازی میں شجر کی شاخ نے دم میں حقیقت کا جہاں بدلا
مشیت کو بہت محبوب ہے ان کی رضا، لوگو! خدا نے ان کی خاطر، قبلہ گاہِ انس و جاں بدلا
ہر اک نقشِ قدم میں ہے ستاروں کا جہاں سیفی
خرامِ یار نے اطلاقِ حرفِ کہکشاں بدلا

۸/۲/۱۴۴۴ھ

6/9/2022

ردیف ''الف''

دلوں کے غنچے کھلے ،سخن پر جمال آیا کمال آیا
یہ کس کا جانِ بہار بن کر خیال آیا کمال آیا

ستارے حیرت میں ہیں زمیں پر ہلال آیا کمال آیا
کہ نورِ مہرِ نبی سے روشن بلال آیا کمال آیا

فراق کی شب سنور کے آئی درِ نبی پر نکھر کے آئی
حنائے صلِّ علیٰ سے رنگِ وصال آیا کمال آیا

جو والضحیٰ ہے اشارہ رخ تو رمزِ واللیل ان کے گیسو
جو ان کا حسن و جمال ہے بے مثال آیا کمال آیا

سخنورانِ عرب تھے حیراں کمالِ حیرت تھی یوں ثناخواں
زبانِ یوحیٰ سے کیا ہی تاباں مقال آیا کمال آیا

وہ طور وارشادِ "لن ترانی" وہ عرش وفرمانِ "اُدنُ منّی"
وہ دم میں کر کے زیارتِ ذوالجلال آیا کمال آیا

وہ فتح مکہ کا دن کہ اعدا سلوکِ رحمت پہ دم بخود تھے
جو بحرِ لطف و کرم میں ان کے، اُبال آیا کمال آیا

رؤف ہیں وہ رحیم ہیں وہ سراج ہیں وہ منیر ہیں وہ
گیا جو ان کے درِ کرم پر نہال آیا کمال آیا

نبی نے اذنِ طلب جو بخشا زہے خردمندیِ ربیعہ!
رفاقتِ خلد کا جو لب پر سوال آیا کمال آیا

جو نارِ دوزخ لپک کر آئی وہ آپ اپنے محل میں لوٹی
جو ان کی رہ میں گرا تھا اشکِ ملال آیا کمال آیا

سحر کا تھا وقت پیر کا دن ربیعِ اول کی بارہویں تھی
وہ نورِ میلاد سے جہاں کو اجال آیا کمال آیا

ستائشِ خُلق، رب نے کی ہے ثنائے اخلاق سب نے کی ہے
وہ جگ میں سب سے عظیم تر خوشخصال آیا کمال آیا

فروغِ حسنِ عمل سے تابندہ کیوں نہ اُس کی لحد ہو سیفی
جو خود کو عشقِ نبی کے سانچے میں ڈھال آیا کمال آیا

16/9/2022

ردیف ''الف''

باطل کے طرف دار! تو ناکام رہے گا — حق عام تھا، حق عام ہے، حق عام رہے گا
جو آئے مٹانے وہ مِٹے اور مِٹیں گے — اسلام تھا ، اسلام ہے ، اسلام رہے گا
جس پر لکَ ذِکرَک کی تجلّی ہے، درخشاں — وہ نام تھا، وہ نام ہے، وہ نام رہے گا
دل، حجِّ محبت میں ہے ایمان کا اُس پر — احرام تھا، احرام ہے، احرام رہے گا
دنیا ہو کہ عقبیٰ ہو ، وفادارِ نبی کا — اکرام تھا ، اکرام ہے، اکرام رہے گا
جو ذکر و اِطاعت میں رہے ان کے دلوں کو — آرام تھا، آرام ہے ،آرام رہے گا
جو تابعِ سنت ہے ہر اُس کام کا بہتر — انجام تھا ، انجام ہے ، انجام رہے گا
ناموسِ رسالت کے تحفظ میں ہمارا — اِقدام تھا، اِقدام ہے، اقدام رہے گا
ہم ان کے ہی رستے پہ ہیں اللہ کا جن پر — انعام تھا ،انعام ہے، انعام رہے گا
تکمیل ہوئی وحیِ نبوّت کی ، (۱) پہ جاری — الہام تھا، اِلہام ہے ، اِلہام رہے گا

جس میں ہے مےِ عشق نبی دَور میں سیفی
وہ جام تھا ، وہ جام ہے ، وہ جام رہے گا

17/3/2023

بروز جمعہ

(۱)'' پہ ''پر کا مخفف، بمعنی لیکن ، مگر

ردیف ''الف''

تضمین بر کلامِ امام الکلام

درِ رحمت پہ رعایہ گئی ، سلطان گیا
پاکے ہر سائلِ در ، گوہرِ ارمان گیا
اَنا قاسم کی حقیقت کو جہاں مان گیا
نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشیِ رحمت کا قلمدان گیا

کب سوالی، ترے در سے تہی دامان گیا
تو ہے دریائے کرم، سارا جہاں، جان گیا
وسوسہ، دل کو لیے کیوں رہِ ایوان گیا
لے خبر جلد کہ غیروں کی طرف دھیان گیا
میرے مولیٰ، میرے آقا، ترے قربان گیا

دُرِّ اسلام سے مطلب ہے، درِ خیر سے کام
دوستی اُن کے لیے، بہرِ عدو، بَیر سے کام
نہ کلیسا سے غرض ہے نہ کسی دیر سے کام
اُنھیں جانا اُنھیں مانا، نہ رکھا غیر سے کام
لِلّٰہ الحمد ، میں دنیا سے مسلمان گیا

بادۂ عشق و وفا پی کے جو مخمور رہا
تیری مدحت کے گلستاں میں جو مسرور رہا
لاکھ ظلمت ہو مگر جلوہ گہِ نور رہا
دل ہے وہ دل جو تری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا

وہم ، ظلمت ہے نکل نورِ خرد مانگ ان سے
آ درِ خیر پہ ، رحمت کی رسد مانگ ان سے
لو لگا ان سے ہدایت کی سند مانگ ان سے
آج لے ان کی پناہ! آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

رفعِ اصوات پہ وارد ہے جہاں ''لائے نہی''
پڑھ لو ! قرآن میں کیا بات خدا نے ہے کہی
تم کو اِسلام کا دعویٰ ہے ادب سے ہو تہی
اور تم پر مرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو !کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

لبِ سیفی سے درودوں کے نگینے پہنچے
چڑھ کے ارمان ، خیالات کے زینے ، پہنچے
ساحلِ وصل پہ یادوں کے سفینے پہنچے
جان ودل ہوش وخرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا ! سارا تو سامان گیا

۲۰ رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ...22/4/2022

ردیف ''ب''

ارشادِ کُنتُ کَنز کی توضیح ،لاجواب
حسنِ ازل کی آپ ہیں تشریح ،لاجواب

ان کے جمالِ ذات سے ربِّ قدیر کی
تحمید ، بے مثال ہے ، تسبیح ، لاجواب

چہرہ ہے والضحیٰ تو ہے واللّیل زلفِ شاہ
عشاق کی نظر میں ہے تلمیح ،لاجواب

نسبت سے اُن کی ہوگئی کیا ہی بلند تر
اُمت نے پائی خیر سے ترجیح ، لاجواب

سیرت کے گل کھلائے ہیں کانٹوں کو چھانٹ کر
کی آپ نے نفوس کی تنقیح ، لاجواب

مل جاتی ہے نجات ، غمِ روزگار سے
جو نعت میں ہے قلب کی تفریح ، لاجواب

سیفی تمام خلق میں افضل ہیں سب سے وہ
آیات میں ہے فضل کی تصریح ، لاجواب

2017

ردیف ”ب“

فاعلن فاعلن فاعلن فاعلات

نکتۂ وَالضُّحیٰ ، صبحِ روئے حبیب
رمزِ وَاللَّیل ، ہے شامِ موئے حبیب

گوہرِ وصل ، بحرِ محبت میں ہے
ڈوب جا ! ہے اگر جستجوئے حبیب

حسنِ جنت بھی ہے دلکشی پر فدا
کس قدر خوبصورت ہے کوئے حبیب

پی لیں ، رخ پر ملیں کوثر و سلسبیل
وہ اگر پائیں آبِ وضوئے حبیب

آپ کی انگلیوں سے رواں جو ہوئی
رشکِ نہرِ جناں ہے وہ جوئے حبیب

نورِ یوحیٰ سے روشن ہیں ان کے حروف
ہے کلامِ خدا ، گفتگوئے حبیب

آسماں ، بھی ہے حیرت زدہ سوچ کر
کس بلندی پہ ہے نجمِ خوئے حبیب

ہر کوئی اُن کا شیدا ہے سیفی ! یہاں
آرزو کو بھی ہے آرزوئے حبیب

۲۰ رشعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بدھ

15/4/2020



ردیف ”ب“



جس کو پئے مزار ہے ان کا حرم نصیب
کرتے ہیں اس پہ رشک جہاں کے اِرم نصیب

مل جاتی ہے نجات ، غمِ روزگار سے
وہ خوش نصیب ہے جسے ہے ان کا غم نصیب

اُس رہ گزر پہ تابِ رخِ کہکشاں ، نثار
اُس غیرتِ قمر کا ہے جس کو قدم ، نصیب

خیر البشر کو کہتے ہیں اپنی طرح بشر
کیا جانیں ! بارگاہ کے آداب کم نصیب

اُس کا مقام کوئی ولی بھی نہ پاسکا
اُن کی فضائے دید میں جس کو ہے دم نصیب

اُس کا وجودِ ناز ، کرامت سے کم نہیں
جس کو ہے ان کی خاص نگاہِ کرم ، نصیب

دنیا کے میکدے سے بھلا کیا غرض ہمیں
اُن کی شرابِ عشق کا ہے جامِ جم نصیب

گردِ مزار پھرتی ہے احرامِ شوق میں
ہر دن ہے آرزو کو طوافِ حرم نصیب

مداح کو وہ بخشتے ہیں بُردۂ لطیف
لکھیے ! ثنائے شاہ اگر ہو قلم نصیب

یہ حکمتِ علی سے ہوا راز ، آشکار
قطرہ بھی ان کے علم کا ہوتا ہے یم نصیب

چنتے ہیں لالہ زارِ ثنائے نبی سے پھول
سیفی ! سنوارتے ہیں سدا یوں بھی ہم نصیب



ردیف ''ب''

مانگتا ہے تجھ سے روز و شب کا ہر پیپر ، جواب
ان کی طاعت کے قلم سے لکھ سدا بہتر ، جواب

دھوپ میں جب اِذْهَبُوْا سے دینگے پیغمبر ،جواب
لے گا ہم کو سائے میں اُن کا سرِ محشر ، جواب

ان کے مہتابِ حقیقت تک رسائی ہے محال
عقل کے سارے پرندے دے گئے تھک کر ، جواب

جوہرِ حسنِ محمد ایسا ہے دُرِ یتیم
بحرِ ہستی میں نہیں جس کا کوئی گوہر، جواب

جس پہ ہے اِعجازِ نقشِ پا ، جہاں میں آج بھی
کفر کی ہر اینٹ کا دیتا ہے وہ پتھر، جواب

قوّتِ بازو کا اُس کے کوئی اندازہ نہیں
جس کی اِیما سے عدو کو دیتے ہیں کنکر جواب

نور کے چشمے جو اُن کی انگلیوں سے تھے رواں
آبِ زم زم ہے نہ اُس کا چشمۂ کوثر جواب

ان کے بابِ جود پر کرتا ہے جب کوئی سوال
دیتی ہے اُن کی سخاوت مانگ سے بڑھ کر جواب

فرقۂ باطل کے رد میں کیا مروّت کیجیے
اہل حق کا ہے یہ شیوا دیتے ہیں منہ پر جواب

اُن کے دشمن کا کھلا رد ، سورۂ تبّت یدا
اُن کے ہر گستاخ کا ہے سورۂ کوثر ، جواب

آج بھی قرآن کا چیلنج ہے سیفی مگر
لا نہیں سکتے زمانے کے کبھی آزر جواب

جولائی ۲۰۱۹



ردیف ''ب''

ذکرِ امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین مولا علی کرّم اللہ وجہہ الکریم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ

ظاہر ہے یُطعِمُون سے شانِ ابوتراب
قرآن میں ہے مدحتِ نانِ ابوتراب

وہ قربِ خاصِ اَنفُسنا میں ہیں ، ہوشیار !
ضم ہے کمانِ شہ سے کمانِ ابوتراب

مَن کُنتُ کا ہے تاجِ محبت انہی کے سر
کیا ہی وسیع تر ہے جہانِ ابوتراب

تنہا اکھاڑ کر درِ خیبر بنائی ڈھال
اعجازِ مصطفےٰ ہے نشانِ ابو تراب

ان کی بہادری کے ہیں چرچے سرِ فلک
پوچھو ! مَلَک سے تیغ و سنانِ ابوتراب

آفاق پر لٹاتی ہے حکمت کے سیم و زر
ہے گنج بخشِ علم ، زبانِ ابو تراب

باغِ بہشت بیچتے ہیں سستے دام وہ
ممتاز ہے جہاں سے دکانِ ابوتراب

زہرہ کلی ہے پھول ہیں سبطین کیوں نہ ہو
جنت ، نثارِ حُسنِ مکانِ ابوتراب

گر ہو سکے تو ڈوبتے سورج سے پوچھئے
ہے تارا تارا مرتبہ دانِ ابوتراب

وہ بسترِ حرم ہو کہ میدانِ کارزار
ہر دم فدا ، نبی پہ ہے جانِ ابوتراب

ثابت قدم ہیں مذہب اہلِ سُنَن پہ ہم
سیفی ! یہی ہے راہِ امانِ ابو تراب

۱۴ رجب المرجب ۱۴۴۴ھ۔7/2/2023

ردیف ''پ''

کس گل کا لمس ہے کہ ہوئی مشکبار دھوپ
پاتی ہے ان کے سائے میں لطفِ قرار دھوپ

سورج ، طواف کرتا ہے شمعِ مزار کا
آ کر نثار ہوتی ہے پروانہ وار دھوپ

عالم ، کتابِ نعت ہے یہ بھی ہیں کچھ ورق
سورج ، نبات ، آب ، ہوا ، کوہسار ، دھوپ

اے مہر ! دل میں سلسلۂ شب دراز ہے
آجائے بن کے مژدۂ صبحِ بہار دھوپ

ہر سو ہے ضوفشاں تری رحمت کا آفتاب
کب دیکھتی ہے بن کہ چمن ، گل کہ خار دھوپ

ہم سب پہ تیرا ظلِّ شفاعت رہے دراز
محشر کے گرم دن میں ہو جب شعلہ بار دھوپ

محوِ نمازِ عصر تھے صہبا میں جب علی
سورج کے ساتھ کرتی رہی انتظار دھوپ

سیفی غمِ جہاں کی مٹاتی ہے تیرگی
پڑتی ہے ان کے ذکر کی جب خوشگوار دھوپ

۱۴ رجمادی الاول ۱۴۴۶ھ سنیچر

17/11/2024

ردیف ''پ''

ہے ان کے فیضِ تبسم سے وہ نشاط کا دیپ
جو مسکراتا ہے گلشن میں انبساط کا دیپ

انہی کے جلوۂ تاباں کا دے رہا ہے پیام
ہر ایک ، شام و سحر نیلگوں بساط کا دیپ

فضائے فکر میں لازم ہے نعت گو کے لیے
جو زندگی ہے شریعت کے انضباط کا دیپ

کسی چراغ سے وہ روشنی نہیں ملتی
عطا جو کرتا ہے اس در سے ارتباط کا دیپ

ہر ایک طاق میں ایمان اور عقیدے کے
جلا ہے ان کی محبت سے اشتراط کا دیپ

اجالا پھیلا حلاوت کا کھاری کنویں میں
ہے اس میں آبِ دہن سے جو اختلاط کا دیپ

جہاں کو دے کے ہدایت کا آپ نے سورج
بجھا دیا ہے ضلالت کا ، انحطاط کا دیپ

چراغِ عشق کو سیفی سنبھال کر رکھنا
یہی ہے سوئے ارم ایک پل صراط کا دیپ

قبل ۲۰۰۰ء

ردیف ''پ''

وصل ہو یا فراق ہے دلچسپ
عشق کا ہر مذاق ہے دلچسپ

کر کے آنکھوں کو بند بیٹھے ہیں
دید کا اشتیاق ہے دلچسپ

بڑھ کے ساحل نے پاؤں چوم لیے
عزم کا طمطراق ہے دلچسپ

ہیں وہ اول بھی اور آخر بھی
ان پہ ہر انطباق ہے دلچسپ

اگلے پچھلے سب ان کے نغمہ سرا
یہ سیاق و سباق ہے دلچسپ

اللہ اللہ کیا اشارہ تھا
چاند کا انشقاق ہے دلچسپ

بھائی بھائی مہاجر و انصار
بے مثال اتفاق ہے دلچسپ

شمعِ دیدار اس میں جلتی ہے
میری حسرت کا طاق ہے دلچسپ

معصیت کو جو دیتے ہیں سیفی
بس وہی اک طلاق ہے دلچسپ

ردیف ''پ''

آئنہ کیوں کر نہ ہو حیران آپ
حسنِ یوسف جس کا ہے فیضان آپ

قبلۂ دیں ، کعبۂ ایمان آپ
جانِ رحمت ! دو جہاں کی جان آپ

ظلِّ رب ہیں ، سایۂ رحمن آپ
سارے سلطانوں کے ہیں سلطان آپ

بحر و بر ، شمس و قمر ، جن و بشر
سب پہ جاری جس کا ہے فرمان آپ

والضحیٰ و اللیل ہے شانِ جمال
خُلق میں ہیں ہو بہو قرآن آپ

جلوۂ ذات ازل ، حسنِ تمام
نو بہارِ گلشنِ عرفان آپ

اے مدینہ ! تیرے ذروں کی چمک
روز تارے ہوتے ہیں قربان آپ

اک نگاہ لطف و رحمت یا نبی
میری مشکل کیجیے آسان آپ

کہتا ہے سیفی سے اقلیمِ سخن
ہیں غلامِ حضرتِ حسان آپ

ردیف ''پ''

وبالوالدینِ احسانا

کلفت کی دھوپ میں شجرِ سایہ دار ، باپ
تپتی رہِ حیات میں ٹھنڈی پھوار ، باپ

ماں ہے بہارِ غنچہ و گل ، شک نہیں مگر
شادابیِ چمن میں ہے جانِ بہار ، باپ

خونِ جگر جلا کے وہ دیتا ہے روشنی
مثلِ چراغ رہتا ہے مصروفِ کار ، باپ

محوِ جہادِ خیر طلب ہے معاش میں
کر دیتا ہے عیال پہ خود کو نثار ، باپ

وہ سینچتا ہے خون پسینے سے باغِ بیت
گھر کے ہر ایک پھول سے ہے مشکبار ، باپ

اللہ کی رضا کو رضائے پدر میں ڈھونڈ !
پائے مدام تجھ کو اطاعت شعار ، باپ

حسنِ سلوک میں ہے مقدم اگر چہ ماں
تعظیم میں ہے ماں سے فزوں باوقار باپ

بے اختیارِ فسخ ہو لازم ، نکاح جو
رکھتا ہے عقدِ طفل میں وہ اعتبار باپ

اوجِ کمالِ لطف ہے تادیب و تربیت
شفقت کا ایک سلسلۂ کوہسار ، باپ

اللہ رے ! ذرا سی ہو اولاد ، دردمند
بے کل اِدھر ہو ماں ، تو اُدھر بے قرار باپ

کثرت کے باوجود کبھی قدر کم نہیں
انمول ہیں اگر چہ ہیں لاکھوں ہزار ، باپ

ہر باپ سے یہی ہے گزارش کہ دہر میں
رہنا ہے تم کو بن کے سدا ذمہ دار باپ

سیفی ! اگر چہ خلد ہے ماں کے قدم تلے
لیکن ہے درمیانِ درِ خلد زار ، باپ



ردیف ”ت“

جامِ ”بلیٰ“ میں ہم نے پیا بادۂ اَلَست
ان کے کرم سے آج بھی ہے نشّۂ اَلَست

سب کو کہاں نصیب ، مئِ معرفت یہاں
خاصانِ در پہ کُھلتا ہے میخانۂ اَلَست

آئینہ دارِ حسن و جمالِ ازل ہیں وہ
ان سے ہے کن فکاں میں عیاں لمعۂ اَلَست

کیا خوب روزِ عہد تھا روحوں کا اجتماع
وہ شمعِ بزمِ حق تھے سرِ جلسۂ اَلَست

قالوا بلیٰ میں سب سے ہے پہلے انھیں کا نام
خاتم ہی تھے امامِ صفِ لمحۂ اَلَست

غفلت کی گرد اُڑ گئی ان کے قدوم سے
دیوارِ فکر پر ہے عیاں ، طغرۂ اَلَست

پھیکی ہے جس کے آگے زمانے کی ہر مٹھاس
اللہ رے ! وہ شیرینیِ گفتۂ اَلَست

محفوظ ہے گنہ کی خزاں سے وہ باغِ دل
نکہت فشاں ہے جس میں سدا غنچۂ اَلَست

وہ ظلمتِ جہاں میں ہدایت کا ہے چراغ
جو پیکرِ حیات ہے پروانۂ اَلَست

مولود کی ہو فطرتِ اسلام پر نمود
یہ بھی تھا ایک نکتۂ سربستۂ اَلَست

سیفی! جو تو حجابِ تعیّن اتار دے
قطرہ ہو مُتّصِل بہ یمِ جلوۂ اَلَست

اللہ تعالیٰ نے روزِ میثاق ، بنی آدم کی پشتوں سے ان کی ذریت کو نکالا اور انھیں خود ان پر گواہ بناتے ہوئے فرمایا ”اَلَسْتُ بِرَبِّکُم“ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے کہا ”بلیٰ“ کیوں نہیں یعنی تو ہمارا رب ہے۔ یہاں ردیف میں الست سے اسی قول کی طرف اشارہ ہے۔ اور مئِ الست سے معرفتِ الٰہی مراد ہے۔ اور الست سے صاحبِ قولِ الست یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف بھی اشارہ اس کلام میں موجود ہے۔

۱۵ر شوال المکرم ۱۴۴۳ھ۔ 15/5/2022

ردیف ”ت“

زلفِ ”واللیل“ وہ تابندہ کرامات کی رات
ہے ہر اک رات اُسی رات کی خیرات کی رات

کس کا مہتابِ تصور ہے سرِ مطلعِ دل
جگمگا اٹھی مرے شہرِ خیالات کی رات

کیا برستی ہے مدینے میں گھٹا رحمت کی
دن ہے برسات کا دن ، رات ہے برسات کی رات

بند آنکھیں ہیں مگر رہتی ہیں محوِ دیدار
دن بھی عشاق کا ہوتا ہے ملاقات کی رات

والضحیٰ رخ کی تجلّی سے شبِ فرقت بھی
ہے شبِ وصل سے دعوائے مساوات کی رات

ان کی آمد سے کھلے پھول ، ہوئی صبح بہار
عطرِ قربت سے مہکتی ہے مناجات کی رات

اُن کے خورشید سے آباد ہے صبحِ ہستی
ان کے جلووں سے مٹی نیست کے ظلمات کی رات

مختصر پارۂ شب اور وہ صدیوں کا سفر
کیا عجب رات تھی وہ سیرِ سماوات کی رات

تابِ جبریل نہ تھی آگے بڑھیں سدرہ سے
لوٹے وہ جا کے سرِ عرشِ بریں رات کی رات

ہم کو یہ پانچ نمازیں ہیں خدا کا تحفہ
بہرِ امت ، شبِ معراج ہے سوغات کی رات

واہ کیا خوب تھا وہ عہدِ نبوت ، سیفی !
دن ملاقات کا دن ، رات ملاقات کی رات

۳ر رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

28/2/2020

ردیف ''ت''

تابِ رخ سے ہیں فیض یاب بہت
ہیں زمانے میں آفتاب بہت

جب نکلتے ہیں چاندنی میں وہ
اُن کو تکتا ہے ماہتاب بہت

زلف و رخسار و لب کے ہیں شیدا
سنبل و لالہ و گلاب بہت

ورنہ کس کو ہے تابِ جلوۂ رخ
حسن پر ان کے ہیں حجاب بہت

وہ نہیں کہتے ہیں جوابًا "لَا"
جُود ان کا ہے لاجواب بہت

کہہ رہی ہے دعائے آدم بھی
وہ وسیلہ ہیں مستجاب بہت

مسکرائیں تو روشنی پھوٹے
دِردنداں کی آب و تاب بہت

ما ورائے مثال ہے قرآں
ہے دل افروز یہ کتاب بہت

اتباعِ نبی میں جو گزری
زندگی وہ ہے کامیاب بہت

ہجر کی تشنگی میں ہے سیفی
چاہیے وصل کی شراب بہت

۱۹ر جمادی الاول ۱۴۴۵ھ

3/12/2023

ردیف ''ت''



حشر تک پوری نہ ہوگی وسعتِ معنیٰ کی بات
کوزۂ حرفِ نبی کی تہہ میں ہے دریا کی بات

دے دیا وحیِ خفی کو حُسنِ پوشاکِ حدیث
رب کو ہے محبوب اتنی صاحبِ یُوحیٰ کی بات

گلشنِ ہستی میں کوئی گل نہیں اُن کی طرح
ہے نوائے سازِ عالم، بلبلِ سدرہ کی بات

والضحیٰ میں رمز ہے گر اُن کے چہرے کی طرف
ہے شبِ واللیل، زلفِ نوشۂ اسریٰ کی بات

کیوں نہ دل، مسرور ہو اُن کی شرابِ ذکر سے
مظہرِ حسنِ ازل کی بات ہے مولیٰ کی بات

چھوڑیے! مرّیخ و زحل و مشتری کے تذکرے
نور دیتی ہے دلوں کو فاطمہ زہرا کی بات

مست ہوں سیفی ! نگاہِ صاحبِ مازاغ سے
ہے مرے جامِ سخن میں بادۂ طیبہ کی بات

۴ر ۷ر ۲۰۲۰ء بروز پیر



ردیف ''ت''

شانِ اہلِ بیت

باغِ دل میں ہے بہارِ جلوہائے اہلِ بیت
میرے ہونٹوں پر مہکتی ہے ثنائے اہلِ بیت

آ نہیں سکتی بلائے ظلمتِ رفض و خروج
اِس حریمِ دل میں ہے نورِ ولائے اہلِ بیت

کرتی ہے خوشبوئے قربِ مصطفٰے سے آشنا
رونقِ گلزارِ ایماں ہے رضائے اہلِ بیت

مہر و مہتاب و نجوم و کہکشاں کیا کچھ نہیں
ہے امانِ ارض یہ روشن سمائے اہلِ بیت

چشمۂ تطہیر سے ہے باغِ زہرا کی نمو
خونِ پیغمبر ہے اصلِ غنچہائے اہلِ بیت

پا گئے معراج دونوں کربلائے عشق میں
فردِ اہلِ بیت ہو یا ہو فدائے اہلِ بیت

صبر و ایثار و شجاعت کے ہیں تابندہ حروف
لوحِ نقشِ زندگی ہے کربلائے اہلِ بیت

اجرِ تبلیغِ رسالت کا نہیں تم سے سوال
دل، محبت کا ہو گہوارہ برائے اہلِ بیت

اہلِ بیتِ مصطفٰے کی چاہتے ہو گر دعا
خدمتِ آلِ نبی سے لو! دعائے اہلِ بیت

یا الٰہی! گرمیِ محشر میں جب سایہ نہ ہو
دھوپ میں ہم پر کریں رحمت کے سائے اہلِ بیت

اِن کی شانِ رہبری پر ہیں ستارے بھی فدا
رکھتے ہیں وہ نور، سیفی! نقشِ پائے اہلِ بیت

۹ر محرم الحرام ۱۴۴۲ھ

29/8/2020

ردیف ''ٹ''

لَو، اُن سے لگا! شمعِ محبت کے مزے لوٹ
پروانۂ دل! جلوۂ رحمت کے مزے لوٹ

شیرینیٔ مدحت سے مٹا! ہجر کی تلخی
وصلِ شہِ خوباں کی حلاوت کے مزے لوٹ

کِھلتے ہیں یہاں تذکرۂ نور کے غنچے
آ! گلشنِ سرکار میں جنت کے مزے لوٹ

سُن کانوں میں رس گھولتے الفاظ، نبی کے
یُوں سے مہکتے ہوئے شربت کے مزے لوٹ

ہر کوچۂ کردار میں رکھ! اُن کا تصور
سنت کے چمن زار سے نکہت کے مزے لوٹ

کھول اُس مہِ کامل کی طرف دل کا دریچہ
ظلمت کدۂ دہر میں طلعت کے مزے لوٹ

ملتی ہے مقدر سے شہِ دیں کی غلامی
اِس قید میں آزادیِ فطرت کے مزے لوٹ

سنتے ہیں درود اُن کی نوازش ہے یہ سیفی
پڑھ صلِّ علیٰ حُسنِ عنایت کے مزے لوٹ

۲۴ر ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ

15/8/2020

ردیف ''ٹ''

بہارِ چمن آپ کی مسکراہٹ
گلاب و سمن آپ کی مسکراہٹ

فدا کھلتی کلیوں پہ کیوں بلبلیں ہیں
ہے جلوہ فگن آپ کی مسکراہٹ

ستارے نچھاور ہیں خندہ لبی پر
ہے رشکِ عدن آپ کی مسکراہٹ

تصوّر سے جھڑنے لگے غم کے پتے
صبا کا چلن آپ کی مسکراہٹ

اندھیرے میں سوئی ملی گم شدہ بھی
سحر کی کرن آپ کی مسکراہٹ

اترتے ہیں رحمت کے دلکش پرندے
کرے انجمن آپ کی مسکراہٹ

محبت نے پائے مرادوں کے گوہر
ہوئی موجزن آپ کی مسکراہٹ

جسے مژدۂ خلد کہتا ہے زاہد
وہ ہے مِن وعَن آپ کی مسکراہٹ

امیروں کو دولت مبارک ہو لیکن
غریبوں کا دھن آپ کی مسکراہٹ

رہائی ملی دامِ ظلمت سے ہم کو
ہے زنداں شکن آپ کی مسکراہٹ

جلائے نہ سیفی کو اب دھوپ غم کی
ہو سایہ فگن آپ کی مسکراہٹ



ردیف ''ٹ''

بلبل کی، گل کی، اور ہے بادِ صبا کی رٹ
ہر سو چمن میں آپ کے حسن و ادا کی رٹ

اللہ نے بلند کیا ان کے ذکر کو
پھر کیوں نہ ان کا ذکر ہو ارض و سما کی رٹ

پایا ہے جب سے چہرۂ جاناں کے رمز کو
عشاق کی زبان پہ ہے وَالضُّحیٰ کی رٹ

اُن کے لعاب میں ہے کچھ ایسی شفا کہ بس
یہ ہو تو کیا لگائے کوئی پھر دوا کی رٹ

فرقت کے تلخ رَس کو بناتا ہے شہد وہ
جس کے لبوں پہ رہتی ہے صَلِّ عَلیٰ کی رٹ

اُن کو جب اپنا ذکر، خدا نے بنالیا
ذکرِ نبی کی رٹ بھی ہے، ذکرِ خدا کی رٹ

رٹتے رہو زبانِ عمل سے بھی سنّتیں
محشر میں کام آئے گی صبح و مسا کی رٹ

کافی ہے ایک عرض ہی اُس بارگاہ میں
لگتی نہیں ہے در پہ سوالِ گدا کی رٹ

مشتاقِ وصل، کعبہ و رکن و حطیم ہیں
آئیں حضور! حسرتِ کوہِ صفا کی رٹ

خاکِ درِ نبی پہ مجھے ڈھونڈو، پاؤ گے
بیمارِ لا دوا سے یہی ہے شفا کی رٹ

خوابوں کو جبلِ نور کریں وہ قدوم سے
سیفی! ہے شوقِ دید کے غارِ حرا کی رٹ

اگست ۲۰۱۸ء



ردیف ''ٹ''

اُن سے ہے ایمان کا رشتہ اٹوٹ
ظلم کے پتھر ! ہے یہ شیشہ اٹوٹ

یہ نہ ہوگا خشک ، غم کی دھوپ سے
زمزمِ الفت کا ہے چشمہ اٹوٹ

چرخِ رفعت پر ہے روشن تا ابد
اُن کے حسنِ ذکر کا تارا اٹوٹ

کیا اشارا تھا ! کہ دو ٹکڑے ہوا
چاند عالم کی نظر میں تھا اٹوٹ

گرتا ہے سارے جہاں پر دم بدم
اُن کی رحمت کا حسیں جھرنا اٹوٹ

زورِ باطل ٹوٹ جاتا ہے سدا
عزتِ حق کا ہے مینارا اٹوٹ

نعت کے ، سیفی ! پروتا ہوں گہر
اُن سے میرے عشق کا دھاگا اٹوٹ

3/2/2021

ردیف ''ٹ''

کیا ڈرائے گی مجھے دور سے غم کی آہٹ
صحنِ احساس میں ہے اُن کے کرم کی آہٹ

غنچۂ وگل سے بھی لیتی ہے عروسِ الفت
نکہتِ نوشۂ گلزارِ ارم کی آہٹ

لینے خیرات ضیا ہو گئے انجم بے تاب
جب ہوئی سوئے فلک ، مہرِ حرم کی آہٹ

سرِ افلاک ، اگر لوح پہ چلتا ہے کہیں
سن ہی لیتے ہیں زمیں پر وہ قلم کی آہٹ

ان کی گفتار ہے اک قلزمِ رازِ معنیٰ
جس کی ہر بوند میں ہے موجۂ یم کی آہٹ

طبعِ تعظیمِ درِ یار بہت نازک ہے
زائرو ! پاسِ ادب ! ہو نہ قدم کی آہٹ

دور سے آتے ہیں پروانے ، چراغِ در پر
ہر گھڑی ارضِ عرب میں ہے عجم کی آہٹ

اس کا آئینۂ اخلاق ، سدا روشن ہے
جس میں ہو اُن کے رخِ حسنِ شِیَم کی آہٹ

شربتِ دید سے بخشیں وہ حیاتِ جاوید
جب قریب آنے لگے ، پائے عدم کی آہٹ

حرفِ اظہار پہ موقوف نہیں عرضِ نیاز
جب وہ سنتے ہیں ہر اک دیدۂ نم کی آہٹ

کیوں نہ مہکے یہ مرا باغِ تخیل سیفی !
ہر گلِ فکر میں ہے ان کے قدم کی آہٹ

۱۷/۵/۱۴۴۴ھ

12/12/2022

ردیف ''ث''

حمدِ باری تعالیٰ

بندگی میرا اثاثہ ، اشکِ غم میرے اثاث
قبر کی تیرہ شبی میں ہیں یہی تارے اثاث

حسرتِ غفران ہے تسبیحِ رب کے سائے میں
حمد کے گلشن کا بلبل ہوں، مرے نغمے اثاث

یا الٰہی ! معرفت کے جام سے مخمور کر
تیرا عرفاں زندگی ہے تیرے ہیں جلوے اثاث

تو احد ہے لا شریکَ لہ تری شانِ عظیم
انفُس و آفاق ہیں آیاتِ وحدت کے اثاث

مہر و مہتاب و نجوم و ابر و باد و آب و خاک
کس قدر ہیں نعمتیں ہم گن نہیں سکتے اثاث

تو ہے خالق تو ہے رازق تو جہانوں کا ہے رب
تیرا گُن گاتے ہیں بزمِ کون کے سارے اثاث

باغِ سیفی کو بہارِ مغفرت سے شاد رکھ
ہر عمل کی شاخ پر ہوں خیر کے غنچے اثاث

۴ر صفر المظفر ۱۴۴۳ھ۔13/9/2021

ردیف ''ث''

خُم و صراحی و ساغر میں جو دھری ہے عبث
نہ ہو شرابِ محبت تو میکشی ہے عبث

ہے صبح، جلوۂ رخ، شام، عکسِ موئے حضور
نہ بات، دن کی عبث ہے نہ رات کی ہے عبث

تمام عمر کرے سجدہ و طواف تو کیا
متاعِ دل نہ ہوا ایماں تو بندگی ہے عبث

ہے اتباعِ نبی ، مایۂ کمالِ حیات
نہ ہو فروغِ اطاعت تو زندگی ہے عبث

ملی ہے نسبتِ تعظیمِ شہ ، چراغاں کو
نہ یہ چراغ، عبث ہیں نہ روشنی ہے عبث

یہاں پہ چلتے ہیں سچائی کے کھرے سکّے
دروغِ حال ہو جس میں وہ شاعری ہے عبث

کلی کھلے گی امیدِ وصال کی سیفی !
یہ کون کہتا ہے فرقت کی بے کلی ہے عبث

۴ر صفر المظفر ۱۴۴۳ھ۔13/9/2021

ردیف ''ث''

کِھلے گُل ، بہارِ نبوت کے باعث
یہ گلشن بسا اُن کی نکہت کے باعث

ضیا بار ہے مہر" لولاک " ہر سو
ہے صبحِ وجود اُن کی طلعت کے باعث

بڑا ناز تھا جن کو تابِ سخن پر
وہ تھے دم بخود اک فصاحت کے باعث

ہوے آشنا رازِ حسنِ ازل سے
ظہورِ جمالِ رسالت کے باعث

صحابہ ہیں چرخِ ہُدا کے ستارے
اُسی ماہتابِ ہدایت کے باعث

جہاں میں گھٹا ٹوپ تاریکیاں تھیں
اجالا ہوا اُن کی بعثت کے باعث

حریمِ دَنیٰ تک ہے اُن کی رسائی
بلائے گئے رب کی رویت کے باعث

گلوں کا عرق بنتا ہے شہدِ شیریں
درود نبی کی حلاوت کے باعث

قسم کھائی قرآن نے شہرِ حرم کی
حبیبِ خدا کی سکونت کے باعث

سدا مست رہتے ہیں اُن کی وِلا میں
سرورِ شرابِ محبت کے باعث

ہمیں دھوپ لائی پناہِ کرم میں
ملی چھاؤں ہم کو اِسی چھت کے باعث

ہے میرے تعارف کی معراج سیفی
میں جانا گیا اُن کی مدحت کے باعث

۱۹ر صفر المظفر ۱۴۴۲ھ

7/9/2020

ردیف ''ث''

نورِ نظر ، بصیرتِ احباب ہے حدیث
روشن چراغِ عالمِ اسباب ہے حدیث

سورج کا نور چاند کے اندر ہے جلوہ گر
قرآن آفتاب ہے، مہتاب ہے حدیث

آباد جس میں رہتا ہے دریائے علم ، وہ
درِّ یتیم ، گوہر خوش آب ہے حدیث

ثانی نہیں ہے جس کی فصاحت کا دہر میں
مُعجز ،بلیغ ، جامعِ آداب ہے حدیث

سیفی ہیں پھول ، بیخ و بُن و برگ و شاخِ گل
کیا ہی حسین ، گلشنِ شاداب ہے حدیث

ردیف ''ج''

یا رب ! فروغ پائے شبِ انتظار آج
وہ رشکِ ماہ، خواب میں ہو جلوہ بار آج

گلہائے فکر کیوں نہ فدائے جمال ہوں
پھر آئی یاد بن کے عروسِ بہار آج

خیرات یابِ دیدۂ مازاغ ہو یہ دل
کُھل جائے بابِ معرفتِ کردگار آج

لبہائے ناز ، بر سرِ منبر ہیں گل فشاں
ہر گل میں دیکھتا ہے جہاں لالہ زار آج

یہ بھی انہیں کے عارض و گیسو کا فیض ہے
کہتے ہیں جس کو گردشِ لیل و نہار آج

بزمِ تصورات میں ہے وجد کا سماں
چھیڑا ہے کس نے بربطِ مدحت کا تار آج

کیا کوندتی ہیں تابِ محبت کی بجلیاں
اعدا پہ ہے سحابِ سخن ، برق بار آج

''کل'' ان کی شمعِ حُسن کا پروانہ تھا اگر
محوِ طواف ، گردِ چراغِ مزار ''آج''

گلشن میں ہر زباں کو ہے دینا سرودِ نعت
کرنا ہے طائرانِ غزل کا شکار آج

کل وہ تجھے شرابِ محبت پلائیں گے
جام و سبو کی حد سے گزر بادہ خوار آج

قرضِ حَسَن کا ذرہ بنے گا پہاڑ کل
دے! اے امیرِ شہر! پئے حق ادھار آج

سیفی ! وہ آئے شہرِ ثنا میں زہے نصیب
ہر کوچۂ خیال ہوا مشکبار آج

5/6/2022

ردیف ''ج''

کیا چمکتا ہے رخِ شاہِ زمن کا سورج
مانگے خیراتِ ضیا ، چرخِ گہن کا سورج

مثلِ پروانہ کرے شمعِ نبوت کا طواف
جس سے ہوتی ہے سحر نیل گگن کا سورج

جلوۂ رب ہیں مگر نور سے ان کے سب ہیں
نام، اس نور کی ہے ایک کرن کا ، سورج

رہ گئے اہلِ زباں ہو کے چراغانِ سحر
جب نکل آیا وہ اقلیمِ سخن کا سورج

ساری دنیا میں ہدایت کا اجالا پھیلا
ہے ہر اک لفظ، محمد کے دہن کا، سورج

باغِ آفاق میں کیا خوب ہوئی صبحِ بہار
ضوفگن جب ہوا طیبہ کے چمن کا سورج

چاند کیا پائے شبِ دہر میں ان کا ثانی
سایہ بھی دھوپ میں جب پائے نہ تن کا، سورج

آپ کے دامنِ رحمت کا ہو سایہ سر پر
جب سوا نیزے پہ ہو روزِ محن کا سورج

نورِ فیضان سے کرتا ہے دلوں کو روشن
کیا ہی تاباں ہے حسین اور حسن کا سورج

اِس نے دیکھا ہے جمال شہِ خوباں سیفی
آؤ ! ہم دیکھتے ہیں اپنے وطن کا سورج

ردیف ”ج“

کشتِ الفاظ میں اُگے سورج ہیں دل افروز ، نعت کے سورج
اُس گلِ نور کی بہار ہے یہ شاخ در شاخ ہیں کِھلے سورج
جس کا جی چاہے کرلے دل ، روشن ہم نے کاغذ پہ رکھ دیے سورج
چاند ان کے جمال کا چمکا چھپ گئے سارے حسن کے سورج
وہ تبسم کہ ہوں فدا ، تارے وہ رخِ شہ کہ مرمٹے سورج
چمکے جب ان کے ناخنوں کے ہلال نکلے ہر دل میں عید کے سورج
اُن کا ہر نقشِ پا منور ہے راہ میں وہ بچھا گئے سورج
والضحیٰ ان کے صبحِ رخ کی قسم جن کو سورج کہے مرے سورج
جلوۂ روئے یار میں گم ہے کیوں کسی شمع سے دبے سورج
مل نہیں سکتا ان کے جیسا حسیں لے کے دنیا میں ڈھونڈیے سورج
اک چراغِ سحر سا لگتا ہے روئے انور کے سامنے سورج
نور لینے درِ نبی پہ سدا روز اترتے ہیں نِت نئے سورج
وہ اگر چاہ لیں تو آج ، ابھی اُلٹے پاؤں پلٹ پڑے سورج
کہہ رہی تھی سحر کہ ہے روشن آمنہ ! تیرے چاند سے سورج
انبیا ہیں مہ و نجومِ ہُدیٰ ہیں وہی چرخِ نور کے سورج
کرتے ہیں وہ دلوں کی شیشہ گری کتنے آئینے بن گئے سورج
ان کا سایہ نہ پائے دھوپ کہیں لاکھ کرنیں بکھیر دے سورج

تیرتا ہے فلک پہ شام و سحر اُن کی رحمت میں ڈوب کے سورج
اُن کے مہرِ سخن سے ماند پڑے آسمانِ کلام کے سورج
سنگریزے بھی اُن کی ایما سے چرخِ اعجاز کے بنے سورج
اِن سے آفاقِ دل ہے رشکِ سحر ہیں طریقت کے سلسلے سورج
سنتے ہیں قبر میں اندھیرا ہے جاؤ ! ایمان کا لیے سورج
ذرّۂ مصطفیٰ ہے وہ سیفی
یہ جہاں کہتا ہے جسے سورج

ردیف ''ج''

حجابِ حسنِ ازل، یوں اُٹھا شبِ معراج
نبی نے دیکھا جمالِ خدا شبِ معراج

سراغِ این ومتیٰ تھا نہ نقشِ کیف و اِلیٰ
گئے وہ سوئے مقامِ دَنیٰ شبِ معراج

وہ ابتدائے عروجِ سفر کی تھی منزل
جو جبرئیل کا تھا منتہیٰ شبِ معراج

ہر آسمان پہ تھا خرق و اِلتیامِ فلک
ہے سرنگوں، علم فلسفہ، شبِ معراج

ورائے عرش کے اسرار کوئی کیا سمجھے
حدودِ عقل سے ہے ماوَرا شبِ معراج

امام، اُن سا ہوا ہے نہ ہوگا عالم میں
کہ مقتدی ہیں تمام انبیا شبِ معراج

ملائکہ نے بھی پائی بہارِ دید اُن کی
ہر ایک غنچۂ حسرت کھلا شبِ معراج

کسی کے مسلکِ بدعت سے کیا غرض ہم کو
طریقِ اہلِ سنن، رت جگا شبِ معراج

نبی کو بھیجیے! تحفہ درود کا ہر دم
ہو لب پہ کثرتِ صلِّ علیٰ شبِ معراج

ضرور ہونگے شفایاب، ہم جو اپنائیں
ہمارے درد کی لائی دوا شبِ معراج

نہاؤ خوب، کہ دل، صاف ہو، چمک اُٹھے
برس رہی ہے کرم کی گھٹا شبِ معراج

پچاس وقت کا جس میں ثواب ہے سیفی
وہ پانچ وقت کا تحفہ ملا شبِ معراج

ردیف ''ج''

بانٹتا ہے جو زمانے کو اجالا سورج
اُس یمِ نور سے بھرتا ہے پیالا سورج

نور بڑھ جاتا اگر ملتا رخِ روشن پر
پائے نازِ شہِ خوباں کا غسالہ سورج

کیا مقدر ہے جھکا کر سرِ طلعت ہر دن
چوم لیتا ہے ادب سے درِ والا سورج

ان کے عشّاق کی فہرست میں کچھ نام ہیں یہ
ابر، برسات، ہوا، بحر، ہمالہ، سورج

مجھ کو بھی جلوۂ طیبہ سے منور کر دے
تابشِ خاک، ضیاؤں سے اٹھالا! سورج!

وقت کے ساتھ ستارے بھی تو لوٹے ہوں گے
تیری رجعت کا ہے اعجاز، نرالا، سورج!

وہ تو روشن ہیں مگر اس کو کہیں گے اندھا
جس کی آنکھوں کو نظر آتا ہے کالا، سورج

ہر کرن حرفِ ثنائے رخِ تاباں، سیفی!
ان کی مدحت کا سراپا ہے مقالہ سورج

ردیف ”چ“

لے! دواتِ نور، سورج سے، خطِ تنویر کھینچ
کلکِ فن! ان کے تبسم کی حسیں تصویر کھینچ

چرخِ یادِ گیسوئے ”واللیل“ سے تارے اتار!
منظرِ ظلمت کشائے شامِ عالمگیر کھینچ

لوحِ دل، تابندہ ہوگا جلوۂ رخسار سے
اُس پہ رمزِ والضحیٰ کا نقشۂ تفسیر کھینچ

نور کے تیروں سے مٹ جائے دلِ منکر کی فوج
سوئے ظلمت یوں کمانِ طلعتِ تقریر کھینچ

ان کی آغوشِ اطاعت میں مثالِ طفل رہ!
اے لبِ کردار! شیرِ سینۂ تذکیر کھینچ

اے مشامِ دل! معطر ہو! فضائے نعت ہے
موجِ بادِ حرف میں آ! معنیِ تعطیر کھینچ

تیری بے تابی میں تابِ زندگی کا راز ہے
دردِ فرقت میں ہے مخفی وصل کی اکسیر کھینچ

راہِ طیبہ میں نہ حائل ہوں ہمومِ روزگار
ان کی جانب عزم و استقلال کی شمشیر کھینچ

دشمنِ دیں سے کہو! پھر دیکھنا ان کی طرف
پہلے اپنی چشمِ دل سے بغض کا شہتیر کھینچ

ٹوٹ جائیں گے سبھی غفلت کے بندھن پائے شوق!
دستِ اخلاص و یقیں سے پاؤں کی زنجیر کھینچ

مست و بےخود پر اٹھائے جاتے ہیں سیفی حجاب
ان کی الفت کے شجر سے بادۂ تطہیر کھینچ

۷ر شوال المکرم ۱۴۴۳ھ

8/5/2022

ردیف ”چ“

احاطہ کر نہیں سکتی کوئی زباں سچ مچ
کہ اُن کا حسن ہے اک بحرِ بیکراں سچ مچ

طلوعِ نیّرِ لولاک سے ہے صبحِ وجود
مٹی عدم کی سیہ شامِ بے نشاں سچ مچ

وہ نورِ ذات ہے آئینۂ جمالِ ازل
اسی کی ضو ہے مہ و مہر و کہکشاں سچ مچ

وہ گل ہے خامۂ قدرت کا اولیں شہکار
وہ ہے بہارِ چمن زارِ کُن فکاں سچ مچ

لطیف تر ہے عجب، جسمِ عنصری اُن کا
شبِ دنیٰ، وہ گئے سوئے لامکاں سچ مچ

انہوں نے دیکھا ہے حُسنِ خدا کو آنکھوں سے
نہیں ہے اُن سے بڑا کوئی رازداں سچ مچ

کیا ہے تشنہ لبوں کو یوں بارہا سیراب
وہ انگلیوں سے بہاتے ہیں ندیاں سچ مچ

کسی نے دیکھا اگر خواب میں اُنھیں سیفی
انھیں کو دیکھا رَاٰی الحَق ہے بے گماں سچ مچ

۱۱ر ۳ر ۲۰۲۰ء بروز بدھ

ردیف ''چ''

تمام انبیا میں ستاروں کے بیچ
وہ ہیں چاند جیسے ستاروں کے بیچ

وہ ایسے ہیں سب گل عذاروں کے بیچ
کوئی پھول ہو جیسے خاروں کے بیچ

نہیں یہ نظارہ نظاروں کے بیچ
ہے بے سایہ تن سایہ داروں کے بیچ

جو سینچا گیا نہرِ ایمان سے ہے
وہ گلشن سدا ہے بہاروں کے بیچ

زباں پر ہے جس کے درود و سلام
وہ رحمت کے ہے آبشاروں کے بیچ

کسِ بے کساں ہیں قیامت کے دن
انھیں ڈھونڈیے بے سہاروں کے بیچ

گیا وقت لوٹے ، قضا ہو ادا
زمانہ ہے ان کے اشاروں کے بیچ

مصیبت میں وہ یاد آ ہی گئے
قرار آ گیا بے قراروں کے بیچ

عطا سائلوں پر ہے یوں موجزن
سمندر ہو جیسے کناروں کے بیچ

فدا شمع رخ پر ہیں پروانہ وار
احد میں ہے وہ جانثاروں کے بیچ

جدا ہو نہیں سکتے ہرگز کبھی
محبت ہے وہ چار یاروں کے بیچ

غلامِ محمد ہے سیفی مگر
نمایاں ہے وہ تاجداروں کے بیچ

ردیف ''چ''

ہیچ ہے دھوپ ، چاندنی ہے ہیچ
پیشِ رخ سب کی روشنی ہے ہیچ

مشک و عنبر ہیں ہیچ ، پیشِ عَرَق
نکہتِ گل کی دلکشی ہے ہیچ

مسکراہٹ پہ ہیں فدا انجم
ہر کلی کی شگفتگی ہے ہیچ

حسنِ دندانِ شاہ کے آگے
اِن ستاروں کی دلبری ہے ہیچ

اُن کے آگے کسے ہے تابِ سخن
اہلِ فن کی سخنوری ہے ہیچ

کیا ہی دلکش ہیں سنّتیں اُن کی
کہکشاں تیرا حسن بھی ہے ہیچ

پیشِ نعلینِ مصطفٰے ، سیفی!
تاج و تختِ سکندری ہے ہیچ

جون۲۰۱۹ء

ردیف ''ح''

حکمتِ جہانِ کُل،قطرۂ اَلَم نَشرَح — علم کا سمندر ہے سینۂ اَلَم نَشرَح
اُن کے شہرِ دانش میں اک گلی ہے یہ عالم — کس قدر ہے!رب جانے،رقبۂ اَلَم نَشرَح
نعرۂ بلیٰ کی تھی گونج ، باغِ ایماں میں — اُن پہ جب ہوا نازل،کلمۂ اَلَم نَشرَح
کتنے رازِ سربستہ کھولے حرفِ یُوحیٰ نے — دل فروز ہے اب تک جلوۂ اَلَم نَشرَح
اُن سے کیا رہے مخفی ،حشر تک کوئی ذرہ — رب نے ان کو بخشا ہے دیدۂ اَلَم نَشرَح
مِل گیا زمانے کو ایک گلشنِ معنیٰ — جب کِھلا لبِ شہ پر غنچۂ اَلَم نَشرَح
شرح کی حقیقت کو اہلِ عقل کیا جانیں! — کب خرد سے کھلتا ہے!عقدۂ اَلَم نَشرَح
اک جہانِ غیب اس پر آشکار ہوتا ہے — جس کو وہ پلاتے ہیں جرعۂ اَلَم نَشرَح
نورِ کنزِ مخفی کی تابِ ضبط کیا کہیے ! — مرکزِ تجلّی ہے شیشۂ اَلَم نَشرَح
شمعِ دل سے روشن ہیں سلسلے،حقیقت کے — نورِ معرفت بھی ہے،لمعۂ اَلَم نَشرَح
علم وفن کے میداں میں روز ہے ترقی پر — ملتا ہے زمانے کو صدقۂ اَلَم نَشرَح
لاکھ تنگیِ غم ہو شرحِ صدر ہو جائے — نسخۂ شفائے دل ،سورۂ اَلَم نَشرَح
عُسر کی خزاؤں میں کیوں نہ ہو طرب انگیز — یُسر کی بہاریں ہیں مژدۂ اَلَم نَشرَح

تشنہ لب ہے سیفی بھی ، ساقیِ مئے عرفاں !
ہو عطا اسے بھی کچھ بادۂ اَلَم نَشرَح

2021/2/8



ردیف ''ح''

فرازِ چرخ کا صفحہ حضور کا مداح — ہے حرف حرف ستارہ حضور کا مداح
نہ کیوں ہو سارا زمانہ،حضور کا مداح — ہے جب خدائے یگانہ،حضور کا مداح
فدا ہیں اہلِ چمن اُن کے عارض ولب پر — شگفتہ گل ہو کہ غنچہ حضور کا مداح
نثارِ غمزۂ انگشت ہے حسیں پیکر — جمالِ ماہِ دوہفتہ ، حضور کا مداح
درِ حرم سے دمِ صبح ، وہ نمودِ رخ — طلوعِ مہر کا لمحہ، حضور کا مداح
ہر ایک قطرۂ بخشش میں ہے ندی آباد — کمال وسعتِ دریا ،حضور کا مداح
تصدقِ لبِ لعلیں جو سرخرو ہے یہ — شفق کا حسنِ نظارہ ،حضور کا مداح
ہمیشہ باغِ جہاں پر ہے بارشِ رحمت — ہرا بھرا یہ حدیقہ ، حضور کا مداح
نہ پوچھیے !شبِ اسریٰ، بلند پروازی — عروجِ طائرِ سدرہ ، حضور کا مداح
سجی ہے بزمِ سخن ، اہلِ فن ہیں باراتی — حریمِ نطق کا دولہا ،حضور کا مداح
کوئی زباں نہیں جس میں نہ ہو ثنا اُن کی — ہر ایک حرف، ہجا کا،حضور کا مداح
دلوں کو ملتی ہے شادابیٔ سخن جس سے — نکالتا ہے وہ چشمہ ،حضور کا مداح
گدائے در نے کبھی "لا" نہیں سنی اُن سے — ہر اک حضور کا منگتا،حضور کا مداح

چراغِ عشق ہے دیتا ہے دہر کو سیفی !
لہو جلا کے اجالا ، حضور کا مداح

۱۰ رجب المرجب ۱۴۴۲ھ۔23/2/2021



ردیف ''ح''

نہ کوئی ان کی طرح ہے نہ وہ کسی کی طرح
حسین کوئی نہیں ہے میرے نبی کی طرح

کرن بکھیر دیں جس پر وہ مسکراہٹ کی
چمکتا ہے وہ زمانے میں روشنی کی طرح

جوان کے شہر میں مرتا ہے خوش نصیب ہے وہ
وہاں کی موت بھی ہوتی ہے زندگی کی طرح

فدا ہے ان کے نشانِ قدم پہ جنت بھی
کوئی دکھا دے گلی آپ کی گلی کی طرح

جھکے ہیں شاہ بھی پائے غلام آقا پر
ہے ان کے در کی گدائی بھی سروری کی طرح

غمِ نبی میں نہیں خار کی چبھن سیفی
ہے بے کلی بھی مہکتی ہوئی کلی کی طرح

ردیف ''ح''

اثمارِ بے بہا لیے ناز و نعَم کی شاخ
ہر سو ہے باغِ دہر میں ان کے کرم کی شاخ

لہرا رہا ہے پرچمِ ذِکرَک، ورائے عرش
تا لامکاں ہے ان کی ثنا کے عَلَم کی شاخ

پوری نہ ہو اگرچہ سمندر، دوات ہوں
بن جائے ہر شجر پئے مدحت قلم کی شاخ

لولاک، یعنی جانِ بہارِ چمن ہیں وہ
ان کے لیے عیاں ہے وجود و عدم کی شاخ

اللہ رے! قدِ شہِ خوباں کی دلکشی
حیرت زدہ ہے قامتِ سروِ ارم کی شاخ

ان کے درختِ حسنِ بیاں پر نثار ہے
نطقِ عرب کی ہو کہ زبانِ عجم کی شاخ

ایسی ہوائے عدل چلائی سماج میں
ٹوٹی ہر ایک رسم و رواجِ ستم کی شاخ

میدانِ کارزار میں ٹہنی جو کی عطا
تلوار بنکے دستِ صحابی میں چمکی شاخ

دشتِ امید میں رہے کب تک یہ عندلیب
مل جائے آشیانے کو باغِ حرم کی شاخ

سیفی! بہارِ یاد سے مہکا مشامِ دل
شاخِ گلِ نشاط بنی، خارِ غم کی شاخ

۱۵ رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ

17/4/2022

ردیف ''خ''

مہر و مہ و نجوم ہیں جلوہ نمائے رخ
کس کس ادا سے پھیلی جہاں میں ضیائے رخ

دنیا نے دیکھا معجزۂ حسنِ یوسفی
یوسف مگر ہوئے شبِ اسرا، فدائے رخ

کہتے ہیں ہے بلیغ، کنایہ صریح سے
کیا خوب والضحیٰ سے ہوئی ہے ثنائے رخ

ڈھونڈا ہے کائنات میں تم سا نہیں کوئی
سدرہ کے خوشنوا بھی ہیں نغمہ سرائے رخ

حسرت ہے، آرزو ہے، تمنا ہے، التجا
یارب! شرابِ دید کسی دن پلائے رخ

حوروں نے پہلی بار جو دیکھا تھا آپ کو
آئی صدا، ۔زبانِ تعجب سے ہائے رخ

کیا کوئی پوچھے ان کی گزرگاہ کا پتہ
گزرے کہاں سے راہ کی خوشبو بتائے رخ

قرآن میں ہے شانِ فترضیٰ کا تذکرہ
لے جائے گی بہشت میں ہم کو رضائے رخ

سیفی جمال یار پہ ہے پردۂ جمال
ورنہ ہے کیا مجال کوئی دیکھ پائے رخ

ردیف ''د''

"وَالضحیٰ وَاللّیل" کا اسلوب ولہجہ منفرد
تذکرہ ہے عارض و گیسوئے شہ کا منفرد

وسعتِ آفاقِ دل میں یہ رہے گی تا ابد
اُن کے مہرِ رخ کی ہے صبحِ دل آرا، منفرد

طائرِ سدرہ کی آنکھوں کا یہی ہے فیصلہ
کائناتِ حسن میں ہے اُن کا جلوہ ، منفرد

آسماں کی انجمن میں بھی نہیں کوئی جواب
خلقِ شہ کی کہکشاں کا ہر ستارہ، منفرد

رات رانی بھی فدا ہے جس گُلِ ضوبار پر
اُن کے لبہائے تبسّم کا وہ غنچہ ، منفرد

سینۂ سنگِ گراں پر چھوڑ جاتا ہے نشاں
نقشِ پا ہے منفرد، اُن کا ہے تلوا ،منفرد

ہے نگاہِ عشق میں تاجِ سرِ ماہ ونجوم
جس نے پیزارِ نبی چوما وہ ذرہ ،منفرد

آپ نے فرمادیا" اِنِّی اَریٰ مَالَاتَرَون"
صاحبِ مَا زَاغ کی ہیں چشمِ بینا ،منفرد

دامنِ شب جگمگایا ، گمشدہ سوئی ملی
اُن کی دلکش مسکراہٹ کا اجالا ، منفرد

روزِ محشر جس کی خوشبو ہے بہارِ جاں فزا
اُن کے ماتھے وہ شفاعت کا ہے سہرا،منفرد

نعت کے گلشن میں سیفی ہے مدینہ کی بہار
سارے اصنافِ سخن میں یہ حدیقہ ، منفرد

۲۰۲۰/۲/۷ء بروز جمعہ

ردیف ''د''



جمالِ سحر ، فیضِ روئے محمد
بہارِ چمن ، عکسِ بوئے محمد

فدا جن کی طلعت پہ ہے کہکشاں بھی
وہ تارے ہیں ، ذراتِ کوئے محمد

حریمِ ''دنیٰ'' تک ہے کس کی رسائی
زہے عزت و آبروئے محمد

مشامِ جہاں ہو رہا ہے معطر
مہکتا ہے کیا مشکِ خوئے محمد

شگفتہ رہے زندگی کے چمن میں
مرا ہر گل آرزوئے محمد

لگے ساحلِ دید سے یا الٰہی
مری کشتیِ جستجوئے محمد

کوئی کر سکے بال بیکا نہ اُس کا
ہو سایہ فگن جس پہ موئے محمد

یداللہ جس کا ہے دستِ تصرف
کلامِ خدا ، گفتگوئے محمد

کفِ دست سے نہر جو بہہ رہی تھی
ہے زمزم سے اعلیٰ وہ جوئے محمد

زیارت کی برکت ، شفاعت کا مژدہ
خوشا وہ سفر جو ہو سوئے محمد

وہ صدر شکِ تسنیم و کوثر ہے سیفی
پیا جس نے آبِ وضوئے محمد

اگست ۲۰۰۷ء

ردیف ''د''



اے حسنِ جلوہ پوش تجھے دیکھنے کے بعد
حیرت میں گم ہے ہوش تجھے دیکھنے کے بعد

تعبیر و گفتگو پہ جنہیں ناز تھا مگر
وہ بھی ہیں سب خموش تجھے دیکھنے کے بعد

دیتے ہیں جان ، خلد کے بدلے کہ دید ہو
ہیں لوگ سرفروش تجھے دیکھنے کے بعد

قربان ہونے کرتے ہیں سبقت بروز عید
اونٹوں کو آیا جوش تجھے دیکھنے کے بعد

آیا ہے جس پہ تیری مے دید کا نشہ
کیوں ہو وہ بادہ نوش تجھے دیکھنے کے بعد

سیفی تیری نوا کے لیے تھی ہما ہمیں
محفل سراپا گوش تجھے دیکھنے کے بعد

ردیف ''د''



گرمیِ وصلِ قدم سے ہے پگھل کر ، آباد
اُن کے جو نقشِ کفِ پا سے ہے پتھر ، آباد

عندلیبانِ چمن گاتے ہیں اُن کا نغمہ
اُن کی خوشبو سے ہیں اوراقِ گلِ تر ، آباد

کہکشاں اُن کے تبسم کی ہے خیرات اگر
جلوۂ رخ سے ہیں مہر و مہ و اختر ، آباد

ابرِ نیساں میں ہیں کس گیسوئے ترکی بوندیں
ہوتے ہیں سیپ کے دامن میں جو گوہر ، آباد

کوئی اندازہ نہیں ، ملکِ سخن کا اُن کے
شہرِ حکمت ہے ہر اک لفظ کے اندر ، آباد

ساری مخلوق پیے ، ختم نہ ہوگا پانی
دستِ اعجاز میں ہے ایک سمندر ، آباد

" وَرَفَعنا لَکَ ذِکرَک" کا ہے جلوہ یہ بھی
اُن کی توصیف میں دفتر کے ہیں دفتر ، آباد

کیا کسی بنتِ عِنَب سے مجھے مطلب ، سیفی
ہے مے عشقِ نبی سے مرا ساغر ، آباد

۴ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ شب شنبہ ۔ 20/2/2020

ردیف ”ذ“



والضحیٰ کا ذکر ہو، یا عارضِ رحمت کی یاد
مطلعِ نورِ سحر ہے یہ شبِ فرقت کی یاد

کھلتے ہیں چرخِ سخن پر جب ستارے نعت کے
چاندنی دیتی ہے دل کو اُس مہِ طلعت کی یاد

اُن کی مرضی تھی کہ سورج لوٹ آیا ڈوب کر
کرتی ہے دنیا کو حیراں آج بھی رجعت کی یاد

اُن کے اعجازِ تکلم پر فصاحت ہے فدا
قبلۂ ذوقِ سخن ہے، کعبۂ ندرت کی یاد

تشنۂ دیدار کو پھر جلوۂ رخ ہو نصیب
کرتی ہے چشمِ تمنا، دید کے شربت کی یاد

مصطفی کی پیروی ، رازِ حیاتِ جاوداں
ہر دلِ کردار میں زندہ رہے سنت کی یاد

بدر میں کثرت، شکست و ریخت سے دوچار تھی
اک توکّل کا سبق ہے غلبۂ قلت کی یاد

اُس شہِ خوباں کی خوشبوئے عرق کا فیض ہے
آتی ہے سیفی ! گلابوں سے اُسی نکہت کی یاد

26/9/2020



ردیف ”ذ“

[صنعتِ مستزاد]

تو صاحبِ لولاک ہے ، تو قبلۂ مقصود اے حامد و محمود
ہر سو ترے جلوے ہیں تو ہے جلوۂ معبود اے حامد و محمود

ہے نور ترا ، خامۂ کُن کا خطِ آغاز ، شہکارِ جہاں ساز
تو آئنۂ حسنِ ازل ، مظہرِ مسجود اے حامد و محمود

خوشبو سے تری، گلشنِ ایماں ہے معطر ،فردوس، مُعنبر
شیدا ہیں پسینے کے ترے مشک و گل و عود اے حامد و محمود

نسبت ہے تری ، مطلعِ انوارِ ہدایت ، مینارِ سعادت
کر دیتی ہے اک ذرے کو وہ کوکبِ مسعود اے حامد و محمود

وابستہ ترے در سے ہے مومن کی ہر اک شان ،اے مایۂ ایمان
جب تک تری الفت نہ ہو اعمال ہیں بے سود اے حامد و محمود

تو سارے جہانوں کے لیے رحمتِ باری ، کیا فیض ہے جاری
تو آج بھی زندہ بہ تن و جان ہے موجود اے حامد و محمود

ہے تیرا ترفُّع ، حدِ تمثیل سے آگے ، تخئیل سے آگے
کیا پہنچے خرد ! دائرۂ فکر ہے محدود اے حامد و محمود

اللہ رے ! وہ دولتِ بیدارِ زیارت ، مازاغ بصارت
عینی ہے شہادت تری ، تو زائر مشہود اے حامد و محمود

اک تیرا ہی میخامہ ، جہاں میں ہے نرالا ، ہر قطرہ ، اجالا
آنکھوں سے پلاتے ہیں یہاں جام ہے مفقود اے حامد و محمود

جاتا نہیں کوئی ، تہی دامن ، ترے در سے ، بھرتا ہے گہر سے
ہے جوش پہ ہر دم ترا بحرِ کرم وجود اے حامد و محمود

جس پر ہیں ترے نقشِ قدم ، راہِ خدا ہے ، جنت کا پتہ ہے
ہیں اس کے سوا سابقہ سب راستے مسدود اے حامد و محمود

محشر میں جہاں سب کو فقط اپنی پڑی ہو جب دھوپ کڑی ہو
سیفی پہ ترا ظلِ عنایت رہے ممدود اے حامد و محمود

۲۹ر صفر المظفر ۱۴۴۳ھ

7/10/2021

ردیف ’’ ڈ ‘‘



کلیوں کے تبسم میں لبِ شہ کی ادا ڈھونڈ — پھولوں کے ہے کاسے میں پسینے کی عطا ڈھونڈ
اُن کے خطِ ناخن کو مہِ نو سے کبھی پوچھ — تاروں میں ثنائے دُرِ دنداں کی ضیا ڈھونڈ
دیتی ہے شبِ غم کو مسرّت کا اجالا — جو غمزۂ "واللیل" میں ہے زلفِ دوتا ڈھونڈ
جس خِطّۂ اعمال میں ہو جلوۂ سیرت — کردار کی بستی میں وہ تابندہ فضا ڈھونڈ
سانسوں میں کھلیں تذکرۂ شاہ کے غنچے — خوشبوئے حرم جس میں ہو وہ تازہ ہوا ڈھونڈ
بیمارِ جہاں ! لے کے چراغِ رخِ توبہ — آ ! خاکِ درِ یار میں اعجازِ شفا ڈھونڈ
کرنی ہے حنابندیٔ بانوئے محبت — اخلاص کے گلزار میں آ ! برگِ وفا ڈھونڈ

سیفی ! ہو فدا ، خنجرِ اَبروئے نبی پر
صحرائے فنا میں ہے کہیں باغِ بقا ڈھونڈ

۱۷/۳/۲۰۲۱ء بروز بدھ



ردیف ''ڈ''

جن کو تھا اپنی فصاحت کا گھمنڈ — اُن کو سن کر بہہ گیا سارا گھمنڈ
اُن کا تلوہ چوم کر تابندہ ہے — پیشِ ذرہ کیا کرے تارا گھمنڈ
آشکارا جب ہوا اُن کا جمال — حسن کے مغرور کا ٹوٹا گھمنڈ
سنگریزوں نے پڑھا کلمہ مگر — دے گیا بوجہل کو دھوکا گھمنڈ

علم و فن کا ہے نہ سیفی ! زہد کا
ہم کو ہے بس انکی نسبت کا گھمنڈ

ردیف ''ذ''

ہوا سرچشمۂ لمعانِ روئے والضحیٰ کاغذ — ثنائے مصحفِ رخ سے ہے صبحِ جاں فزا کاغذ
مہ و مہر و نجوم و کہکشاں، حرفِ ثنا ٹھہرے — ہے تا حدِّ نظر یہ آسماں اک نعت کا کاغذ
شعاعیں منعکس ہو کر اتر جاتی ہیں سینے میں — ہوا کس کے جمالِ ضوفشاں کا آئینہ کاغذ
کوئی صحرائے ریگستان تھا جیسے زمانے میں — بَنا گلہائے ذکرِ شہ سے باغِ خوش نما کاغذ
سیاہی کو ہوئی جب کاکلِ واللیل سے نسبت — مثالِ مشک، خط مہکا، معطر ہو گیا کاغذ

مسیحِ دو جہاں کا تذکرہ مرقوم ہے سیفی !
برائے دردِ منداں، ہے دوائے لے بہا کاغذ

2022

ردیف ''ز''

جو سدا ساتھ رہے فتح و ظفر کا تعویذ — ایک ایسا ہو عطا فیضِ نظر کا تعویذ
شاملِ زمرۂ لاخوف رہوں لکھ دیجے — خامۂ لطف سے اک دفعِ خطر کا تعویذ
خانۂ دل میں رہے آپ کا اک نقشِ قدم — جو بنے حفظ و اماں کے لیے گھر کا تعویذ
ہو کے مَس دم میں عطا کرتا ہے یہ نور و شفا — ان کا ہے آبِ دہن، چشم و بصَر کا تعویذ

نقشِ نامِ شہِ خوباں سے ہے برکت سیفی
حیطۂ دل سے نہ باہر کبھی سر کا تعویذ

ردیف ''ر''

گل، مشکِ ختن، عود کے اشجار، معطر — خوشبو سے تری، عطر کا سنسار، معطر
کس اوج پہ تابندہ ہیں نکہت کے ستارے — قطرے جو عرق کے ہیں ضیابار، معطر
ہر پھول میں آباد ہے اک گلشنِ معنیٰ — اعجاز کی خوشبو سے ہے گفتار، معطر
اے گیسوئے واللیل ! ذرا بھیج ! اِدھر بھی — اک موجۂ رحمت کہ ہوں افکار، معطر
کھل جائیں مری حسرتِ دیدار کی کلیاں — اے جانِ بہاراں ! ہو یہ گلزار، معطر
اس گل کی ثنا گوئی کا فیضان ہے یہ بھی — ہے بلبلِ الفاظ کی منقار، معطر
جب عشق کا لوبان سلگتا ہے سخن میں — مہکاتے ہیں دل، نعت کے اشعار معطر
گلہائے سنن کھلتے ہیں جس باغِ عمل میں — ہے دھر میں وہ گلشنِ کردار، معطر
اُس جانِ چمن زار کی الفت میں ڈھلے جو — انکار، معطر ہے وہ اقرار، معطر

پیزارِ نبی کا بھی اگر ذکر ہو سیفی !
کر ! مشکِ ادب سے لبِ اظہار، معطر

ردیف ”ر“

کیوں روئے ہجر سے دلِ بیزار، زار زار
آتے ہیں وہ خیال میں ضوبار، بار بار

حیرت زدہ ہیں معجزۂ نطق پر فصیح
ہے نخوتِ بلیغ کی دستار، تار تار

یہ بھی کُھلا ہے واقعۂ غارِ ثور سے
ہوتا ہے ان کے عشق میں بیمار، مار مار

ہر بار چاہا کفر نے جنگ ان سے جیت لے
پر تھا نصیب میں خطِ اظہار، ہار ہار

یاری تو ان کے چاہنے والوں سے ہے ہمیں
زیبا نہیں کہیں پئے اغیار، یار یار

ان کا کرم اگر ہو تو ملتے ہیں گل ہی گل
رکھتی ہے گرچہ وادیِ پُرخار، خار، خار

کھلتے ہیں پھول جلوۂ جاناں لیے ہوئے
روتا ہے جب خزاں پہ چمن زار، زار زار

اک شاخِ چوب رن میں جسے وہ عطا کریں
کرتی ہے بن کے آہنی تلوار، وار وار

بحرِ سخن میں نعت کے درِّ یتیم ڈھونڈ
ان پر متاعِ گوہرِ شہوار، وار وار

پشتِ جمل پہ آتا ہے سنت کا جو مزا
ہے اُس کے آگے بولنا بے کار، کار کار

ہیں سرفراز، نعمتِ ایماں کے شہدنوش
جو زہرِ کفر کے ہیں قدَح خوار، خوار خوار

جنت کی ہے طلب تو اُنہیں دل سے مان لے
ورنہ تیرے لیے ہے سدا نار نار نار

سیفی جو پڑتی ہے دلِ باطل پہ ضربِ حق
کرتی ہے اُس میں شدّتِ یلغار، غار غار

2019

ردیف ”ر“

فریب خوردۂ گُل ہوں، نہ میں کلی کا اسیر
ہوں عندلیب مگر خوشبوئے نبی کا اسیر

اسی لیے تو ہے پروازِ دل، فلک سے پرے
کہ یہ پرندہ ہے باغِ پیمبری کا اسیر

اسیرِ گیسوئے جاناں، حیات ہے جس کی
سدا وہ بندۂ مومن ہے زندگی کا اسیر

جو چاہتا ہے غم وخوف سے رہائی وہ
نکل کے دامِ خودی سے ہو بے خودی کا اسیر

نثار اُس پہ ہے آزادیِ بہشتِ بریں
زہے نصیب! جو ہے اُن کی پیروی کا اسیر

تجلّی شہِ خوباں ہو جس کی آنکھوں میں
وہ شخص ہو نہیں سکتا کسی پری کا اسیر

وہی تو سارے جہانوں کے ماہِ رحمت ہیں
ہے نورِ مہر بھی ان کی ہی چاندنی کا اسیر

نگاہِ صاحبِ مازاغ سے ہوں مستِ الست
رہینِ ساغر وخُم ہوں نہ میکشی کا اسیر

بہت وسیع ہے علمِ جہاں مگر سیفی!
یہ قطرہ بھی ہے اُسی بحرِ آگہی کا اسیر

۹ رشعبان المعظم ۱۴۴۲ھ

23/3/2021

ردیف ”ر“

دل کو آئینہ بنا، ان سے شناسائی کر
دیدۂ شوقِ تجلّی کو تماشائی کر

حسنِ فطرت سے ہٹا سارے اَنا کے پردے
جلوۂ ذات میں گُم ، کارِ خود آرائی کر

رِجسِ عصیاں سے نکل ! بہرِ نمازِ دیدار
آبِ تقویٰ سے وضو اے دلِ شیدائی کر

اتباعِ شہِ خوباں کے ترانے چھوٹیں
سازِ کردار کو وہ عشق کی شہنائی کر

تو نے بیچا ہے انہیں اپنا متاعِ ہستی
یہ امانت ہے خیانت نہ اے سودائی کر

اہلِ ایمان کو اکسیرِ شفا ہے قرآں
تو مسلماں ہے تو خود اپنی مسیحائی کر

ہر تمنا تری ہو جائے گی پوری لیکن
دل کو اُس جانِ تمنا کا تمنائی کر

سفرِ وصل کو آسان بنا دے یارب !
ہجر کا کوہِ گراں سامنے ہے رائی کر

جوہرِ ذات میں ہو نورِ ولایت ، سیفی !
درِّ ہستی کو نثارِ درِ مولائی کر

١رذی الحجہ ١٤٤٥ھ

7/9/2024



ردیف ”ر“

ہر خط سے ورا، حیطۂ تقریر سے باہر
وہ حسنِ شہِ دیں ہے کہ تعبیر سے باہر

یہ نقشِ دل آویز جہاں کس کی ضیا ہے
دیکھے ذرا ہو کر کوئی تصویر سے باہر

نورِ مہِ لولاک کی ہر سو ہے تجلّی
سورج بھی نہیں مطلعِ تنویر سے باہر

وہ لوٹ گئی ان کی مسیحائی سے روشن
جو آنکھ، قتادہ کی ہوئی تیر سے باہر

حرفِ لبِ یوحیٰ پہ فدا اہلِ فصاحت
کوئی نہیں اعجاز کی تاثیر سے باہر

تعظیم بھی ان کی ہے سدا مایۂ ایماں
ایمان سے باہر ہے جو توقیر سے باہر

غوّاصی قرآن جو کرتے ہیں پئے نعت
لاتے ہیں گہر ،قلزمِ تفسیر سے باہر

ہوتا ہے عیاں معجزۂ شقِّ قمر سے
افلاک نہیں غمزۂ تسخیر سے باہر

دنیا میں جسے ان کی اطاعت کا ہے اعزاز
عُقبیٰ میں ہے وہ خطرۂ تحقیر سے باہر

سیفی ! ہو جسے اس دمِ ابرو کا اشارہ
ہوتا ہے غمِ دہر کی زنجیر سے باہر

12/1/2024



ردیف ”ر“

دونوں ہیں فدا، دلکشی حرفِ رقم پر
چڑھتا ہے عجب رنگِ ثنا، لوح وقلم پر

کُھلتے ہیں نئے زمزمۂ نعت کے اسرار
پھیلاتا ہے جب طائرِ احساسِ نَعَم ”پر“

کیا نورِ ہدایت ہے کہ حیراں ہے فلک بھی
قربان، ستارے ہیں، ترے نقشِ قدم پر

ہر سال نہ حج، فرض ہوا، تیرا کرم ہے
یہ بات بھی موقوف تھی ”لَو قُلتُ نَعَم“ پر

تھا راز کہ لیں بوسۂ الفت سے ترا نام
بنیادِ ادا رکھی گئی میم کے ”ضَم“ پر

ہوتا نہیں، بے ہوش، تجھے دیکھنے والا
پردے جو ہزاروں ہیں، ترے حسن اتم پر

پہنے گی کبھی پیرہنِ حرفِ ادا وہ
جو نعت ابھی قرض ہے قرطاس وقلم پر

کیوں گوہرِ مقصود سے محروم ہو کوئی
تیرا یمِ رحمت ہے سدا جوشِ کرم پر

سیفی کی دعا ہے کہ نہ جھلسائے کڑی دھوپ
ہو سایہ فگن ابرِ ثنا، حشر میں ہم پر

۸ر جمادی الاول ۱۴۴۵ھ

22/11/2023



ردیف ”ر“

ساتھ لا اُن کی یادیں، رُلا! رات بھر
میرا دامن ستاروں سے آ! رات! بھر

زلفِ "وَاللَّیل" کی تھیں ضیا باریاں
آسماں مسکراتا رہا رات بھر

لے کے سورج سے تابندگی چاند تھا
محوِ شرحِ رخِ "وَ الضحیٰ" رات بھر

اُن کے حسنِ تبسم کی پھیلی ضیا
بزمِ انجم میں تھا تذکرہ رات بھر

رات بھر خوشبوئے شہ مہکتی رہی
رات رانی تھی محوِ ثنا رات بھر

فجر تک اُن کی بزمِ محبت چلی
خوب برسی کرم کی گھٹا رات بھر

اُن کی آمد پہ تھا فرش سے عرش تک
اک عجب، نور کا سلسلہ رات بھر

سال بھر کے گنہ اُس کے بخشے گئے
جو شبِ قدر، طاعت میں تھا رات بھر

جاگ جاؤ! ابھی زندگی کا ہے دن
حشر تک پھر ہے سونا سدا رات بھر

شامِ برزخ، وہ جلوہ دکھا کر گئے
حجرۂ خاک، روشن رہا رات بھر

دن بھر اُن کی ثنا، شُغلِ سیفی رہے
خواب میں وہ رہیں رُو نما رات بھر

۲ر جمادی الاول ۱۴۴۱ھ

27/1/2020



ردیف ”ر“

سرِ اشارۂ انگشت ہے قمر چڑھ کر
کہ نازِ حسن اٹھاتا ہے یوں اتر چڑھ کر

کہیں سے آئے نظر اُن کا جلوۂ تاباں
کہ جھانکتے ہیں ستارے ادھر ادھر چڑھ کر

سخنورانِ عرب کا سرِ نیاز ہے خم
فصاحت ان کی سدا بولتی ہے سر چڑھ کر

نہ کیوں ہو خوبیِ سیرت کا معترف ، عالم
اتر گیا ہے دلوں میں حسیں اثر چڑھ کر

جو ان کے نقشِ قدم پر چلا زمانے میں
گیا وہ تا بہ ارم ، زینۂ ظفر چڑھ کر

ہے کوہِ ہجر کے اُس پار ان کا شہرِ وصال
بڑھا قدم! مرے ذوقِ یقیں اتر! چڑھ کر

رضا تھی ان کی گیا وقت ، عصر کا ، لوٹا
کہ شمس الٹے قدم آیا حکم پر ، چڑھ کر

ہمیشہ کفر کے دل میں یہی رہا کھٹکا
کہ آ نہ جائیں کہیں سینے پر عمر چڑھ کر

شہادتِ رہِ حق کی دلیلِ روشن ہے
تلاوتِ سرِ شبیر ، نیزہ پر چڑھ کر

تھی سیرِ صاحبِ مازاغ کیا شبِ اسریٰ
مہِ دَنیٰ پہ گئے بامِ عرش پر چڑھ کر

درختِ عشق کی ہیں اونچی شاخ پر سیفی
جو چاہے توڑ لے ! دیدار کے ثمر چڑھ کر

۱/۱/۲۰۲۳ء ممبئی، انڈیا

ردیف ”ر“

آفاقِ عرب، نور ہے ، دنیائے عجم ، نور
ظلمت کدۂ دہر میں ہے اُن کا قدم، نور

رخ نور، جبیں نور، زباں نور، شکم نور
وہ ایسے بشر ہیں کہ ہیں سر تا بقدم نور

کیا سایہ، نظر آئے کہیں دھوپ میں ان کا
ہر سو ہے قدم بوسیِ شہ کے لئے خَم ، نور

سورج ہیں مگر نور کا اقبال ہے ہر دم
مہتاب کے جیسے کبھی ہوتا نہیں کم نور

وہ وحیٔ الٰہی کے سوا کچھ نہیں کہتے
لیتے ہیں احادیث سے قرآن کا ہم ، نور

کیا شان ہے ! محبوبیتِ خیرِ بشر کی
اُن کے بَلَدِ اَمن کی کھاتا ہے قسم ، نور

وہ سارے جہاں کے لیے ہیں پیکرِ رحمت
رہتا ہے سدا خلق پہ مائل بہ کرم ، نور

اُس نور کی مدحت کا یہ تابندہ اثر ہے
کاغذ پہ گہر باریِ امواجِ قلم ، نور

دوری کے اندھیروں کو مٹا دیتا ہے دل سے
بنتا ہے تپِ عشق سے جب ہجر کا غم ، نور

واللیل کی تفسیر کا ہوتا ہے نظارہ
جب ملتا ہے اُن عارض و گیسو کا بہم نور

جس نورِ تبسم سے ملی گم شدہ سوئی
ہو جائے شبِ غم سے وہ مسکان کا ضَم نور

جنبش دیں ادھر بھی وہ نگاہوں کے قلم کو
سرنامۂ اعمال پہ ہو جائے رقم ، نور

کرتے ہیں سدا شرک کی ظلمت سے برائت
توحید پہ ایمان کا رکھتے ہیں صنم ، نور

مایوس نہ لوٹیں گے شفاعت کے طلبگار
رکھے گا سرِ حشر بھی امت کا بھرم ، نور

خورشیدِ نبوت کی تجلی ہے یہ سیفی !
ہے شمعِ ہدایت سے مرے دل کا حرم ، نور

۲۱ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ ۔ 16/5/2020

ردیف ”ز“

اُن کے فیضانِ نظر سے جب سنورتی ہے نظر
غیب کے گہرے سمندر میں اترتی ہے نظر

آتے جاتے کعبۂ عارض کا کرتی ہے طواف
جلوۂ رخ کے مقابل کب ٹھہرتی ہے نظر

جب ستارے دیکھتے ہیں درِ دنداں کی چمک
نور کی خیرات سے کشکول بھرتی ہے نظر

چشمِ آدم کو نظر آتا ہے نام اُن کا لکھا
بزمِ بالا میں جہاں سے بھی گزرتی ہے نظر

پڑتی ہے جس پر سدا مخمور ہو جاتا ہے وہ
جب شرابِ حق سے خود کو مست کرتی ہے نظر

مل ہی جاتا ہے کبھی دیدار کا آبِ حیات
خضرِ راہِ شوق بن کر جب بکھرتی ہے نظر

سر کے بَل چلتی ہے اُن کی بارگاہِ ناز میں
کوئی لغزش ہو نہ جائے پھر بھی ڈرتی ہے نظر

نعت کے گوہر لُٹاتی ہے جمالِ یار پر
ڈوب کر بحرِ ثنا میں جب اُبھرتی ہے نظر

طاہر خواہش نہ اُڑ جائے حصارِ شرع سے
زہد کی قینچی سے اُس کے پَر کترتی ہے نظر

صاحبِ مَازَاغ سے ہوتی ہے سیفی ! مستفیض
سرمۂ عشقِ نبی ہو تو نکھرتی ہے نظر

۴ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ

26/6/2020

ردیف ”ز“

چاند سورج ہیں ظلِ روئے حضور
ہے شبِ قدر عکس موئے حضور

جیسے دنیا بسی ہو عنبر میں
یوں مہکتا ہے مشک خوئے حضور

بجھ گئے سب فصاحتوں کے دیے
چمکا خورشیدِ گفتگوئے حضور

بلبلیں اس لیے ہیں گلشن میں
پھول ہے جلوہ گاہِ بوئے حضور

تھام کر پہنچو دامنِ نکہت
کتنی آساں ہے جستجوئے حضور

گردشِ مہر و ماہ و انجم کیا
کرتے ہیں سب طواف کوئے حضور

ایک سیفی نہیں لیے حسرت
آرزو کو ہے آرزوئے حضور

ردیف ”ر“

خلفۂ دوم امیر المؤمنین عمر فاروقِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حُسنِ جنت کی جن پر نظر وہ عمر
جن کے اعدا پہ شیدا سقر وہ عمر

بحرِ الفت کے تاباں گہر وہ عمر
رشک کرتا ہے جن پر قمر وہ عمر

فتح جن کی رہی ہمسفر وہ عمر
ہر قدم جن پہ قرباں ظفر وہ عمر

جن کی شمعِ عدالت کا خورشید بھی
ایک پروانۂ معتبر وہ عمر

جس پہ رہتی ہے ہر دم بہارِ قبول
اُس دعائے نبی کا ثمر ، وہ عمر

جن کی آرا کی تائید ، قرآں نے کی
ہم زبانِ شہِ بحر و بر ، وہ عمر

جن کے حق میں ہے لَو کانَ بَعدِی حدیث
جن کی اک یہ ہے شانِ دگر وہ عمر

جس قدر آسماں پر ہیں تارے کِھلے
جن کی ہیں نیکیاں اُس قدر وہ عمر

بھاگتے ہیں شیاطین بھی راہ سے
جن کو آتے ہوئے دیکھ کر وہ عمر

کی جو ہجرت تو بالکل کھلے عام کی
جن سے ڈرتے تھے کافر، نڈر وہ عمر

جن کی ہیبت سے لرزہ براندام تھا
فوجِ باطل کا ہر کرّ و فر وہ عمر

تاجِ کسریٰ کا ٹوٹا تھا جن سے غرور
جن سے قیصر تھا زیر و زبر وہ عمر

وہ عمر اہلِ ایماں پہ تھے رحم دل
بہرِ کفار تھے سخت تر وہ عمر

ناز کرتی ہے جن پر خلافت سدا
نائب و ظِلّ خیرُ البشر وہ عمر

جن کے اک خط سے جاری ہوا خشک نیل
جن کا دریاؤں تک تھا اثر، وہ عمر

عاملوں پر شرائط بھی تھے سخت تر
اور رکھتے تھے سب کی خبر وہ عمر

عمر بھر جو جہادِ مسلسل میں تھے
روز و شب تھے جو بستہ کمر وہ عمر

آج زیرِ نگیں ہوتا سارا جہاں
آج بھی ہم میں ہوتے اگر وہ عمر

کہتے ہیں عشق و اخلاص و صبر و رضا
حق بیاں، حق نما ،حق نگر وہ عمر

خوبیاں یاد کرتی ہیں سیفی ! جنھیں
وہ عمر، وہ عمر ، وہ عمر ، وہ عمر

ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ/۲۰۱۹ء

ردیف ''ڑ''

جو اسلام میں ہے نمودار پیڑ — وہی بندگی کا ہے پھل دار پیڑ
ہزاروں بناوٹ ہو اس میں تو کیا — جو ہے کفر کا سب سے بیکار پیڑ
کھلے جس میں ان کی ثنا کے گلاب — وہ باغ سخن کا ہے شہکار پیڑ
ہدایت کی پھیلی ضیا چار سو — اگائے انہوں نے وہ ضو بار پیڑ
جو ان کا ہوا اس کے سب ہو گئے — ستارے ، ہوا ، ابر ، کہسار ، پیڑ
اشارہ کیا جب کبھی آپ نے — اطاعت میں چلتے تھے ہر بار پیڑ
جسے جسمِ سرکار نے چھو لیا — وہ پیڑوں میں سب کا ہے سردار پیڑ

ہے سیفی ! بہشتِ غزل یہ زمیں
اُگے نعت کے جو وفادار پیڑ

ردیف ''ڑ''

دنیا سے رخ اپنا موڑ — ان کی جانب چہرہ موڑ
یادِ نبی کا رستہ لے — جب بھی آئے غم کا موڑ
نہرِ کرم سے مجھ کو نواز — میری طرف بھی دھارا موڑ
سوئے درِ شہ مُڑتا ہے جو — وہ ہے سب سے پیارا موڑ

قدرِ گنہ سے بچ کر چل
سیفی! ردائے تمنا موڑ

ردیف ''ز''

جوہو نگاہِ یار سے وہ میکشی ، عزیز — ہم کو سرورِ عشق کی ہے بےخودی ، عزیز
خوشبوئے غم سے پورا گلستاں مہک اٹھا — کلیوں کو اُن کی یاد میں ہے بےکلی ، عزیز
پہنایا جسمِ فرض کو سنت کا پیرہن — اللہ کو ہے اتنی ، ادائے نبی ، عزیز
کہتی ہے مسکرا کے ستاروں سے کہکشاں — ہم کو بھی ہے حضور کی خندہ لبی عزیز
باغِ جہاں سے بلبلِ طیبہ کو کیا غرض — اُن کا چمن ، عزیز ہے ، اُن کی گلی ، عزیز
ہر جاں نثار پیتا ہے آبِ حیاتِ نو — اُن پر مرے جسے ہو سدا زندگی ، عزیز
اُن کے صحابہ ، چرخِ ہدایت کے ہیں نجوم — سب محترم ہمارے لیے ہیں سبھی عزیز

رکھتی ہے اُن کی یاد میں مشغول روز و شب
سیفی ! اِسی لیے ہے مجھے شاعری ، عزیز

۵ر جنوری ۲۰۲۰ء

ردیف ''ز''

صبح ،لب ریز، شام ہے لب ریز
فیضِ رخ سے نظام ہے لب ریز

کب سے پیتی ہے کائنات ، مگر
پھر بھی رحمت کا جام ہے لب ریز

لب کھلے جگمگا اٹھی دنیا
روشنی سے پیام ہے لب ریز

ڈوب جاتی ہے راہ خوشبو سے
وہ معطر خرام ہے لب ریز

روح تک ہے حلاوتِ ذِکرَک
شہدِ ایماں سے نام ہے لب ریز

عذرِ منکر سنا نہ جائے گا
حُسن ، بالائے بام ہے لب ریز

ہیں نجومِ ہُدیٰ ، حروف ان کے
رہبری سے کلام ہے لب ریز

رنگ لائی حنا اطاعت کی
سرخروئی سے کام ہے لب ریز

وہ بلائیں تو کوئی عذر نہیں
خود بخود انتظام ہے لب ریز

اہلِ سنت کی چھاؤں میں آؤ !
عشق کا اہتمام ہے لب ریز

بارشِ نور یوں ہوئی سیفی !
کشت زارِ کلام ہے لب ریز

ردیف ''ز''

جذبۂ حُسنِ ادا کی دہلیز
ہم سے چھوٹے نہ وفا کی دہلیز

مانگتے پایا شہنشاہوں کو
واہ رے ان کے گدا کی دہلیز

آپ کا تیرِ سخن کوئی کبھی
چھو نہیں سکتا خطا کی دہلیز

سنگِ در کی نہ بنی کوئی مثال
لاکھ دنیا میں بنا کی دہلیز

دیکھ کر آپ کی چوکھٹ کا جمال
خلد نے اپنی فدا کی دہلیز

ایک ایمان کا شعبہ ہے یہ
کوئی پھاندے نہ حیا کی دہلیز

کتنا آساں ہے نکاحِ اسلام
کیوں چڑھے کوئی زنا کی دہلیز

اِس میں ہوتا ہے لہو نیکی کا
ہے خطرناک ، ریا کی دہلیز

پائی معراج ، خرد نے سیفی !
چوم کر ان کی ثنا کی دہلیز

ردیف ''س''

یوں چمن میں چہچہاؤ اور بس
ان کے نغمے گنگناؤ اور بس

پھول سے الفت نہ رکھو بلبلو!
جانِ گل سے دل لگاؤ اور بس

ان کے ذروں سے رکھو تم نسبتیں
تارے بن کر جھلملاؤ اور بس

گیسوئے مشکیں کا چھیڑو تذکرہ
نطق ، عنبر میں بساؤ اور بس

وصفِ عارض سے سجاؤ محفلیں
رات میں سورج اگاؤ اور بس

خارِ طیبہ کے تصور میں رہو
دشتِ دل میں گل کھلاؤ اور بس

اپنی سانسوں میں بساؤ بجلیاں
دیپ پھونکوں سے جلاؤ اور بس

چشمِ حسرت پر کرم ، جانِ کرم !
پردۂ عارض ہٹاؤ اور بس

میکشی میری نہ ہو مرہونِ جام
مجھ کو آنکھوں سے پلاؤ اور بس

تاکہ ہو جائے مری معراج بھی
اپنے قدموں میں بلاؤ اور بس

ان کا ہوں بیمار وہ اچھا کریں
دور ہو جاؤ دواؤ! اور بس

نامۂ اعمال سیفی ! خلد ہو
نعت کے پودے لگاؤ اور بس

ردیف ''ژ''

کیا بادِ مخالف سے ہو پرواز سبوتاژ
ہوتا نہیں پالا ترا شہباز سبوتاژ

آتی ہے جو خورشید بداماں ترے منہ سے
کرتی ہے اندھیرے کو وہ آواز سبوتاژ

جن کو تھا فصاحت پہ بڑا ناز وہ چپ ہیں
گفتار ہے پیشِ لبِ اعجاز سبوتاژ

جو آیا ترے لمعۂ سنت کے مقابل
ہوتا رہا دنیا کا وہ انداز سبوتاژ

ہر دور میں جاری ہے ترا فیض کچھ ایسا
کرتے ہیں فتن کو ترے ہم راز سبوتاژ

ملتی ہے زمانے کو ترے در سے بلندی
ہوتا ہے یہاں آ کے سر افراز ، سبوتاژ

رکھ ! اُن کی اطاعت میں زرِ خیر کو ور نہ
ہوجائے گا ، دولت پہ ترا ناز ، سبوتاژ

آ ! دامنِ رحمت میں کہ ہے عزتِ دائم
ہونے کو ہے دنیا کا یہ اعزاز سبوتاژ

گستاخِ نبی ، سخت گرفتارِ بلا ہے
خود اس کی تباہی کا ہے غمّاز سبوتاژ

یادِ شہِ خوباں ، مے تسکین ہے سیفی !
کرتی ہے غمِ دل کو یہ دمساز سبوتاژ

25/1/2022

ردیف ''س''

نغمۂ عشق میں ڈھلتی رہے ایقان کی سانس
ٹوٹے ہر گز نہ مرے طائرِ ایمان کی سانس

کیوں نہ مہکائے زمانے کو گلستان کی سانس
ان کی خوشبو میں بسی ہے گل وریحان کی سانس

گلشنِ ذکرِ نبی میں جو رواں رہتی ہے
کرتی ہے سیر جناں، بندۂ رحمٰن کی سانس

شہرِ احساس میں آجائے مدینہ کی ہوا
لے! مرے حرفِ ثنا، لہجۂ حسان کی سانس

نام اُن کا جو لکھا موجِ نفس پر دل نے
رک گئی خوف وغمِ دہر کے طوفان کی سانس

شمعِ لولاک سے ہے گرمیِ نبضِ عالم
اُس کے دم سے ہے رواں، قریۂ امکان کی سانس

دہر میں پھیل گیا نورِ ہدایت ہر سو
لائی پیغامِ ضیا، سینۂ برہان کی سانس

اتباعِ شہِ خوباں کی فضا ہے لازم
اس کے بِن چلتی نہیں لمعۂ عرفان کی سانس

رحمتِ عالَمیاں اُن کو بنایا رب نے
لیتا ہے سارا جہاں آپ کے احسان کی سانس

پھر کرم، چشمِ تمنا پہ ہو اے جانِ بہار!
پھر مہک جائے! گُلِ نرگسِ وجدان کی سانس

نعت پڑھتا ہوں تو خوشبوئے وصال آتی ہے
عطر افشاں ہے دمِ ہجر میں فیضان کی سانس

کرتی ہے چارہ گری اہلِ جہاں کی، سیفی!
بن کے آتی ہے شفا، تالیِ قرآن کی سانس

۲۳ر جمادی الاخریٰ ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

ردیف ''س''

قریۂ دل میں اتر! روح میں بس اب کے برس
دے! لبِ شوق کو دیدار کا رس اب کے برس

ان کے گلہائے تبسم سے رہے وابستہ
خوب مہکے! مرا گلزارِ نفس اب کے برس

سبزۂ خیر اُگے کشتِ عمل میں ہر سو
ابرِ توفیق ذرا جم کے برس اب کے برس

دہر میں، زندگیِ عشق، سدا جینے دے
غفلتِ عیش! نہ اوقات کو ڈس اب کے برس

گلشنِ وصل میں پہنچیں ہم اسیرانِ فراق
اُڑیں طیبہ کو پرندانِ قفس اب کے برس

کرنا ہے شوق سے کر! ان کی محبت کا نشہ
تو نہ لے! بادہ وافیون وچرس اب کے برس

ان کے ہی ظلِّ اطاعت میں ہے راحت، آجا!
حُبِّ دنیا کی تپش میں نہ جھلس اب کے برس

تیرا دعویٰ ہے ابھی تشنۂ تکمیلِ دلیل
کمرِ ہمتِ کردار بھی کَس اب کے برس

پا بجولاں ہے کیا، لذتِ عصیاں نے تجھے
آگے بڑھ! کاٹ کے زنجیرِ ہوس اب کے برس

پیکرِ نور کو چوما ہے جنہوں نے سیفی!
ان فضاؤں سے رہے جسم یہ مَس اب کے برس

5/1/2022

ردیف ''ش''

سرنگوں بحرِ بلاغت کے شناور خاموش
سن کے اعجازِ سخن سارے سخنور خاموش

کس کے خورشیدِ تکلم کی ہے صبحِ صادق
ہیں فصاحت کے فلک پر مہ و اختر خاموش

گوہر افشانیِ امواج ، تلفظ کی خطیب
نغمۂ وسعتِ معنیٰ ہے سمندر خاموش

بے زبانوں کو جو ہوتا ہے اشارہ ان کا
پڑھتے ہیں کلمۂ اسلام وہ کنکر خاموش

ان کی پرواز کا پایہ نہیں پایا کوئی
اوجِ سدرہ پہ ہیں جبریل کے شہپر خاموش

موتیاں نور کے لہجے میں تھیں نغمہ پیرا
ان کے دانتوں کی کرن پھوٹی کہ گوہر خاموش

دن کے گلشن میں شعاؤں کا ترنم کیا تھا
بولے عارض تو ہوا طائرِ خاور خاموش

تارِ گیسو نے عجب چھیڑی نوائے خوشبو
مشک ساکت ہے چمن چپ ہے تو عنبر خاموش

اللہ اللہ جلالِ دمِ تیغ ابرو
بدر میں کفر کی تلواروں کا جوہر خاموش

کہہ رہا ہے یہ زمانے سے گداؤں کا ہجوم
ان کا دیوانہ نہیں قبر کے اندر خاموش

فکرِ سیفی کو ذرا کرنے دے گنبد کا طواف
پھڑ پھڑاتا ہے کیوں حسرت کے کبوتر ! خاموش

ردیف ''ص''

اے زائرِ مدینہ ! مرا لیکے نام خاص
کہنا مرے حضور سے میرا سلام خاص

امید ہے کہ جائیں گے ان کے دیار میں
اُن کے کرم سے ہوگا کوئی انتظام خاص

جس سے نظر وہ پھیر لیں ہوتا ہے خاص، عام
جس پر نظر وہ ڈال دیں ہوتا ہے عام، خاص

کوئی بھی چیز عام نہیں اُن کے شہر کی
گل خاص برگ خاص سحر خاص شام خاص

جس رخ سے ان کو دیکھیے وہ بے مثال ہیں
ہر فضل میں ہے اُن کا اک اعلیٰ مقام خاص

گرتے ہیں جس میں وحیِ الٰہی کے آبشار
اک چشمۂ حیات ہے اُن کا کلام خاص

کس شان سے تھی آمدِ سرکار، دہر میں
کیا کیا ہوئے تھے اُن کے لیے اہتمام خاص

ہے اختیار، حِلّت و حُرمت میں بھی انھیں
چاہیں تو ہو حلال ، کسی پر حرام خاص

رکھنا ہے کام ہم کو اطاعت کے کام سے
اِس کے سوا ہمارا نہیں کوئی کام خاص

آزاد ہم نہ چھوڑیں کبھی اسپِ شوق کو
لازم ہے ان کے عشق کی اُس پر لگام خاص

ساقی! رہے جمالِ دل آرا سے مست، دل
للہ دے تجلّیِ عارض کا جام خاص

سیفی! وہ روبرو ہوں ، زباں پر درود ہو
کچھ یوں کتابِ زیست کا ہو اختتام خاص

جولائی ۲۰۱۹ء

ردیف ''ص''

سدا بہار، چمن ہے، دیارِ غم مخصوص
کہ تیری یاد کا آباد ہے ارم مخصوص

بہارِ وصل سے گلزارِ زندگی مہکے
کھلیں گلاب، عنایت کے دم بدم مخصوص

اٹھے حجاب، رخِ والضحیٰ سے شام و سحر
تجلیوں سے یہ دل ہو تراحرم مخصوص

نفَس نفَس میں بسے تیرے فیض کی خوشبو
اِدھر بھی برسیں ترے گیسوئے کرم مخصوص

فدا ہیں تجھ پہ زمانے کے خشک و تر سارے
تراہی کلمہ پڑھیں دہر کے صنم مخصوص

ہے کس کا نام سرِ عرش رب کے نام کے ساتھ
ابو البشر نے کہا ہے، ترا علَم مخصوص

مقامِ صاحبِ مَا زَاغ کوئی کیا سمجھے
کہ چوما طائرِ سدرہ نے بھی قدم مخصوص

وہ عالمین کی رحمت ہیں عام ہے بخشش
مگر جو خاص ہیں اُن کے لیے نِعَم مخصوص

خدا کے فضل سے پایا ہے میں نے بھی سیفی!
جلوحِ دل پہ لکھے نعت وہ قلم مخصوص

جنوری ۲۰۱۸ء

ردیف ''ض''

جب وہ خورشید ہے اک جلوۂ تابِ عارض
حال کیا ہو جو سرک جائے نقابِ عارض

ڈھونڈنے والوں نے جنت میں بھی ڈھونڈا لیکن
غیر ممکن ہی رہا پھر بھی جوابِ عارض

ہمسری کر نہیں سکتے کبھی دنیا کے چراغ
پائی ہے صبح نے خیراتِ شبابِ عارض

ان کو مدہوش نہ کر پائے گا کوئی فتنہ
پی لیا جن کی نگاہوں نے شرابِ عارض

اس قدر رہتا ہے جلوؤں کا ہجومِ بے تاب
غور سے پڑھ نہ سکا کوئی کتابِ عارض

آنکھیں بے تابِ نظارہ ہیں کرم ہو جائے
جانِ رحمت اب اٹھا دے وہ حجابِ عارض

کیا ہی اعلیٰ ہے زمانے میں زیارت ان کی
رب نے کیا خوب بڑھایا ہے ثوابِ عارض

گرمی حشر میں گیسو کا عطا ہو صدقہ
یا خدا ہم پہ برس جائے سحابِ عارض

ہے بہاروں سے حیاتِ گلِ خنداں سیفی!
اور یہاں جانِ بہاراں ہے گلابِ عارض

ردیف ''ض''

خُم سے غرض نہ بادۂ گلفام سے غرض
جس میں شرابِ دید ہو اس جام سے غرض

تاروں سے کہہ رہی تھی شبِ قدر، ہے مجھے
واللیل گیسوؤں کی حسیں شام سے غرض

اللہ کی عطا سے وہ ہیں قاسمِ نِعَم
کیوں ہم رکھیں زمانے کے حُکّام سے غرض

آتے ہیں بادشاہ بھی بن کر گدا یہاں
کس کو نہیں ہے ان کے در و بام سے غرض

ہم نام ان کا باعثِ برکت ہے کوئی ہو
برکت کو ہے حضور کے بس نام سے غرض

رخسارِ وَالضُّحیٰ سے ہیں صبحِ یقین میں
دل کو نہیں ہے ظلمتِ اوہام سے غرض

تہذیبِ نو سے ہم کو سروکار کچھ نہیں
ہم کو ہے بس طریقۂ اسلام سے غرض

ردّ جس کو شرع کر دے وہ اِلقا ہے وسوسہ
وہ جس کو حق کہے اسی الہام سے غرض

پیغام مل رہا ہے صراط الّذینَ سے
رکھنی ہے ہم کو صاحبِ انعام سے غرض

تبلیغ ، بندگی ، غمِ امت ، جہادِ حق
دنیا میں کیسے رکھتے وہ آرام سے غرض

ہوتی ہے مستجاب دعا ان کے نام سے
آدم نے بھی ہے پائی اسی نام سے ''غرض''

سیفی! رکھو زمانے کے سب کام چھوڑ کر
ان کی رضا ہو جس میں اسی کام سے غرض

ردیف ''ط''

بے نیازِ جانِ گلشن ہو کوئی بلبل ، غلط
اُس بہارِ رخ کے بِن کھل جائے کوئی گُل، غلط

باغِ ہستی جب ہے اُن کے چشم و گیسو پر فدا
اُن کے حق میں ہے مثالِ نرگس و سنبل، غلط

مثلِ روئے والضحیٰ جب خوب رو کوئی نہیں
کاکُلِ واللیل جیسی ہو کوئی کاکُل ، غلط

ہر خطا سے اِس قدر معصوم ہے اُن کی زباں
اُن کے لب پر آ نہیں سکتا کبھی بدلُ الغلط

"لَا نَبِیَّ بَعدِی" اُن کا قول ہے بالکل صحیح
کوئی پیغمبر ہو اُن کے بعد، یہ بالکل، غلط

آیتِ "لا ترفعوا اصواتکم" کہتی ہے یہ
اُس درِ انوار پر ہو کوئی شور و غُل ، غلط

بدر میں خط کھینچ دی تھی قتلِ اعدا کی جہاں
کوئی کافر ہٹ گیا ہو اُس سے اک انگُل، غلط

سب کو پاؤ رمل رہا ہے اک اُنہی کے نور سے
اُن سے بڑھ کر ہو کوئی مخلوق پاؤ رفُل، غلط

جس کا سینہ اُن کے نورِ عشق سے معمور ہے
اُس پہ مارے ظلمتِ باطل کبھی چنگُل، غلط

جب حدیثوں سے ہے ثابت، کارِ ایصالِ ثواب
ہو نہیں سکتا کبھی دستورِ عرس و قُل، غلط

جو بری بدعت ہے وہ ہے گمرہی، بالکل صحیح
اچھی بدعت کو غلط کہنا، یہ ہے بالکل غلط

راہِ جنت، بال سے باریک تر، دوزخ پہ ہے
کوئی کافر پار کر جائے کبھی وہ پُل ، غلط

ساقیِ کوثر کی آنکھوں سے جو پی کر مست ہیں
اُن کا پائے استقامت ہو کبھی ڈھلمُل، غلط

قلب کے بارے میں سیفی ! ہے یہ مفہومِ حدیث
یہ سہی تو کُل سہی ہے، یہ غلط تو کُل غلط

ردیف ''ط''

مے سے ہے ربط ضبط نہ ساغر سے ربط ضبط
دل کو ہے چشمِ ساقیِ کوثر سے ربط ضبط

علمِ جہاں کو علمِ پیمبر سے ربط ضبط
قطرے کو جس طرح ہے سمندر سے ربط ضبط

دونوں، حضور کے لب و دنداں پہ ہیں فدا
بس اِس لیے ہے لعل سے گوہر سے ربط ضبط

یہ سوچ کر کہ نکہتِ جاناں کا فیض ہے
رکھتا ہوں گل سے عود سے عنبر سے ربط ضبط

حسنِ بیاں پہ اہلِ فصاحت ہیں دم بخود
جیسے نہ ہو سخن کا، سخنور سے ربط ضبط

وہ سر، حریمِ سِرِّ حقیقت ہے سر بسر
جس سر کو ہو گیا درِ سرور سے ربط ضبط

خالی مکاں میں جاؤ تو اُن کو کرو سلام
اُن کا ہے مؤمنین کے ہر گھر سے ربط ضبط

ستّر ہزار، صبح، تو ستّر ہزار، شام
ہر دم ملائکہ کا ہے اُس در سے ربط ضبط

پتھر کی آرزو کے کھلے پھول، ہو گیا
بہرِ سلام، نطق کا پتھر سے ربط ضبط

کر دے جمالِ یار سے آنکھیں جو شاد کام
حسرت کو خواب کے اُسی منظر سے ربط ضبط

اُسے تاج پر غرور نہ شب خون مارے گا
طُرّا ہے جس کا نعلِ مطہّر سے ''ربط ضبط''

جس کو ملا ہے قاسمِ نعمت کا قربِ خاص
کیوں وہ رکھے وزیر و سکندر سے ربط ضبط

نیزے پہ سر تھا محوِ تلاوت، ہے آج بھی
قرآن کا، حسین! ترے سر سے ربط ضبط

مستِ الست ہیں مے توحید پی کے ہم
رکھتے نہیں کسی بتِ آزر سے ربط ضبط

سیفی! ہری ہے بارشِ نسبت سے ارضِ فن
کشتِ سخن پہ یوں ہی سدا برسے ربط ضبط

ردیف ''ط''

یہ درِ خیر البشر ہے، فرحتِ دل! احتیاط
جانِ ایماں ہے ادب، لازم ہے کامل، احتیاط

سارے عالم کو سکھایا ہے بڑی تاکید سے
آیتِ ''لاترفعوا'' نے ہو کے نازل، احتیاط

جو امام الانبیا کو کہتے ہیں اپنی طرح
کیا سمجھ پائیں گے وہ گمراہ جاہل، احتیاط

یہ نگہباں ہے، گناہوں سے بچاتا ہے ہمیں
ہے بڑا خطرہ اگر ہو جائے زائل، احتیاط

میں احادیثِ ضعیفہ کا بھی کرتا ہوں ادب
میں ہوں سنی میری گھٹّی میں ہے شامل احتیاط

عرش سے نازک تر اُن کی بارگاہِ ناز ہے
اے حدودِ بارگاہِ شہ کے داخل! احتیاط

کہہ دو سیفی! برسرِ ممبر خطیبو! شاعرو!
سرورِ ہر دو سَرا کی ہے یہ محفل، احتیاط

اگست ۲۰۱۸ء

ردیف ''ظ''

کس کی توصیف کو آتے ہیں دہن میں الفاظ
عطر افشاں ہیں عجب بزمِ سخن میں الفاظ

کیا بہاروں نے کہی گیسوئے مشکیں پہ غزل
پھول بن بن کے مہک اٹھے چمن میں الفاظ

ان کی خوشبو کی ہے تحریر جدھر سے پڑھیے
چار سو بکھرے ہیں اوراقِ سمن میں الفاظ

کس کا سورج یہ سحر زارِ سخن میں چمکا
لگتے ہیں چرخِ فصاحت کے، گہن میں الفاظ

گلشنِ صبح بنا دیتا ہے نورِ معنیٰ
وہ گاتے ہیں اگر رات کے بن میں الفاظ

تیر کرنوں کے، ہدایت کی کماں سے نکلے
نور کی فوج ہیں ظلمات کے رن میں الفاظ

جگمگا اٹھے ستاروں سے سماعت کا فلک
رکھ ! مری شامِ تمنا کے گگن میں الفاظ

صیغۂ راز کی بھی ان کو خبر ہوتی ہے
سر اٹھاتے ہیں جہاں فکر کے من میں الفاظ

دل سے پڑھیے تو شبِ دل میں سویرا جاگے
کیا چمکتے ہیں صحیحین و سُنَن میں الفاظ

لعل و اَلماس و گہر سے بھی ہیں بڑھ کر سیفی
جلوہ گر ہوتے ہیں جو نعت کے فن میں الفاظ

ردیف ''ظ''

جمالِ یار ہے محفوظ ، ہر ادا محفوظ
گمانِ عیب سے وہ حسنِ بے بہا محفوظ

ثنائے گیسوئے جاناں سے یوں سخن مہکے
بہشت تک رہے خوشبو کا سلسلہ محفوظ

عروسِ فکر جسے دیکھ کر سنورتی ہے
ہے دل میں نوشۂ اَسریٰ کا آئینہ محفوظ

مہک رہی ہیں زمانے سے آج تک نسلیں
گلوں کا فیضِ عرق سے ہے رابطہ محفوظ

یہی خُمار تو معراجِ ہوش مندی ہے
شرابِ عشقِ نبی کا رہے نشہ محفوظ

مٹھاس کیوں نہ گلوں کے عرق میں آئے گی
لبِ مگس پہ درودوں کی ہے صدا محفوظ

حدودِ سدرہ سے آگے جلیں پرِ جبریل
وہ لوٹے جا کے سرِ عرش و مَا وَرَا ، محفوظ

کلیم جلوۂ رب دیکھ کر ہوئے ، بے خود
رہے مشاہدۂ حق میں مصطفیٰ ، محفوظ

ملی ہے جس کو گدائی درِ مدینہ کی
ہے در بدر کی گدائی سے وہ گدا محفوظ

جو اُن کے نقشِ قدم پر چلا زمانے میں
سفر ہے اُس کے لیے پل صراط کا محفوظ

زباں پہ کلمۂ توحید ہو دمِ آخر
دل و نظر میں رہے روئے والضحیٰ محفوظ

کرم ہو، برسرِ ایذا ہیں دین کے دشمن
عدو کے شر سے رہے ہند کی فضا محفوظ

مٹانے والے مٹے، مٹتے ہیں، مٹیں گے سب
کبھی مٹا نہ مٹے ، ذکر آپ کا محفوظ

گناہگار ہوں ، لیکن امید ہے سیفی
رہے گا اُن کے کرم سے یہ بے نوا ، محفوظ

جولائی ۲۰۱۸ء

ردیف ''ع''

ظرفِ نگاہ، ساقیِ دیدار ہے وسیع
اک جام اور، حسرتِ میخوار ہے وسیع

ہر باغ پر ہے نرگسِ مَازَاغ کی نگاہ
حسنِ نظر کا دائرۂ کار ہے وسیع

گیسوئے شرحِ ایتِ وَاللَّیل ہیں دراز
عنوانِ وَالضُّحیٰ، رخِ ضوبار ہے وسیع

سارے جہاں میں گلشنِ زہرا کے پھول ہیں
جانِ بہار! آپ کا گلزار ہے وسیع

ملتا ہے خام مال پہ بھی بے بہا ثمن
اُن کی گلی میں خلد کا بازار ہے وسیع

زیرِ کرم ہیں سارے جہانوں کی وسعتیں
رحمت کا شامیانۂ سرکار ہے وسیع

اک موجِ آگہی میں ہیں ماکان و مایکوں
علمِ نبی کا قلزمِ زخّار ہے وسیع

ہیں سفرۂ زمین پہ سب اُن کی نعمتیں
آکاش اُن کا خوانِ پُرانوار ہے وسیع

کھاری کنواں ہو میٹھا، شفایاب ہوں مریض
تاثیر، میں لعاب کا کردار ہے وسیع

ہر تارِ لفظ میں ہے معانی کی کائنات
کیا ہی نبی کا دامنِ گفتار ہے وسیع

کُھلتی نہیں ہے اُن کی حقیقت کہیں سے بھی
اُس پر دبیز، پردۂ اسرار ہے وسیع

پورا نہ ہو، اگر چہ سمندر، دوات ہو
مضمونِ نعتِ احمدِ مختار ہے وسیع

سایہ نہیں ہے دھوپ میں، سائے میں دھوپ ہے
سیفی! وہ ظلِّ گیسوئے خمدار ہے وسیع

ستمبر ۲۰۱۸ء

ردیف ''ع''

نگارِ اوّلِ کن، حُسنِ یکتا، افضل و ارفع
نہیں نقشِ جہاں میں اُن کے جیسا افضل وارفع

عروسِ فکر جس کو سامنے رکھ کر سنورتی ہے
مرے عشق وادب کا ہے وہ شیشہ افضل وارفع

سرورِ قدر آی الحق ہے حصارِ نور میں جس کے
شرابِ مَن رَاٰنی کا وہ مینا، افضل وارفع

فروغِ آفتاب و ماہ و انجم جس کا صدقہ ہے
جمالِ کُنتُ کنزًا کا وہ جلوہ، افضل وارفع

معطر رہتی ہے جس کی فضا، گلہائے یُوحیٰ سے
ریاضِ دہر میں ہے وہ حدیقہ، افضل وارفع

نظر آئے جہاں سے اُن کا شہرِ زندگی ہم کو
وہی تاریخِ ماضی کا دریچہ، افضل و ارفع

چمن زارِ نبوت میں بہت غنچے کھلے لیکن
ہر اک گل سے گلِ احمد کا رتبہ، افضل وارفع

وہ سیرِ طور ہو یا آسمانوں کا سفر، سب سے
حریمِ لامکاں تک آنا جانا، افضل وارفع

لواءُ الحمد ہوگا روزِ محشر ہاتھ میں اُن کے
اُنہی کے سر، شفاعت کا ہے سہرا افضل وارفع

فضیلت، آبِ زم زم کی بہت مشہور ہے لیکن
جو نکلا دستِ انور سے وہ چشمہ، افضل وارفع

سدا اقبال پر ہے اُن کا سورج اِس قدر، سیفی!
ہر اُن کی ساعتِ اُولیٰ سے اُخریٰ افضل و ارفع

۹/۵/۱۴۴۲ھ

25/12/2020

ردیف ''ع''

کب آئے گا پردہ اٹھانے کا موقع
سرِ عام ، جلوہ دکھانے کا موقع

زیارت سے دل جگمگانے کا موقع
دوبارہ ملے ، در پہ آنے کا موقع

مرے سر پہ بھی ہو شفاعت کی چادر
ملے حشر میں سر چھپانے کا موقع

کبھی روبرو خواب میں ہو میسر
کوئی نعت،اُن کو سنانے کا موقع

کفِ دست سے پی کے مجھ کو پلائیں
جو کوثر ہو پینے، پلانے کا موقع

وہ چہرہ دکھائیں ، وہ کلمہ پڑھائیں
جب آ جائے دنیا سے جانے کا موقع

وہ آئے ،بچیں،دفن ہونے سے کلیاں
اُنھیں بھی ملا مسکرانے کا موقع

کہا فتحِ مکہ میں اُن کے کرم نے
ہے گلہائے رحمت لٹانے کا موقع

مدینے کے گلشن میں یارب مجھے بھی
ملے ، آشیانہ بسانے کا موقع

کہیں زندگی میں کوئی رہ نہ جائے
یہ جنت میں ہے گھر بنانے کا موقع

زہے خوش نصیبی ملے جو دلوں میں
چراغِ ہدایت جلانے کا موقع

برائے عبادت ہم آئے جہاں میں
فقط نیکیاں ہے کمانے کا موقع

منائیں گے ہم یومِ میلاد ، سیفی
یہ موقع ہے ، خوشیاں منانے کا موقع

فروری ۲۰۱۸ء

ردیف ''ع''

کیا تابِ نظر ہے تری اے دیدۂ مازاغ
نازل ،تری توصیف میں ہے آیۂ مازاغ

کیوں کر نہ فدا ، نرگسِ فردوسِ بریں ہو
کیا خوب ! سرِ عرش کِھلا غنچۂ مازاغ

مشتاق ، ستارے ہیں تری شمعِ نظر کے
ہے طلعتِ خورشید بھی پروانۂ مازاغ

بندوں سے ، تری شانِ بصر کی ہو ثنا کیا
اللہ نے کھینچا ہے حسیں نقشۂ مازاغ

سرچشمۂ انوارِ دَنیٰ ہیں تری آنکھیں
حاصل ہے کسے تیرے سوا سرمۂ مازاغ

کرتا نہیں مدہوش اِن آنکھوں کا نظارہ
اک پردۂ رحمت ہے سرِ لمعۂ مازاغ

کیا تیری نگاہوں سے چُھپے غیبِ زمانہ
ہے نورِ بصارت میں ترے، مایۂ مازاغ

دنیا میں کسی پر نہ کُھلا تھا نہ کُھلے گا
بس تیرے لیے وا ہوا دروازۂ مازاغ

روشن ہے دلِ اہلِ ولایت تو فقط یوں
ملتا ہے ترے در سے انھیں صدقۂ مازاغ

آباد ہے میخانۂ عرفاں بھی تجھی سے
ساقی ! ہو عطا دل کو مے جلوۂ مازاغ

چشمانِ نبوت کی عنایات ہیں مشہور
سیفی ! ہے سدا شانِ کرم ، اُسوۂ مازاغ

2/2/2022

ردیف ''غ''

جلے ہیں روغنِ عشقِ نبی جو پی کے چراغ
وہی زمانے میں ہیں تیز روشنی کے چراغ

جہاں میں شمعِ نبوّت کے جو تھے پروانے
لحد میں رکھتے ہیں روشن وہ زندگی کے چراغ

کہیں سیاہ نہ کردیں یہ ، شیشۂ دل کو
نہ جا قریب جہاں پر ہوں گمرہی کے چراغ

وہ اس طرح سے گئے کرکے راستہ، روشن
قدم قدم پہ فروزاں ہیں رہ بری کے چراغ

ملی ہے نورِ تبسم سے گم شدہ سوئی
ہوئے جو شب میں منور، لبِ نبی کے چراغ

جمالِ صبح بھی قرباں ہے حسنِ سنّت پر
ہر اک ادا میں ہیں رخشاں وہ دلبری کے چراغ

نہیں ہے سایہ نہ اُن کا، نہ اُن کے اعضا کا
حریمِ نور میں ہیں جسمِ عنصری کے چراغ

اُس آفتابِ فصاحت سے ماند ہیں سارے
جہانِ اہلِ سخن کی سخنوری کے چراغ

چراغِ حسنِ نبی کا یہ فیض ہے سیفی
ضیائے نعت سے روشن ہیں آگہی کے چراغ

ردیف ''غ''

کرتا ہے جب بھی یادِ رخِ والضحیٰ دماغ
ہوتا ہے فیضِ نور سے روشن مرا دماغ

وہ منتہائے فکر سے آگے گزر گئے
اَسریٰ کے راز کو نہ کبھی پاسکا دماغ

کرتے ہیں ان کے نام پہ قربان، جان و مال
پایا ہے اہلِ عشق نے بھی واہ کیا دماغ

جس کو نصیب سے ہے ملی فکرِ آخرت
بے شک جہاں میں ہے وہ بڑے کام کا دماغ

تحقیق کے سفر میں رہے ساتھ شمعِ دل
تاریک رہ گزر پہ نہ ہرگز چلا دماغ

یادِ نبی نے سب سے الگ کرلیا. مجھے
افکار کے ہجوم میں جب بھی گھرا دماغ

مشرک ، بتائے سنی صحیحُ العقیدہ کو
لگتا ہے، اے وہابی! ترا چل گیا دماغ

تیرِ سخن سے دے لبِ گستاخ کو جواب
سیفی ! یوں بے ادب کا ٹھکانے لگا دماغ

ردیف ''ف''

کشتِ امکاں پہ برستا ہے سدا لمعۂ لطف
ابرِ رحمت ہے جہانوں پہ ترا سایۂ لطف

حسنِ خورشید میں تاباں ہے اگر نورِ جلال
ہے جمالِ مہ وانجم میں ترا جلوۂ لطف

لوٹ آتی ہے خزاں میں بھی بہارِ تازہ
جب لبوں پر ترے کِھلتا ہے کوئی غنچۂ لطف

میکدہ تیرے کرم کا ہے ابھی تک جاری
ساغرِ آب و ہوا میں ہے ترا بادۂ لطف

پتھروں پر ہیں ترے حسنِ لطافت کے نشاں
صورتِ نقشِ قدم آج بھی ہے نقشۂ لطف

کوئی اندازہ نہیں، قوّتِ بازو کا تری
چاند کو کرتا ہے دو ٹکڑے ترا غمزۂ لطف

چشمِ باطن کو بھی امیدِ ضیا ہے تجھ سے
کردے! اے صاحبِ مازاغ اِدھر دیدۂ لطف

دل کے آفاق میں بھی چمکے تیرا مہرِ جمال
بن کے پیغامِ سحر آئے کوئی مژدۂ لطف

بے حجابانہ تجھے دیکھے، کسے تابِ نظر
حسنِ بے پردہ کے انوار پہ ہے، پردۂ لطف

تشنہ ہے قافلۂ شوق، عنایت کا تری
اے کفِ دستِ کرم کردے رواں چشمۂ لطف

مرجعِ جن و بشر ہی نہیں دربار ترا
گھیرے رہتے ہیں ملک بھی ترا کاشانۂ لطف

پھر میسّر ہو سلامِ درِ جاناں سیفی!
آئے اُس شہرِ کرم سے کوئی پروانۂ لطف

۲۲ رشوال المکرم ۱۴۴۲ھ

2/6/2021

ردیف ''ف''

واللیل گیسو کی گھٹا کچھ اس طرف کچھ اس طرف
ہے بارشِ لطف و عطا کچھ اِس طرف کچھ اُس طرف

روشن ہے بزمِ دوسَرا کچھ اِس طرف کچھ اُس طرف
ہے فیضِ روئے والضحیٰ کچھ اِس طرف کچھ اُس طرف

صحرائے فرقت ہے کہیں، ہے وصل کا گلشن کہیں
رنگِ بہارِ جاں فزا، کچھ اِس طرف کچھ اُس طرف

گلزارِ دنیا میں یہاں، فردوسِ جنت میں وہاں
خوشبوئے زلف مصطفیٰ کچھ اس طرف کچھ اس طرف

خورشید کی رجعت سے تھا شام و سحر میں انقلاب
دونوں طرف تھا معجزہ کچھ اِس طرف کچھ اُس طرف

بارش، مسلسل تھی مگر اُن کا اشارہ جب ہوا
چھٹتا گیا ابرِ سما، کچھ اِس طرف کچھ اُس طرف

اول ہیں وہ، آخر ہیں وہ، باطن ہیں وہ، ظاہر ہیں وہ
ہے چار سو اُن کی ضیا، کچھ اس طرف کچھ اس طرف

تھے صف بصف قدسی کھڑے جس دم وہ کعبے سے چلے
انوار کا تھا سلسلہ ، کچھ اِس طرف کچھ اُس طرف

اللہ مُعطِی اور وہ ہیں قاسِمِ ارض و سما
تقسیم کرتے ہیں عطا کچھ اِس طرف کچھ اُس طرف

" قالو بلیٰ" کی مے اُدھر ، اسلام کا بادہ اِدھر
ہم نے پیا ہے جو پیا کچھ اِس طرف کچھ اُس طرف

ظاہر بھی ہو رشکِ قمر ، باطن بھی ہو نازِ سحر
چشمِ کرم ، نورِ خدا ! کچھ اِس طرف کچھ اُس طرف

کچھ قرب کی منزل میں ہیں ،کچھ بُعد کے ساحل پہ ہیں
کاسہ لیے لاکھوں گدا کچھ اس طرف کچھ اس طرف

جب مسلکِ اہلِ سُنَن ، ہے ایک سیدھا راستہ
پھر کیوں کوئی جائے بھلا کچھ اِس طرف کچھ اس طرف

شق القمر کا معجزہ ، سیفی ! تھا بالکل برملا
یوں چاند دو ٹکڑے ہوا کچھ اس طرف کچھ اس طرف

ردیف ''ف''

کچھ اس طرح سے میسر ہو بے خودی کا شرف
عطا ہو ان کی نگاہوں سے مے کشی کا شرف

غمِ نبی سے ملا جس کو بے کلی کا شرف
فدا ہے اس پہ مسرت کی ہر کلی کا شرف

جمالِ گلشنِ طیبہ پہ خلد ہے شیدا
گلِ دَنیٰ سے ملا ہے وہ دلبری کا شرف

نقوشِ پائے نبی پر نثار ہیں تارے
ہے اُن کی طلعتِ جاں میں وہ رہبری کا شرف

نبی کی آل،سفینہ ہے نوح کا جیسے
پناہ، میں ہے اُسی کی سلامتی کا شرف

جو اُن کے نام پہ مرتا ہے جیتے جی سیفی
پسِ اجل بھی وہ پاتا ہے زندگی کا شرف

اگست ۲۰۱۸ء

ردیف ''ق''



خورشید بداماں ہیں تری زیست کے اوراق
دیتے ہیں زمانے کو اجالا ، ترے اسباق

شادابیِ گلزارِ جہاں ، تیرا تموُّج
غرقاب ، ترے قلزمِ رحمت میں ہے آفاق

تجھ سا نہ کوئی پھول کِھلا ہے نہ کِھلے گا
ہے گلشنِ ہستی میں گلِ حسن ترا ، طاق

کیا سوئے ''دنیٰ'' سرعتِ رفتار ہے تیری
حیراں ، ترے اِقدام پہ ہیں رفرف و بُرّاق

کیا ناز و نِعَم ہیں ترے دربارِ صَمَد میں
جبریل کہیں ، رب ہے ملاقات کا مشتاق

دیکھوں میں ترا جلوۂ زیبائے جہاں گیر
کھل جائے مرے دل پہ بھی دروازۂ اشراق

ہر ساعتِ اُخریٰ تری ، اُولیٰ سے ہے بہتر
قرآن میں کرتا ہے یہ اعلان بھی خلّاق

کُفّار بھی تھے طلعتِ اوصاف کے قائل
آئینۂ قرآں ہیں ترے اُسوہ و اخلاق

سب تیرے لِوا کے تلے محشر میں رہیں گے
آدم ہوں براہیم ہوں عیسیٰ ہوں کہ اسحاق

سیفی ! نہ لُٹے دولتِ ایمان ، سنبھالو !
رہبر کے لبادے میں یہاں پھرتے ہیں قزّاق

۱۲ ذی القعدہ ۱۴۴۳ھ

13/6/2022



ردیف ''ق''



قرار پاتا ہے اُس در پہ آدمی کا شوق
ملائکہ کو جہاں پر ہے حاضری کا شوق

مہِ تمامِ نبوت ! کرم ادھر بھی ہو
ہے میری شامِ تمنا کو چاندنی کا شوق

عروسِ جاں کو مری چاہیے عرق اُن کا
نہ اس کو شوق ہے گل کا نہ ہے کلی کا شوق

شبِ فراق میں کرتا ہوں میں چراغاں یوں
ستارے ، نعت کے ، لاتا ہے شاعری کا شوق

نبی کے پاؤں کا دھووَن اگر ملے تو پیے
جسے زمانے میں ہے آبِ زندگی کا شوق

سراپا ذات ہے وہ مصحفِ علوم وحکم
انھیں پڑھے ، ہے جسے علم و آگہی کا شوق

نجومِ چرخِ ہدایت سے نور لے کے چلے
شبِ حیات میں جس کو ہے رہبری کا شوق

ہزار شوق ہیں قربان ، شوق پر اُس کے
ہے جس کو شرعِ محمد کی پیروی کا شوق

تہی نہ لوٹا کوئی اُن کے آستانے سے
ہوا ہے پورا ، درِ شہ پہ ہر کسی کا شوق

ضرور کوئی سبب ہے جو کھینچ لاتا ہے
نہیں ہے زائرِ طیبہ کو واپسی کا شوق

شرابِ عشقِ نبی سے ہیں مست ہم سیفؔی
نہ ہم کو جام سے مطلب نہ میکشی کا شوق



ردیف ''ق''

پسِ انبیا، مردِ افضل بہ تحقیق، ابوبکر صدیق
رجالِ صحابہ میں اوّل بہ تصدیق، ابوبکر صدیق

تری ہر ادا، شرحِ متنِ صفا ہے، نصابِ وفا ہے
تو ہے مکتبِ عشق کا وہ اتالیق، ابوبکر صدیق

ترا ذکر ہے سدرۃ المنتہیٰ تک، سرِ اعتلا تک
ترا، آسمانوں میں ہے نام ''صدیق'' ابوبکر صدیق

لقب ہے ترا، ثانی اثنینِ ہجرت، تو ہے ظلِّ رحمت
خلافت تری، لمعۂ فضل و توفیق، ابوبکر صدیق

جو مہرِ نبوت نے کی پردہ داری، تھا اندھیر طاری
تری ضو نے بڑھ کر کیا کارِ تشریق، ابوبکر صدیق

ترا شکر، تیری محبت ہے لازم اِس امت پہ دائم
ہے قولِ نبی، اس پہ برہانِ تطبیق، ابوبکر صدیق

حسابِ تعلق، برائے خدا تھا، جہاں سے جدا تھا
رہی بے خطا تیری ہر جمع و تفریق، ابوبکر صدیق

اُنہی باکمالوں کا تو میرِ صف ہے، امامِ شرف ہے
جو ہیں خیرِ امت میں شہکارِ تخلیق ابوبکر صدیق

تری دوستی ہے تقاضائے ایماں، تجلّائے عرفاں
تری دشمنی ہے شبِ تارِ زندیق، ابوبکر صدیق

عمر سے کوئی پوچھے تیری عدالت علی سے شجاعت
کریں گے تری برتری کی وہ توثیق، ابوبکر صدیق

ترے حسنِ ظاہر سے باطن حسیں تر فدا ماہ و اختر
تھی گفتار و کردار میں عینِ تعلیق، ابوبکر صدیق

بہارِ تمنا، ترا روئے زیبا، کھلے غنچہ غنچہ
تری دید سے مہکے گلزارِ تشویق، ابوبکر صدیق

لیے کاسۂ دل، بہ درگاہِ ساقی، پُر امید، سیفی
انڈیلیں! شرابِ ولایت کی ابریق، ابوبکر صدیق

۲۰ر جمادی الآخرۃ ۱۴۴۳ھ شب دوشنبہ

ردیف ''ک''

روشن ہے سمائے وَرَفَعنا لَكَ ذِكرَك
ہر سُو ہے ضیائے وَرَفَعنا لَكَ ذِكرَك

لولاك لما میں بھی ہے یہ نکتۂ پنہاں
عالم ہے برائے وَرَفَعنا لَكَ ذِكرَك

کم ہوگا نہ چرچا کبھی آفاق میں اُن کا
شاہد ہے ثنائے وَرَفَعنا لَكَ ذِكرَك

جنت ہو کہ افلاک ہوں یا عرشِ بریں ہو
سب زیرِ لوائے وَرَفَعنا لَكَ ذِكرَك

محمود مقام ان کو عطا ہوگا سرِ حشر
چمکے گی بہائے وَرَفَعنا لَكَ ذِكرَك

گر تاجِ فترضیٰ ہے سرِ نور پہ ان کے
تن پر ہے قبائے وَرَفَعنا لَكَ ذِكرَك

ممکن نہیں وہ ذکر مٹے تیرِ جفا سے
جس پر ہو ردائے وَرَفَعنا لَكَ ذِكرَك

جنت کا سکوں بزمِ معطر میں ہے ان کی
آتی ہے ہوائے وَرَفَعنا لَكَ ذِكرَك

سیفی نہ ہو کیوں میرا ترفُّع پہ ستارہ
میں بھی ہوں گدائے وَ رَفَعنا لَكَ ذِكرَك

ردیف ''ک''

پڑھ! اگر ایمان ہے الحمد سے والناس تک
نعت کا عرفان ہے الحمد سے والناس تک

ان کا چہرہ والضحیٰ، واللیل زلفِ مشک سا
خُلقِ شہ، قرآن ہے الحمد سے والناس تک

جانتے ہیں معنیٰ و اسرارِ آیاتِ حروف
ان پہ سب تبیان ہے الحمد سے والناس تک

خاتمِ پیغمبراں ہیں غیر ممکن ہے نظیر
نافیِ امکان ہے الحمد سے والناس تک

آپ نے حقِ رسالت کر دیا پورا ادا
خلق پر احسان ہے الحمد سے والناس تک

امنِ عالم کی ضمانت ہے پیامِ سرمدی
عدل کا میزان ہے الحمد سے والناس تک

لا نہیں سکتا زمانہ ایک آیت کی مثال
کلمۂ رحمان ہے الحمد سے والناس تک

نقطہ نقطہ، کوکبِ چرخِ کمالِ رہبری
نور ہے برہان ہے الحمد سے والناس تک

ہر طرف پھیلی ہوئی ہے نکہتِ لَا رَیبَ فِیہ
گلشنِ ایقان ہے الحمد سے والناس تک

دور ہوتا ہے تلاوت سے دلوں کا زنگ بھی
تابشِ اذہان ہے الحمد سے والناس تک

پیکرِ ہستی مرا بھی نور سے معمور ہو
اک یہی ارمان ہے الحمد سے والناس تک

بندگی سیفی عبث ہے ان پہ ایماں کے بغیر
وہ عمل کی جان ہے الحمد سے والناس تک

۲۶ رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ

27/4/2022

ردیف ''ک''

شہرِ مدحت کی لگی جب دلِ بیمار پہ خاک
کر گئی کام، غمِ دہر کے آزار پہ خاک

کس کے نعلین سے لپٹی کہ بنی تاجِ کمال
ناز فرما تھی سرِ چرخِ پُر انوار پہ خاک

محرمِ نورِ خرامِ شہِ خوباں ہے یہ
رکھتی ہے تابِ شرف، انجمِ ضوبار پہ خاک

اے حسیں چاند! ترا حسن، دو بالا ہوتا
اُن کے تلووں کی جو گرتی ترے رخسار پہ خاک

شبِ ہجرت نہ انھیں دیکھ سکا کوئی عدو
وہ تو رکھتے ہوئے گزرے سرِ کفار پہ خاک

مشتِ بوجہل سے بھی گونجی صدائے توحید
سنگریزوں نے یوں ڈالی بُتِ پندار پہ خاک

اُن کے اعجاز کی جب چلنے لگی تیز ہوا
دھنس گیا کفر، جمی چہرۂ انکار پہ خاک

دور کر دیتی ہے یہ اُن کے درِ طاعت سے
مے دنیا پہ ہے تُف، اس کے قدح خوار پہ خاک

جس کے پھولوں کی روش، دینِ مخالف ٹھہرے
اُس نئے طرزِ تمدن کے چمن زار پہ خاک

جس میں توہینِ نبی کی ہو ذرا سی بو بھی
ایسے انداز و لب و لہجہ و گفتار پہ خاک

خُبثِ باطن کو ملے موقعِ فتنہ جس سے
اس قدر، رائے کی آزادیِ اظہار پہ خاک

دُھل گئی بارشِ توفیقِ ثنا میں سیفی!
جو تھی عصیاں کی مرے شیشۂ کردار پہ خاک

۱۱ جولائی ۲۰۲۱ء

ردیف ''ک''

نام لے گل کا مہک اور مہک اور مہک — بلبل فکر ! چہک اور چہک اور چہک
منتظر کب سے شبستانِ تمنا ہے مری — آ میرے دل میں چمک اور چمک اور چمک
کہتا ہے پردۂ جاناں سے مرا جذبۂ شوق — بہر دیدار سرک اور سرک اور سرک
تیری خوشبو سے معطر ہے فضائے گلشن — غنچۂ فیض ! چٹک اور چٹک اور چٹک
بڑھ کے ہر پردۂ ظلمت کو جلانا ہے تجھے — شعلۂ عشق بھڑک اور بھڑک اور بھڑک
فکر نے مار طمانچہ جو عدو کو پٹکا — دل پکار اٹھا پٹک اور پٹک اور پٹک
وصل کے دودھ سے مسرور ہیں رونے والے — صاحبِ ہجر ! بلک اور بلک اور بلک

اہل سنت کے سوا جتنے ہیں فرقے سیفی
ان سے دور کھسک اور کھسک اور کھسک

ردیف ''ک'' ذکرِ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ظلمت کی ردا چیرتا ہے تیر، ابھی تک — روشن ہے فضا میں تری شمشیر ابھی تک
گلزارِ شریعت کے مہکتے ہیں سبھی پھول — زندہ ہے ترے خون کی تاثیر ابھی تک
چرچا ہے ترے نام کا آفاق میں ہر سو — پڑھتا ہے جہاں، خطبۂ شبیر ابھی تک
سورج ترا پوشیدہ اگرچہ ہے لحد میں — دیتی ہے اُجالا، تری تنویر ابھی تک
آیا نہ ترے بعد، کوئی تجھ سا جہاں میں — تو قافلۂ عشق کا ہے میر ابھی تک
لیتا ہے کوئی نام ، اگر صبر و رضا کا — بنتی ہے ترے نام کی تصویر ابھی تک
بخشی ہے خدا نے تجھے جنت کی سیادت — تابندہ ہے فرمان کی تحریر ابھی تک
قرآن، ترے فضل و تقدُّس کا ہے شاہد — کرتی ہے ثنا، آیتِ تطہیر ابھی تک
قائم ہے حکومت تری کچھ ایسی جہاں میں — دل ، اہلِ محبت کے ہیں جاگیر ابھی تک
ہے قوّتِ ایمان و عمل ، تیرا تصوّر — دیتی ہے غذا، روح کو تقریر ابھی تک
ہوتا ہے ترے غم سے ہر اک غم کا مداوا — ہے درد ترا ، درد کی اکسیر ابھی تک
نیزے پہ تلاوت تری خود بن گئی تفسیر — نایاب ہے اِس شان کی تفسیر ابھی تک
بِن تیرے، نہیں اہلِ طریقت کی رسائی — محتاجِ توسّل ہے ہر اک پیر ابھی تک
میخانۂ عرفاں میں ہیں گردش میں ترے جام — رخشاں، ترے رندوں کی ہے تقدیر ابھی تک
سرمایۂ ملّت ہیں، ترے گوہر نایاب — وہ آہِ سحر ، نالۂ شب گیر ، ابھی تک
ہوگی نہ جدا ، آل و صحابہ کی محبت — یہ دونوں ہیں باہم شکر و شِیر ابھی تک
جو تیرے مقابل تھی ، گرفتارِ بلا ہے — اُس فوج پہ ذلت کی ہے زنجیر ابھی تک
کرتے ہی ترا ذکر اُتر آتی ہے رحمت — ہوگی نہ ہوئی آنے میں تاخیر ابھی تک

سیفی ! نے بھی نسبت کا تری پایا ہے صدقہ
ہوتی ہے زمانے میں جو توقیر ابھی تک

ردیف ''گ''

آتا نہیں کلام میں وہ بے خودی کا رنگ
جب تک نہ ہو مزاج میں کچھ عاشقی کا رنگ

کس کی نگاہِ فیض اٹھی دور سے کہیں
محفل پہ چھا رہا ہے عجب میکشی کا رنگ

اسلام کی حنا نے کیا سب کو سرخرو
آ کر یہاں پہ ایک ہوا ہر کسی کا رنگ

پوشاکِ زہد میں رہے دنیا پکار اٹھی
کیا جچ رہا ہے آپ پہ یہ سادگی کا رنگ

نقشِ حیاتِ دہر بھی پھیکا دکھائی دے
ان کا شہید پاتا ہے وہ زندگی کا رنگ

آئی دیارِ پاک سے خوشبو لیے صبا
جوشِ طرب سے کھِل اٹھا ہر ہر کلی کا رنگ

سیفی نہیں ہے جس میں درودوں کی ڈالیاں
اُس باغ انبساط کا ہوتا ہے پھیکا رنگ

ردیف ''گ''

رد ہوتی نہیں عرضِ گدا اور بھی کچھ مانگ
سائل سے یہ کہتی ہے عطا اور بھی کچھ مانگ

آرائشِ دنیا پہ نہ جا اور بھی کچھ مانگ
فانی ہے جہاں اِس کے سوا اور بھی کچھ مانگ

جب مانگتا ہے کوئی وسیلے سے نبی کے
دیتی ہے اِجابت یہ صدا اور بھی کچھ مانگ

ہیں اُن کو عطا رب کے خزانوں کی کلیدیں
وا سارے ہیں ابوابِ سخا اور بھی کچھ مانگ

جنت کی رفاقت جو ربیعہ نے طلب کی
اندازِ نوازش نے کہا اور بھی کچھ مانگ

وہ قاسمِ نعمت ہیں، ملا اُن سے ، ملا جو
لَو، گنبدِ خضرا سے لگا اور بھی کچھ مانگ

سیفی کے لیے مانگ کے لا نکہتِ گیسو
مشتاقِ زیارت ہوں صبا اور بھی کچھ مانگ

ردیف ''گ''

وصل کے جام، شبِ ہجر میں پینے ہم لوگ
روز، جاتے ہیں رہِ دل سے مدینے ہم لوگ

لائے جاتے ہیں نمازوں میں، درِ کعبہ سے
بہرِ تسلیم ، شب و روز مدینے ہم لوگ

صاحبِ زر بھی یہاں بن کے گدا آتا ہے
رکھتے ہیں علمِ نبی کے وہ خزینے ہم لوگ

فائدہ، ہم سے اٹھاتے ہیں سدا اہلِ جہاں
گرچہ پوشیدہ رہیں بن کے دفینے ہم لوگ

دشت کیا گھوڑوں پہ دریا سے گزر جاتے ہیں
یوں بھی باطل کے ڈبوتے ہیں سفینے ہم لوگ

ظلمتِ دہر میں ہے نورِ ہدایت ہم سے
رشکِ انجم ہیں چمک دار نگینے ہم لوگ

کون ہے اُن کے لب و رخ پہ فدا، گلشن میں
مسکرا کر یہ کہا گل نے، کلی نے ہم لوگ

ہر ادا ، اُن کی ہے پیاری کہ درِ کعبہ میں
اب بھی کرتے ہیں رَمَل تان کے سینے ہم لوگ

آسمانوں سے کوئی پوچھے بلندی اِن کی
ناپیں کیا ، منبرِ سرکار کے زینے ہم لوگ

داخلہ ، مدرسۂ عشقِ صحابہ میں لیں
سیکھ جائیں گے محبت کے قرینے ہم لوگ

ہوگی پھر دولتِ عقبیٰ کی جھما جھم بارش
پھر شبِ قدر میں لوٹیں گے خزینے ہم لوگ

کون ہیں نعرۂ تکبیر سے جن کے اب بھی
چھوٹ جاتے ہیں مقابل کے پسینے ہم لوگ

جتنے گستاخِ رسالت ہیں، وہ سن لیں سیفی
اُن کو دیں گے نہ کبھی چین سے جینے ہم لوگ

ردیف ''ل''



کہیں کھلے گلِ خوشبو، کہیں ضیا کے پھول
ہیں باغِ ارض وسما میں تری ثنا کے پھول

ترے لعابِ دہَن کی تَری سے کِھل اُٹھے
تنِ مریض کی ہر شاخ پر شفا کے پھول

تبسمِ شہِ خوباں کا فیض ہے یہ بھی
چمن میں ہوتی ہیں کلیاں جو مسکرا کے پھول

کِھلے جو اُن کی بہارِ قدم سے پتھر پر
وہ یادگار ہیں اب تک نقوشِ پا کے پھول

ہلالِ نو! تجھے نسبت ہے اُن کے ناخن سے
خوشی سے اُن کی محبت میں جگمگا کے پھول

چھپا ہے نور کے سہرے میں ان کا حسنِ تمام
کسے ہے، تاب، دکھائیں جو وہ ہٹا کے پھول

اگر چہ آنا تھا صدیوں کے بعد اُن کو مگر
بشارتوں کے ، گئے انبیا بچھا کے پھول

وہ جان لیتے ہیں خوشبوئے غیب سے سب کچھ
اگر چہ دامنِ دل میں رکھیں چھپا کے پھول

ستم کے کانٹے بچھاتے رہے عدو لیکن
دم قدم پہ وہ دیتے رہے دعا کے پھول

مشامِ جانِ نبی کا سرور جن سے تھا
وہ ہیں حسین وحسن، باغِ فاطمہ کے پھول

جمالِ زندگیٔ نَو سے ہیں تر و تازہ
مہک رہے ہیں زمانے میں کربلا کے پھول

لحد ہے اُن کے لیے ایک روضۂ جنت
جو لے کے جاتے ہیں ایمان واِتّقا کے پھول

عروسِ نو کی طرح حُسنِ زندگی مہکے
بسیں حیات میں جو سنت و وفا کے پھول

وہ پہنچیں عشقِ نبی کی بلند شاخوں پر
جو چاہتے ہیں کہ مل جائیں ارتقا کے پھول

حضور! بارہا طیبہ میں حاضری ہو مری
قبول ہوں درِ اَقدس پہ التجا کے پھول

مزا تو جب ہے کہ بھیجوں درود کے غنچے
خبر یہ آئے ، لیے شہ نے مسکرا کے پھول

بِنائے کار ہے ایمان کا شجر ، سیفی !
ہیں سجدے اِس کے بِنا کاغذِ ریا کے پھول

ردیف ''ل''



پڑھ کر تری مدحت کا پہاڑا سرِ محفل
ہم نے غمِ دوراں کو پچھاڑا سرِ محفل

کچھ کہہ نہ سکے جھوٹے خداؤں کے پجاری
جب تیری صداقت نے لتاڑا سرِ محفل

چیلنج پہ دنیائے فصاحت رہی ساکت
اعجازِ بیاں نے ترے دھاڑا سرِ محفل

واری گئی یہ رسمِ سخن بھی ترے لب پر
سجتا تھا بلاغت کا اکھاڑا سرِ محفل

انوارِ ہدایت کی ہوا ایسی چلائی
ظلمت کا شجر تو نے اکھاڑا سرِ محفل

ہاتھوں میں لیا نطق نے جب خنجرِ حق کو
باطل کو ہر اک سمت سے پھاڑا سرِ محفل

الفاظ ترے، ارضِ سماعت کے ہیں فاتح
جھنڈا، ترے تذکار نے گاڑا سرِ محفل

ہوتی ہے یہاں چشمِ عنایت سے مرمت
بنتا ہے زمانے کا بگاڑا سرِ محفل

جو آیا غنیمت میں عطا کر دیا سب کچھ
یوں دامنِ تقسیم کو جھاڑا سرِ محفل

تابندہ تری ضو سے ہے یہ بزمِ شب و روز
بٹتا ہے ترے نور کا باڑا سرِ محفل

اللہ کی رحمت بھی برسنے لگی ، سیفی !
جب ان کے کرم نے مجھے تاڑا سرِ محفل

14/1/2022



ردیف ''ل''

محوِ طواف ، ارضِ گل و آسمانِ گل — صحنِ ثنائے رخ ہے مطافِ جہانِ گل
کتنے شہیدِ نرگسِ مازاغ ہیں یہاں — اللہ رے ! نشانۂ تیر و کمانِ گل
وہ نقدِ جان و مال پہ دیتے ہیں باغِ خلد — بازارِ حق میں گرمِ عمل ہے دُکانِ گل
عُشّاق کو پلاتے ہیں خود آگہی کا جام — مستِ اَلَست رہتے ہیں بادہ کشانِ گل
یہ مشکبار غنچے اُسی گل کا فیض ہیں — بہرِ سپاس، پیکرِ گل ہے زبانِ گل
وہ سرفرازِ نکہتِ سیرِ دَنیٰ بھی ہیں — اللہ نے بڑھائی ہے کیا قدر و شانِ گل
گلزار کن فکاں لَکَ ذِکرَک سے گونج اٹھا — ہر سو ہمارے گل کا ہے چرچا میانِ گل
صحرا بھی جس کے ذکر سے جنت کا باغ ہے — جانِ بہارِ قدس ہے وہ داستانِ گل
رکھتے ہیں قیدِ ہجر میں بھی بلبلوں کو وہ — شہرِ وفا میں سہل نہیں امتحانِ گل

سیفی! طیورِ حرف ہیں محوِ نمازِ نعت
مینارۂ خیال سے گونجی اذانِ گل

۱۴۴۴/۱/۳۰ھ

29/8/2022

ردیف ''ل''

یوں جلوۂ جاناں سے ہو سرشار مرا دل — ہر دم رہے مستِ مے دیدار مرا دل
ہے حسنِ طلب میں بڑا ہشیار مرا دل — بس ان سے اُنہی کا ہے طلبگار مرا دل
یہ کس کے تبسم کی کلی دل میں کھلی ہے — ہے رشکِ سحر، مطلعِ انوار میرا دل
مل جائے مجھے وصل کے گلشن میں ٹھکانہ — اِس ہجر کے صحرا سے ہے بیزار مرا دل
سرکار! اِسے رکھیے عنایت کے حرم میں — دنیا نہ کہیں کر لے گرفتار مرا دل
کیا نیند ہے ان کی، یہ ہے ارشاد کا حاصل — سوتی ہیں مری آنکھیں ہے بیدار مرا دل
بنتے ہیں جہاں نعت کے تابندہ گہر، وہ — ہے عشقِ نبی کا یمِ زخّار مرا دل
ہے فن کی زمیں، جن کی ہواؤں سے معطّر — مدحت کے، اُگاتا ہے وہ اشجار مرا دل
افلاکِ ثنا کے، لب و ندانِ نبی پر — کرتا ہے فدا ، انجمِ ضوبار مرا دل
اعدائے نبی سے نہیں رکھتا کوئی رشتہ — کرتا ہے محبت کا یوں اظہار میرا دل

سیفی ! ہوں اگر صاحبِ مازاغ کے جلوے
ہو عرشِ تجلّائے جہاں دار مرا دل

ردیف ''ل''

رخِ والضحیٰ پر ہے پردہ مسلسل — کسے ہوش ہو جو سرک جائے اک پل
یہ گیسوئے وَاللّیل کا ہے اُتارا — ستاروں بھرا ،رات کے سر پہ آنچل
سدا ڈوب جاتا ہے اُن کی ضیا میں — نہا کر نکلتا ہے سورج مکمل
سناتی ہے وصلِ گلستاں کے نغمے — چہکتی ہے فرقت میں یادوں کی کویل
تمنائے طیبہ کی کھیتی ہری ہو — خصوصی کرم کے برس جائیں بادل
اُگیں خیر کے پیڑ، باغِ عمل میں — سدا جن سے ملتے رہیں اَجر کے پھل
شجر بن کے محشر میں سایہ فگن ہو — جو دل میں نکلتی ہے طاعت کی کونپل
اگرچہ وہ بعثت میں ہیں سب سے آخر — مگر نور اُن کا ہے شہکارِ اول
تمام انبیا میں وہ سب سے نمایاں — وہ افضل وہ اکمل وہ اکرم وہ اجمل
سب اُن کے پسینے کی خیرات ہے یہ — گل وعنبر و مشک وعود اور صندل
جو دیں انبیا پر علی کو فضیلت — وہ کافر تو ہیں عقل سے بھی ہیں پیدل

زرِ عشق ، انمول سونا ہے سیفی !
نہ لوہا ، نہ چاندی ، نہ تانبا ، نہ پیتل

پیر ۲۹ رشوال المکرم ۱۴۴۱ھ

22/6/2020

ردیف ''ل''

تضمین بر کلام امام الکلام

کرتے ہیں فدا جس کے لب ورخ پہ چمن پھول — ہے جس کی ثنا گوئی میں غنچوں کا دہن پھول
بلبل ہے مگن پھول میں، جس میں ہے مگن پھول — سرتا بہ قدم ہے تنِ سلطانِ زمن پھول
لب پھول دہن پھول ذقن پھول بدن پھول

ڈھل کر تری توصیف میں ہوتا ہے سخن پھول — کرتی ہے تری یاد زمانے کی چُبھن پھول
ہر نقش قدم پھول ہے رحمت کا چلن پھول پر — صدقے میں ترے باغ تو کیا لائے ہیں بن پھول
اس غنچۂ دل کو بھی تو ایما ہو کہ بن پھول

گلشن تو بڑی چیز ہے اک گل نہیں کھلتا — ہم سے تو کوئی چاکِ غمِ دل نہیں سِلتا
مختار جہاں میں کوئی تم سا نہیں ملتا — تنکا بھی ہمارے تو ہلائے نہیں ہلتا
تم چاہو تو ہو جائے ابھی کوہِ محن پھول

کس راہ سے گزرے ہیں وہ جانانِ مدینہ — خوشبوئے گزرگاہ سے ملتا ہے قرینہ
وہ جس کی ہر اک بوند ہے نکہت کا خزینہ — واللہ جو مل جائے مرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دلہن پھول

چہرہ ہے کہ والشّمس کی ہے جلوہ نمائی — گیسو ہیں کہ واللیل کی ہے رمز کشائی
کیوں کر نہ کرے سارا جہاں مدح سرائی — دندان اور لب وزلف ورخِ شہ کے فدائی
ہیں درعدن، لعل یمن، مشک ختن، پھول

جس سے ہے جگر چاک، مصیبت کا بلا کا حَل عقدۂ مشکل ہے فنا اور بقا کا
دریا ہے رواں جس میں نبوت کی ضیا کا دل اپنا بھی شیدائی ہے اس ناخنِ پا کا
اتنا بھی مہِ نو پہ نہ اے چرخِ گہن پھول

سیفی گل وریحان شہنشاہ امم کی خوشبو سے مہکتی ہے فضا حلّ و حرم کی
مل جائے سیادت جسے گلزارِ ارم کی کیا بات رضا اُس چمنستانِ کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

ردیف ”م“

جانِ چمن، گیسوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر سو ہے خوشبوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
قبلۂ دل، ابروئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جھکتا ہے کعبہ، سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
چاند اشارے پر ہے قرباں، تارے تبسم پر ہیں نثار تکتا ہے سورج، روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
خم ہے سرِ افلاک بھی تیری اوج نسبت کے آگے اے زہے خاکِ کوئے محمد صلّی اللہ علیہ وسلم
خوب کہا تھا خُلق پہ ان کے مادرِ اہلِ ایماں نے قرآن، حُسنِ خُوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
چشمۂ دست کرم کے صدقے کوثر و تسنیم و زمزم سب کی تمنا، جُوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ان کی اطاعت میں ہے رہائی کہتا ہے یہ زمانے سے واقعۂ آہُوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
دستِ علی پر فتحِ خیبر اور شکستِ بابِ قموص فیضِ دمِ بازوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
یارب! گرمیِ محشر میں ہو سیفی پر بھی خاص کرم
سایہ فگن ہوں موئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

۲۴ر جمادی الاول ۱۴۴۵ھ

8/12/2023

ردیف ''م''



عشق کیا ہے نور کے سانچے میں ڈھل جانے کا نام
کیوں نہ ہو شمعِ فروزاں، تیرے پروانے کا نام

عشق نے بخشی ہے وہ دانائی و فرزانگی
باادب لیتے ہیں دانا تیرے دیوانے کا نام

سلسلہ جاری ہے تیرے در سے جامِ نور کا
حشر تک روشن رہے گا تیرے میخانے کا نام

یوں نگاہِ ساقیِ کوثر سے ہے مخمور وہ
مست ہو جاتی ہے محفل سن کے مستانے کا نام

موت ہے، اُن کی محبت سے اگر خالی ہے دل
جاودانی زندگی ہے، اُن پہ مرجانے کا نام

کرتے ہیں جذبات ، سیفی روضۂ شہ کا طواف
قبلۂ جاں ، کعبۂ دل اُن کے کاشانے کا نام



ردیف ''م''



لفظوں میں کہکشاں کو اتارا کریں گے ہم
دندانِ مصطفٰے پہ نثارا کریں گے ہم

مہتابِ وصفِ رخ کی جو پھیلے گی چاندنی
ہر ذرّۂ سخن کو ستارہ کریں گے ہم

رکھ کر نظر کے سامنے آئینۂ ادب
گیسوئے نعت یوں ہی سنوارا کریں گے ہم

غم کے کنویں کو اُن کے خیالِ لعاب سے
شہدِ سرورِ عشق کا دھارا کریں گے ہم

اک دن بہارِ وصل سے مہکے گا باغِ دل
گلہائے آرزو کا نظارہ کریں گے ہم

لے کر تبسمِ شہِ خوباں سے روشنی
شامِ حزیں کو، صبحِ دل آرا کریں گے ہم

ہم کو تو ڈوب جانا ہے دریائے عشق میں
اے سطحِ موج! تجھ سے کنارہ کریں گے ہم

دنیا بھی ایک میکدۂ خواہشات ہے
پی کر جو بہکا اس کو سدھارا کریں گے ہم

کچھ قطرے لے کے بارشِ صبرِ حسین کے
معدوم ، ہر جفا کا شرارہ کریں گے ہم

پروانہ وار آئیں گے قدسی ، مکان میں
روشن، چراغِ ذکر، تمھارا کریں گے ہم

اے طائرِ مدینہ یہی عزم لے کے اُڑ
رزقِ حلال پر ہی گزارا کریں گے ہم

گستاخِ مصطفٰی سے جو ہوتے نہیں الگ
کس طرح اُن کا ساتھ گوارا کریں گے ہم

مانے نہ مانے کوئی، ہمیں اس سے کیا غرض
جو رہبری ہے کام ہمارا ، کریں گے ہم

سیفی ! بلیغ تر ہے کنایہ ، صریح سے
اُن کی طرف غزل سے اشارہ کریں گے ہم



ردیف ”م“

سرورِ اَبرار پر لاکھوں سلام — احمدِ مختار پر لاکھوں سلام
گیسوئے واللیل پر تاباں درود — والضحیٰ رخسار پر لاکھوں سلام
دیدۂ مازاغ پر عرشی درود — نرگسِ دیدار پر لاکھوں سلام
بحرِ ما اَوحیٰ پہ ہو بے حد درود — موجۂ اسرار پر لاکھوں سلام
اُس گلِ لولاک پر مشکیں درود — جانِ لالہ زار پر لاکھوں سلام
جلوۂ حسنِ ازل جو نور ہے — اوّلیں شہکار پر لاکھوں سلام
مقطعِ نظمِ نبوت پر درود — مطلعِ انوار پر لاکھوں سلام
جو نکلتا تھا ہزاروں سال پر — نجمِ پردہ دار پر لاکھوں سلام
حسنِ کُنہِ ذات پر مخفی درود — گوہرِ اظہار پر لاکھوں سلام
اُس قدِ بے سایہ پر الطف درود — قامتِ ضوبار پر لاکھوں سلام
انگلیوں سے نور کے چشمے بہیں — ساقیِ انہار پر لاکھوں سلام
مہرِ یُوحیٰ ان کا نطقِ دل فروز — طلعتِ گفتار پر لاکھوں سلام
رہ گزر بنتی ہے رشکِ گلستاں — جاں فزا مہکار پر لاکھوں سلام
سیرتِ اعلیٰ پہ ہو احسن درود — خوبیِ اطوار پر لاکھوں سلام
سر قلم کرتی رہی جو کفر کا — خُلق کی تلوار پر لاکھوں سلام
جو بنی ان کی عطا سے شاخ ، تیغ — اس کی قاہر دھار پر لاکھوں سلام

چل کر آئیں بارگاہِ ناز میں — طاعتِ اشجار پر لاکھوں سلام
لے گئی جو دم میں تا عرشِ بریں — اُن کی اُس رفتار پر لاکھوں سلام
جس کے آگے جھک گئے شاہوں کے تاج — شوکتِ پیزار پر لاکھوں سلام
کرتے ہیں ان کو جو تسلیمِ نیاز — کلمۂ احجار پر لاکھوں سلام
ان کے اہلِ بیت پر اطہر درود — حرمت اطہار پر لاکھوں سلام
امہاتِ اہلِ ایماں پر درود — عِفّتِ کردار پر لاکھوں سلام
جس میں زہرا ہے کلی ،سبطین گل — اُس حسیں گلزار پر لاکھوں سلام
کربلا کے سرخ پھولوں پر درود — گلشنِ کرّار پر لاکھوں سلام
کُل صحابہ پر ہزاروں رحمتیں — ان کے چاروں یار پر لاکھوں سلام
باغِ طیبہ کے گلوں پر بلکہ نیز — خاک وخشت وخار پر لاکھوں سلام
مہبطِ خیرِ بشر ، ثور و حرا — تابِ جبل و غار پر لاکھوں سلام
روضۂ انور پہ ہو ہر دم درود — گنبد و مینار پر لاکھوں سلام
انبیا و اولیا ، غوث و معین — یعنی سب اخیار پر لاکھوں سلام
جان و دل سے ان پہ جو قربان ہے — امتِ سرکار پر لاکھوں سلام

ہم نے جو سیفی ! پیا روزِ اَلَست
بادۂ اقرار پر لاکھوں سلام

۱۱ محرم الحرام ۱۴۴۵ھ۔30/7/2023

ردیف ''ن''

حسنِ عارض پر جمال والضحیٰ کا پیرہن
جلوۂ واللیل ہے زلفِ دوتا کا پیرہن

پوچھیے جبریل سے والنجم کی تابانیاں
جب نہ تھا اُس نور پر خاکِ صفا کا پیرہن

خوشگواری ، دل نشینی ، نازکی ، پاکیزگی
پیکرِ گل پر ہے یہ کس کی ادا کا پیرہن

گمشدہ سوئی ملی جب مسکرایا آپ نے
پارۂ شب کو ملا روشن دیا کا پیرہن

ان کی آمد پر ملا پیڑوں کو سبزے کا لباس
چاند سورج اور تاروں کو ضیا کا پیرہن

اپنے وعدے پر رہے وہ اِس قدر ثابت قدم
تھا مکمل بے شکن ، عہدو وفا کا پیرہن

وہ دعا دیں یا رکھیں دست کرم یا پھر لعاب
ملتا ہے بیمار کو فورًا شفا کا پیرہن

بڑھ کے استقبال کرتے ہیں اجابت کے گلاب
جب پہنتی ہے دعا صلّ علی کا پیرہن

آپ کی شانِ نبوت پر یہ جوڑا خوب ہے
ابتدا کے پیرہن پر انتہا کا پیرہن

جانچ لو اچھی طرح لے کر چراغِ سنّیت
پہن کر آتے رہزن ، رہنما کا پیرہن

عورتوں نے دیکھ کر انوار ، کلمہ پڑھ لیا
بزمِ دعوت میں یوں چمکا فاطمہ کا پیرہن

سب یزیدی اک اشارے سے فنا ہوتے مگر
پہنا تھا شبیر نے صبر و رضا کا پیرہن

چاہے جو کپڑے پہن لے ہو نہیں سکتا ولی
جب تلک مومن نہ پہنے اِتّقا کا پیرہن

بارشِ رحمت کے اک چھینٹے نے سیفی دھو دیا
گر چہ میلا تھا بہت میری اَنا کا پیرہن

ردیف ''ن''

جوابِ آئینۂ ذو الجلال ، نا ممکن
ہو تیرا ہمسرِ حسن و جمال ، نا ممکن

ہر ایک پھول ہے تیری بہار کا جلوہ
گلابِ نور ! تری ہو مثال ، نا ممکن

ترے ہلالِ تبسم پہ عید ہے قرباں
طلوع ہو کہیں ایسا ہلال ، نا ممکن

امینِ راز ہیں ''واللیل'' کے ، ترے گیسو
حسین اتنے کسی کے ہوں بال ، نا ممکن

عروج ہے ''وَرَفَعنَا'' کے آسماں پہ سدا
ہو مہرِ ذکر کو تیرے زوال ، نا ممکن

ترا سخن بھی ہے لَارَیبَ فِیہِ وحیِ خفی
ہو اُس میں شک کا کوئی احتمال نا ممکن

پہنچ اُسی کی خدا تک ہے جو یہاں پہنچا
نہ ہو یہ وصل تو ہے وہ وصال نا ممکن

نبی نے دیکھا ہے حسنِ ازل ، شبِ اسریٰ
جہاں میں پائے کوئی یہ کمال ، نا ممکن

بروزِ حشر وہ دیکھیں ہماری تشنہ لبی
نہ آئے بحرِ کرم میں اُبال ، نا ممکن

ہے دھوم ، جود و نوالِ حضور کی ہر سو
تہی رہے کوئی دستِ سوال ، نا ممکن

یہ فضلِ رب سے ٹھکانہ ہے اہلِ ایماں کا
ہو اہلِ کفر پہ جنت ، حلال ، نا ممکن

شہیدِ ابروئے جاناں ہے کیوں کہیں مردہ
حیاتِ نو ، نہ ہو اُس کا مآل ، نا ممکن

کفن بھی میلا نہیں ہوتا اُن کے شیدا کا
مٹا دیں اُس کا نشاں ماہ و سال نا ممکن

حضورِ قلب گر ہو نماز میں ، سیفی
نہ آئے دل میں نبی کا خیال ، نا ممکن

جون ۲۰۱۹ء

ردیف ''ن''

کمالِ اتباعِ شاہِ دیں کا جس میں ہے روغن — چراغِ دل وہ سینے میں مثالِ مہر ہے روشن
بہارِ ذکر سے آباد ہے ورنہ ہے ویرانہ — کبھی یہ زندگی، صحرا، کبھی یہ زندگی، گلشن
زمانے میں نہیں ہے اس سے بہتر کوئی پہناوا — جو ذوقِ خوش لباسی ہو پہن! تقوی کا پیراہن
نبی کے ہاتھ پر سودا ہمارا ہو چکا پورا — خریدا ہے خدا نے خلد کے بدلے یہ تن من دھن
نوازا نوشۂ جنت نے یوں خیراتِ گیسو سے — بھرا ہے مشکِ مدحت سے عروسِ فکر کا دامن
وہ جلوہ بار رہتے ہیں حریمِ عشق میں جس کے — معطر رہتا ہے اس کے ہر اک کردار کا آنگن
انھیں کو ماننے سے مان ہے دنیا و عقبیٰ کی — جو ان سے دشمنی رکھے وہ علم و عقل کا دشمن

ہے پہلے تخلیہ پھر تحلیہ پھر تجلیہ سیفی!
بڑی مشکل سے دل ہوتا ہے حسنِ یار کا درپن

۱۳ر شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ

26/3/2021

ردیف ''ن''

تابِ نظر کسے کہ اٹھائیں نقابِ حُسن — ہے ان کے رازِ حُسن پہ ہر دم حجابِ حُسن
نورِ جمالِ رخ سے ہیں تابندہ، صبح و شام — فانوسِ مہر و ماہ میں ہے شمعِ تابِ حُسن
جنت کی دلکشی ہے تبسم کی اک جھلک — پایا گلوں نے اُن کے لبوں سے شبابِ حُسن
ہر سطرِ زندگی ہے ہدایت کی کہکشاں — حیرت زدہ ہے پڑھ کے زمانہ، کتابِ حُسن
سرِّ جمال اُن کا، خرد سے ہے ماورا — لیٰس ہے کہیں، کہیں طٰہٰ، خطابِ حُسن
حُسنِ جوابِ طائرِ سدرہ بھی ہے گواہ — باغِ جہاں میں اُن کا نہیں ہے جوابِ حُسن
خلّاقِ حسن کے ہیں حسیں تر، حبیب وہ — کیا حُسنِ انتخاب ہے! کیا انتخابِ حُسن
حسنِ ازل کا جلوۂ اول ہے اُن کا نور — سرچشمۂ جمال ہے اُن کی جناب حسن
رحمت کی خوشبوؤں سے دوعالم مہک اٹھے — باغِ خلیل میں جو کھلا وہ گلابِ حسن
سارے حسین، مثلِ ستاروں کے چھپ گئے — نکلا جو کائنات میں وہ آفتابِ حسن
زیبا ہے اُس گروہ کو خیر الاُمم کا تاج — رکھتا ہے جانِ حسن سے جو انتسابِ حسن
کردار کو حسین بناتی ہے پیروی — ہر گوشۂ حیات ہے درسِ نصابِ حسن
قُبحِ گنہ سے رہتا ہے محفوظ وہ بشر — جس کو پلاتے ہیں وہ نظر سے شرابِ حسن
حسنِ حضور، حسنِ دوعالم کی جان ہے — ہر حسن ان کے حسن سے ہے فیضِ یابِ حسن
کشتِ حیات میں بھی ہو فصلِ حسین تر — برسا دے نور، گیسوئے رحمت! سحابِ حسن!

سیفی! شبِ خیال میں پھیلی ہے چاندنی
بالائے بامِ نطق ہے وہ ماہتابِ حسن

۲ر ذی القعدہ ۱۴۴۲ء۔ 14/6/2021

ردیف ''ن''

گلِ شاہِ زمن امامِ حسن نازِ باغِ عدن امام حسن
محرم جلوۂ جمالِ ازل آیتِ ذوالمِنَن امام حسن
سر سے تا سینہ ہم شبیہِ نبی رشکِ ماہِ گہن امام حسن
لمسِ ریحانِ مصطفی کے نثار شوقِ مشکِ ختن امام حسن
ہے قدو رخ پہ آپ کے قرباں حُسنِ سرو و سمن امام حسن
زہد و تقویٰ ، لباس ہے جن کا کیا ہی خوش پیرہن امام حسن
مسکرائیں تو پھول کِھل جائے ہیں وہ غنچہ دہن امام حسن
بادۂ معرفت پلاتے ہیں ساقیِ انجمن امام حسن
تم نے چوسی زبانِ یُوحیٰ جو فیض ہے موجزن امام حسن
آبِ تطہیر سے ہے ان کی نمود نور تن ،گل بدن امام حسن
خونِ خیرالبشر خمیر میں ہے ہر طرح سے حَسَن اَمام حسن
داعیِ اِتّحادِ اہلِ حق صلح پر گامزن امام حسن
نافیِ فتنہ ہائے رفض و خروج میرِ اہلِ سنن امام حسن
زہر دے کر بھی نامراد ، عدو زندہ ،زیرِ کفن امام حسن
وجہِ حسنِ سرور آپ کا نام غمِ دنیا شکن امام حسن
موم ہوتے ہیں سن کے پتھر دل جب ہوں گرمِ سخن امام حسن
کیوں نہ روشن ہوں فکروفن سیفی
دل میں ہیں ضو فگن امام حسن

۲۸ رصفر المظفر ۱۴۴۶ھ۔3/9/2024

ردیف ''ں''

عیدِ میلاد کی ہر شاخِ ثمر کاٹتے ہیں کیسے نادان ہیں پھل دار شجر کاٹتے ہیں
شر سے محفوظ وہ رکھتے ہیں فضائے ہستی مُرغِ اَمّارۂ عصیاں کے جو پر کاٹتے ہیں
ارضِ سنگلاخ کو کرتے ہیں زمینِ زرخیز بو کے ہم تخمِ ثنا ، فصلِ ہنر کاٹتے ہیں
امنِ عالم کی ضمانت ہے اطاعت ان کی عدل کی تیغ سے وہ ظلم کا سر کاٹتے ہیں
ایک تریاقِ شفا بھی ہے لعابِ اقدس پل میں وہ سانپ کا زہریلا اثر کاٹتے ہیں
کرتے ہیں قیدِ غمِ دہر سے وہ دل کو رہا دامِ کلفت کو بہ یک تیرِ نظر کاٹتے ہیں
ان کی رفتارِ قدم پر ہے زمانہ ، حیراں دم میں صدیوں کی مسافاتِ سفر کاٹتے ہیں
کیا لگائے کوئی اندازۂ زورِ بازو ! جب اشارے سے فلک پر وہ قمر کاٹتے ہیں
کامیابی کا اجالا ہے بہ ربطِ اسلام وہ ہیں ظلمت میں جو یہ تارِ ظفر کاٹتے ہیں
اُفقِ خوابسے نکلے گا وہ مہتابِ وصال ہجر کی رات ، بہ امیدِ نظر کاٹتے ہیں
کاٹ دیتا ہے خدا ،خلد سے ان کی میراث جو یہاں حصۂ میراثِ دگر کاٹتے ہیں
ہر قدم ، زیست کا ہے موت کی جانب سیفی !
ہم جو یہ راستۂ شام و سحر کاٹتے ہیں

۱۵ رربیع النور ۱۴۴۴ھ

12/10/2022

ردیف ''ں''

پرو کر سلکِ فن میں تحفۂ تالیف لاتے ہیں
چمن زارِ سخن سے ہم گلِ توصیف لاتے ہیں

انہی کی نقل سے تابندہ ہے آئینۂ ہستی
اداؤں میں وہ نورِ نسخۂ تنظیف لاتے ہیں

فلک پر دم زدن میں ہوتا ہے مہتاب، دو ٹکڑے
اشارہ جب عمل میں وہ پئے تنصیف لاتے ہیں

کوئی بھی دیکھنے والا نہیں ہے نکتہ چیں ان پر
کہ اعدا بھی زباں پر کلمۂ تعریف لاتے ہیں

کبھی سیرت نگاری کا ادا حق ہو نہیں سکتا
مُحرِّر، آئے دن لکھ کر نئی تصنیف لاتے ہیں

فضائل میں تو ہیں مقبول یہ ہم بھی پئے حجت
حدیثیں جن کے نیچے ہے خطِ تضعیف لاتے ہیں

ستارے نور کی خیرات لینے جھکتے ہیں سیفی
جہاں میں صاحبِ لولاک جب تشریف لاتے ہیں

۸ ربیع النور ۱۴۴۴ھ/5/10/2022

ردیف ''ں''

راہِ حق کا سراغ رکھتے ہیں
والضحیٰ کا چراغ رکھتے ہیں

طلعتِ نعت ہے درونِ دل
روشنی کا ایاغ رکھتے ہیں

پھول چُنتے ہیں حرفِ مدحت کے
حسنِ معنیٰ کا باغ رکھتے ہیں

جن پہ رہتا ہے ان کے غم کا سرور
وہ جہاں سے فراغ رکھتے ہیں

سوچتے ہیں جو اُن کو شام و سحر
کیا ہی اعلیٰ دماغ رکھتے ہیں

ہم مہِ عشق کیوں نہ ہوں سیفی !
تابِ نسبت کا داغ رکھتے ہیں

ردیف ''ں''

جو پھل درختِ شریعت سے مستفاد نہیں
فریبِ نفس ہے وہ، توشۂ معاد نہیں

دیارِ عشق میں ہر دن ہے بارش رحمت
مگر فضا میں کہیں نامِ ابر و باد نہیں

اک ایسی جائے اماں ہے پناہِ شہرِ کرم
حرامِ فتنۂ دنیا نہیں ، فساد نہیں

نہ کیوں ہو فطرتِ اسلام پر نمودِ بشر
مے اَلَست جو پی تھی اگر چہ یاد نہیں

یہی ہے حاصلِ ارشادِ صاحبِ لولاک
جہادِ نفس سے بڑھ کر کوئی جہاد نہیں

ہیں آپ سارے جہانوں پہ رحمتِ باری
وہ کون ہے جو درِ مصطفیٰ سے شاد نہیں

بجھی ہوئی ہے ہدایت کی کہکشاں سیفی
جو رہ نوردِ شریعت ہے نا مراد نہیں

۱۴/۲/۱۴۴۴ھ۔11/9/2022

ردیف ''ں''

سب منتظرِ حکم ہیں ، تیار کھڑے ہیں
صدیوں سے تری چاہ میں اشجار کھڑے ہیں

دیکھا جو تیرے رقبۂ اعجازِ بیاں کو
حیرت میں فصاحت کے زمیں دار کھڑے ہیں

سیرت کے چمن زار میں دل ہوتے ہیں مفتوح
کردار ، لیے حُسن کی تلوار ، کھڑے ہیں

الفاظ کو دے کعبۂ دل ! اذنِ حضوری
احرامِ ثنا میں سرِ اظہار کھڑے ہیں

آتا ہے مہ و مہر کے گھر سے جو اجالا
جلوے ، ترے رخ کے پسِ دیوار کھڑے ہیں

بے جان بھی دیتے ہیں تیرے حق میں گواہی
ہوٹوں پہ لیے کلمۂ قرار کھڑے ہیں

ممنون ہے آبادیِ مسجد بھی تری ، یوں
سلیم کو سب گنبد و مینار کھڑے ہیں

داروئے شفا ، وصلِ درِ خیر ہے تیرا
ہو چشمِ کرم ! ہجر کے بیمار کھڑے ہیں

سلطان بھی کرتے ہیں ترے در کی گدائی
لینے کے لیے صدقۂ پیزار کھڑے ہیں

کیا بارگہِ ناز ہے ! دن رات فرشتے
از بہرِ سلامِ شہِ ابرار کھڑے ہیں

کس چاند کا ہوتا ہے گزر ، خاک پہ سیفی
تارے بھی لیے کاسۂ انوار کھڑے ہیں

۲۱/اپریل ۲۰۲۲ء

ردیف ''ں''

کہاں جمالِ رخِ یار کی شعاع نہیں
ضیائے فیض ، مسلسل ہے انقطاع نہیں

عروجِ صاحبِ اَسریٰ کی حد ، خدا جانے
یہاں شعور کو یارائے اِرتفاع نہیں

پیامِ ''فَاتَّبِعُونِی'' ہے یہ جہاں کے لیے
کسی کو قربِ الٰہی ، جُز اِتّباع نہیں

''لَتُؤمِنُنَّ بِہٖ'' کے مُطیع ، سارے نبی
تمام خلق میں ان سا کوئی مُطاع نہیں

ہر اک گدا کو وہ دیتے ہیں گوہرِ مقصود
یہاں ، زباں پہ کبھی حرفِ امتناع نہیں

ثنائے شاہ میں ڈوبی ہے زینتِ محفل
نگاہِ عشق میں یہ ، مال کا ضیاع نہیں

ثمر نیا ہے مگر دین کا شجر ہے قدیم
جو بدعتِ حسنہ ہے وہ اختراع نہیں

کرے گی ان کی محبت قریب تر اُن سے
اگر چہ حسنِ عمل کا بہت متاع نہیں

عدو کو بھی ہیں مسلم ، مَکارمِ اخلاق
کمالِ خُلق میں ان کے کوئی نزاع نہیں

جمالِ ذات پہ ان کے ہیں راز کے پردے
جہاں کو حسنِ حقیقت پہ اطلاع نہیں

درِ رسول کا گستاخ کیسے مومن ہو
محال کیا دو نقیضوں کا اجتماع نہیں

ہر اک کمال ، تفرُّد پہ ان کے ، نازاں ہے
بہادری کہے ان سا کوئی شجاع نہیں

وہ بانٹتے ہیں زمانے کو بے بہا ، سیفی !
عطا حضور کی محدودِ مُدّ و صاع نہیں

۲/رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ ۔ 3/4/2022

ردیف ''ں''

بادہ وخُم سے کیا غرض، منتِ جام اٹھائے کیوں
جس کو خمارِ عشق ہو، غیر سے دل لگائے کہوں

ان کا کرم ہے دل نواز، غم کی تپش جلائے کیوں
رہتے ہیں ان کے سائے میں دھوپ ہمیں ستائے کیوں

آ گیا موسمِ بہار، برگ وشجر ہیں خوش گوار
فیضِ عرق ہے مشکبار، غنچہ نہ مسکرائے کیوں

دُرِّ خوش آب دید سے بھرنی ہے جیبِ آرزو
ڈوبے ہیں بحرِ عشق میں کوئی ہمیں ترائے کیوں

اولِ خَلقِ ذو الجلال ، خاتَمِ بعثتِ کمال
جلوۂ ذاتِ بے مثال ان سا جہاں میں آئے کیوں

ذکر جمال کو بہ کو ، رعبِ جلال سو بہ سو
آئے جوان کے روبرو، رخ پہ نظر جمائے کیوں

قلزمِ جودِ تاجور ، جوش پہ ہو سدا اگر
پیشِ گدا، زبان پر ''لائے نفی'' وہ لائے کیوں

شعلۂ عشق میں رواں، چشمۂ لطفِ بے کراں
اے زہے سوزشِ نہاں! کوئی لگی بجھائے کیوں

نور کی کائنات میں ، صحنِ تجلیات میں
آیا ہے شہرِ نعت میں، حرف نہ جگمگائے کیوں

چھیڑے نہ خوگرِ ستم، شرک سے کر کے متَّہم
بیٹھے ہیں ان کے در پہ ہم کوئی ہمیں اٹھائے کیوں

آج ہی ان کو مان لے تا کہ نہ کل یہ کہہ سکے
ان کی پناہ لی نہیں میں نے جہاں میں ہائے کیوں

اہلِ عجم ہوں یا عرب، حکم پہ سر جھکائیں سب
قولِ نبی ہے قولِ رب، اس میں ہو دخلِ رائے کیوں

سیفیِ ہند پر شہا ! چشمِ کرم رہے سدا
حال ہے تم سے کیا چھپا بندہ، زباں ہلائے کیوں

26/7/2021

ردیف ''ں''

خلد تیری ہے ، محلّاتِ اِرم تیرے ہیں
خامۂ نور سے جو نام ، رقم تیرے ہیں

فرش تا عرش جو لہرائے ہیں رب نے ہر سو
''وَرَفَعنا لَكَ ذِكرَك'' کے علَم تیرے ہیں

مرتبہ، تیری رضا کا ہے فَتَرضٰی سے عیاں
رب کے دربار میں کیا ناز ونعم تیرے ہیں

لامکاں میں تری شوکت کا ستارہ چمکا
جو سرِ عرش گئے تھے وہ قدم تیرے ہیں

تا قیامت نہیں پوشیدہ کوئی شی تجھ سے
ہر گھڑی پیشِ نظر، لوح وقلم ، تیرے ہیں

علمِ دنیا بھی تصدُّق ہے تری چوکھٹ کا
صفحۂ دہر پہ انوارِ حِکَم تیرے ہیں

قطرۂ قُلزمِ حکمت کی ترے کیا ہو مثال
موجزن جتنے سمندر ہیں وہ نم تیرے ہیں

ہر گلستانِ سخن میں ہیں تری نعت کے رنگ
نغمہ خواں اہلِ عرب ، اہلِ عجم تیرے ہیں

شرک بیزار ہیں بت، کفر سے نفرت اُن کو
کلمہ گو ، دیر وکلیسا کے صنم ، تیرے ہیں

سارے عالم ہیں ترے دائرۂ رحمت میں
ساری مخلوق پہ الطاف وکرم تیرے ہیں

آیتوں میں ہے ترے خُلق کی وہ شانِ عظیم
پاک ہر عیب سے اخلاق و شِیَم تیرے ہیں

سارے سیّارے ترے گرد ہیں مصروفِ طواف
ہفت افلاک بھی دربار میں خم تیرے ہیں

دنگ ہیں تیری طرف دیکھ کے اہلِ محشر
کیا تری شان ہے، کیا جاہ وحشم تیرے ہیں

قول وکردار سے کیوں آئے نہ تیری خوشبو
دل جو ہیں اہلِ محبت کے حرم تیرے ہیں

بَن میں بھی بلبلِ شیدا نہیں افسردہ ترا
پھول بن بن کے مہکتے ہیں جو غم تیرے ہیں

رب سلامت رکھے ایمان ، فدا ہیں تجھ پر
جب تک اے جانِ جہاں دم میں ہے دم تیرے ہیں

تیری نسبت سے زمانے کو ملا خیر وشرف
امتی بھی جو ہوئے خیرِ امم ، تیرے ہیں

تیرے گستاخ کو دنیا میں نہیں کوئی جگہ
دشت تیرے ہیں چمن تیرے ہیں یَم تیرے ہیں

لاکھ دعویٰ ہے مرا اُن کا ہوں لیکن سیفی
کاش ! اک بار وہ فرمائیں کہ ہم تیرے ہیں

ردیف ''ں''

بے کیف و کم، سیرِ دَنیٰ یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
محرم ہوں کیا اَین و مَتیٰ یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

قرآن سے پوچھا، بتا! سنبل ہیں گیسو یا گھٹا
''وَاللّیل'' نے بڑھ کر کہا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

وہ مصحفِ روئے نبی، گل ہے کہ ہے ماہِ مُبیں
آئی صدائے ''وَالضُحیٰ'' یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

شیدا ترا لعلِ یمن ، تجھ پر فدا دُرِّ عدَن
مثلِ لب و دنداں، شہا! یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

گل پر ہے بلبل کی نظر، پروانے کی ہے شمع پر
مقصود ہے جلوہ ترا ، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

شب میں جو گُم سوئی ملی، کیا تھا؟ دیا یا چاندنی
بولی تبسم کی ضیا ، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

وہ مظہرِ حسنِ ازل، ہے بے مثال و بے بدل
سایہ نہ تھا ثانی ہو کیا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

جب ہوگی عصیاں کی سزا، تاخیر ہوگی یا سدا
مژدہ، شفاعت نے دیا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

طوفانِ غم تھا زور پر، گھیرے تھا فرقت کا بھنور
آئی کرم کی جب ہوا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

یہ تھا محبت کا نشہ، اصحاب تھے مستِ وفا
خُم تھا نہ کوئی جام تھا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ایماں، بِنائے بندگی، اُس کے بِنا، کیا زندگی!
جب تک نہ ہو بُن کی بقا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

اصلِ طریقت، شرع ہے، جانِ ولایت شرع ہے
راہِ شریعت سے جدا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

افسوس ہے اُس پر سدا گانوں میں جو ہے مبتلا
نعتِ نبی ، حمدِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

باغِ فدک کا مسئلہ، اِن کی ہے یا اُن کی خطا
یہ سوچنا بھی ہے خطا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

سیفی ! غزل کی تاب کیا، حسنِ قصیدہ بھی سوا
جب نعت کا سورج اُگا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

10/7/2020

ردیف ''ں''

حسن و جمالِ بے مثال کوئی بتائے کیا کہ یوں
آ کے حریمِ نور سے جلوۂ رخ دکھا کہ یوں

سوزنِ جذبۂ عمل ، ظلمتِ عیش میں ہے گم
دل میں ہو کیسے روشنی آ ! ذرا مسکرا کہ یوں

تجھ سے ہے عرضِ تشنہ کام، بادۂ چشمِ لالہ فام
سنتے ہیں آئے دن مدام آنکھوں سے اب پلا کہ یوں

تابشِ چہرۂ نبی ، کیسے بیاں ہو ، فکر تھی
کر کے اشارہ کہہ گئی آیتِ والضحیٰ کہ یوں

پوچھا جو خطِّ ناخنِ شہ کو نجومِ چرخ سے
بن کے ہلال، وقتِ شام، چاند چمک اٹھا کہ یوں

سمتِ خرامِ جانِ گل، پوچھیے کیا کسی سے جب
غمزۂ مشکبار سے کہتی ہے خود فضا کہ یوں

دشتِ شبِ حیات میں کس کو تھی راہ کی خبر
رہبرِ کارواں ہوئی طلعتِ نقشِ پا کہ یوں

حسنِ عروسِ فرض بھی تابِ سنن سے ہے عیاں
آئنہ دار بن گئی ان کی حسیں ادا کہ یوں

قاسمِ نعمتِ خدا، پردے سے دیں یا بے حجاب
سب کو ملا ہے جو ملا، خواہ وہ یوں ملا کہ یوں

تم ہو رسولِ با وقار ، محبطِ وحیِ کردگار
وہ بھی مگر ہے حکم دیں تم نے جو کہہ دیا کہ یوں

جو کہے نعتیہ سخن کیسے ہو غیرتِ غزل
اس کو سنا دے نغمۂ سیفیِ خوش نوا کہ یوں

ردیف ''ں''

تضمین بر کلام امام الکلام

عارض نے والضحیٰ کے جلوے دکھا دیے ہیں — واللیل گیسوؤں نے تارے لٹا دیے ہیں
والنجم کی چمک نے پردے اٹھا دیے ہیں — اُن کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیے ہیں
جس راہ چل دیے ہیں کوچے بسا دیے ہیں

کوئی کہیں ہو سب کی حالت میں اُن کی آنکھیں — ہر دم ہیں مغفرت کی چاہت پہ ان کی آنکھیں
مائل بصد کرم ہیں امت پہ ان کی آنکھیں — جب آ گئی ہیں جوشِ رحمت پہ ان کی آنکھیں
جلتے بجھا دیے ہیں روتے ہنسا دیے ہیں

اُن کے قدوم سے ہے دفعِ بلا و فتنہ — وہ لَا نہیں کہیں گے تو مانگ چاہے جتنا
پہنچا دے! کوئی جا کر ان تک پیام اِتنا — یہ دل ہمارا کیا ہے! آزار اِس کا کتنا
تم نے تو چلتے پھرتے، مردے جلا دئے ہیں

سینہ فگار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو — دل بے قرار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
آنکھ اشکبار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو — ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آ گئے ہیں سب غم بھلا دیے ہیں

کیا اِس قدر خزانے کہیں اور بٹتے ہوں گے — منگتا کسی کے در پر یوں آ کے جُٹتے ہوں گے
آرام سے جو در در کی لَے سے چُھٹتے ہوں گے — ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اٹھتے ہوں گے
اب تو غنی کے در پر بستر جما دیے ہیں

تم قاسمِ نِعَم ہو جب تو تمہاری جانب — دستِ طلب ہیں دیکھو سب تو تمہاری جانب
مختار ہو جو چاہو رب تو تمہاری جانب — آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب
کشتی تمھیں پہ چھوڑی لنگر اٹھا دیا ہے

چَھٹ جائے غم کا بادل یہ اشک باری روکو — خوشیوں کی دھوپ نکلے یہ بے قراری روکو
شعلہ کوئی نہ لپکے جانب ہماری روکو — دولہا سے اتنا کہہ دو پیارے سواری روکو
مشکل میں ہے براتی پُرخار وادیے ہیں

گرمی شدید ہوگی ماحول زرد ہوگا — بے تاب روزِ محشر ہر ایک فرد ہوگا
کہتا درِ کرم پر حیرت سے درد ہوگا — اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفی نے دریا بہا دیے ہیں

گلزارِ عافیت کا غنچہ کسی نے مانگا — کانِ شرف سے نکلا ہیرا کسی نے مانگا
دیتے ہیں اس سے بڑھ کر جتنا کسی نے مانگا — میرے کریم سے گر قطرہ کے سینے مانگا
دریا بہا دیے ہیں دُر بے بہا دیے ہیں

دنیا میں کس قدر ہیں نغمہ سرا مسلم — سیفی کا بھی ہے حسنِ طرزِ نوا مسلم
لیکن یہ کہتے ہیں سب فن آشنا مسلم — ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آ گئے ہو سکّے بٹھا دیا ہے

ردیف ''ں''

تضمین بر کلام امام الکلام

جانِ لطف و قرار پھرتے ہیں حسنِ لیل و نہار پھرتے ہیں
نورِ پروردگار پھرتے ہیں وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

راہِ حق سے فرار پھرتے ہیں دہر میں داغدار پھرتے ہیں
کھاکے ذلت کی مار پھرتے ہیں جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں
در بدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں

جام ، شر کے بہت پیے ہم نے ظلم کے چاک بھی سیے ہم نے
معصیت کے مزے لیے ہم نے آہ کل عیش تو کیے ہم نے
آج وہ بے قرار پھرتے ہیں

دین کی شان کیا نظر آئے روحِ عرفان کیا نظر آئے
اصلِ ایمان کیا نظر آئے جان ہیں جان کیا نظر آئے
کیوں عدو گردِ غار پھرتے ہیں

عشق کی یادگار پر قدسی حسن کے رازدار پر قدسی
قبلہ نور بار پر قدسی ہر چراغ مزار پر کرسی
کیسے پروانہ وار پھرتے ہیں

کیسے آئیں احاطۂ حِس میں بٹتی ہیں نعمتوں کی جو قسمیں
فرق کیا ہو امیر و مفلس میں اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں
مانگتے تاجدار پھر تے ہیں

غفلتِ عیش میں پڑا ہے کہاں تو ہمیشہ نہیں رہے گا یہاں
فکرِ فردا بھی کر ! ہے جانا وہاں ہائے غافل وہ کیا جگہ ہے جہاں
پانچ جاتے ہیں چار پھرتے ہیں

کون کہتا ہے بعد میں سر دُھن کر ابھی سے خیالِ بیخ و بُن
جس میں ہے عافیت وہی رہ چُن بائیں راستے نہ جا مسافر سن
مال ہے راہ مار پھرتے ہیں

آہ سیفی ہمارا ذکر ہی کیا جب مجدّد امامِ اہلِ صفا
از رہِ عجز یوں ہیں نغمہ سرا کوئی کیا پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے کُتے ہزار کرتے ہیں

ردیف ''و''

نجومِ نطق میں تو ہے مہِ مقال میں تو
مثالِ مہر ہے روشن کبھی خیال میں تو

تجلّیاں ہیں ترے نور کی زمانے میں
ہر اک کمال ہے تجھ میں ہر اک کمال میں تو

مہک رہی ہے چمن در چمن تری نکہت
نہاں ہے فطرتِ گل کی رگِ جمال میں تو

لرزتے ہیں در و دیوار گردشِ دوراں
کبھی جب آتا ہے بہرِ خدا، جلال میں تو

ثنائے جانِ بہاراں! ترے کرم کے نثار
کہ لاجواب ہے دفعِ غم و ملال میں تو

وہ آفتاب کہ ہر دم، عروج ہے تیرا
محال ہے کہ کبھی ہو دم زوال میں تو

نویدِ عید ہے تیری نمود، ناخنِ شہ!
قمر ہے عکس ترا، شیشۂ ہلال میں تو

ہر ایک وصف یہ کہتا ہے اَیُّکُم مِثلی
کہاں سے آئے کسی حیطۂ مثال میں تو

حریمِ خواب میں روشن رہے شبِ فرقت
سدا رہے مرے آئینۂ وصال میں تو

اِسی پہ ختمِ سخن کرتا ہے دلِ سیفی
مرے جواب میں تو ہے، مرے سوال میں تو

۸ رشوال المکرم ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

21/5/2021

ردیف ''و''

لیلۃ القدر کے پُر کیف نظارے گیسو
ہے بڑی رات کہ بڑھ آئے تمہارے گیسو

رمزِ واللیل کے پردے میں سنوارے گیسو
کیا ہی اللہ کو پیارے ہیں یہ پیارے گیسو

شانے تک آ کے مُڑیں کلمۂ ''را'' کی صورت
شانِ رحمت کے کریں کیا ہی اشارے گیسو

جذبہ و شوقِ تلاوت کو جگا دیتے ہیں
والضحیٰ رخ کے جب آتے ہیں کنارے گیسو

بیچ میں مانگ ہے ایسی کہ رواں چشمۂ نور
کہکشاں تجھ پہ لٹاتی ہے ستارے گیسو

آخرِ حج ہوئے رخصت کہ رہیں محشر میں
بن کے رحمت کی گھٹا سر پہ ہمارے گیسو

حشر کی دھوپ میں یہ ابرِ کرم برسے گا
جلتے جسموں سے بجھائیں گے شرارے گیسو

تشنۂ دید کو دیتے ہیں شرابِ تسکیں
شوقِ دیدار کے فرقت میں سہارے گیسو

اپنے جلووں سے بنا ہجر کو ہمدوشِ وصال
اِس شبِ تار کو دے وصل کے تارے گیسو

نور و نکہت کا خزانہ ہے ہر اک مُو سیفی
اُن کے گیسو پہ شبِ قدر نے وارے گیسو

ردیف ”و“



ان کا کرم بدلتا ہے احوالِ زِشت کو
بنجر زمین پر بھی اگاتا ہے کشت کو

اُمّی کی اِس ادا پہ مکاتب ہیں سجدہ ریز
لکھتے ہیں دل پہ پڑھتے ہیں دل کی نوشت کو

صدیوں سے جستجو میں ہیں غوّاصِ فکر و فن
پایا نہ کوئی آپ کے دُرِّ سرشت کو

اک اینٹ ہی کی قصرِ نبوت میں تھی جگہ
شہ نے تمام کر دیا اُس جائے خشت کو

روشن ہزار سال سے آتش کدہ جو تھا
اُن کی چمک نے دم میں بُجھایا کنشت کو

غالب نے جس زمین پہ دنیا کے گل کھلائے
سیفی نے عطرِ غم سے بسایا بہشت کو



ردیف ”و“



مستانۂ عارض ہوں ، خُم ہو نہ پیالی ہو
آنکھوں پہ عیاں اُن کا بس جلوۂ عالی ہو

مہتابِ نبوت سے ہے عرضِ نیازِ دل
آ ! بامِ تمنا پر یہ رات اُجالی ہو

پھر طیبہ بلائیں وہ رحمت کے مزے لوٹوں
کچھ ایسا کرم کر دیں ! ہر لمحہ مثالی ہو

کیا شانِ تصرف ہے وہ چاہیں تو وقتِ جنگ
تلوار کی صورت میں اک پیڑ کی ڈالی ہو

جب سارے خزائن کی رکھتے ہیں کلیدیں وہ
پھر کیسے تہی دامن اس در پہ سوالی ہو

کیا کہیے جمال اُن کا، تمثیل کوئی کیا دے
قرباں ، خطِ ناخن پر جب حسنِ ہلالی ہو

ایمان کی دولت سے ہے قدرِ بشر ورنہ
وہ سیپ ہے بے قیمت گوہر سے جو خالی ہو

سب اُن کی شریعت کے پابند ہیں، کوئی ہو
"عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو"

افسوس کہ طیبہ میں رہ کر ہو بعید ان سے
فرقت ہو، اویسی ہو، وُصلت ہو، بلالی ہو

اُن کی ہے نظر دل پر یہ صاف رہے سیفی
کیا جسم کی رنگت کا ، گوری ہو یا کالی ہو

5/4/2021



ردیف ”و“



گلشنِ دل میں سدا اُن کی بہارِ یاد ہو
آئنہ دارِ لب و رخ ، ہر گُلِ نوشاد ہو

ختم ہو یہ شامِ فرقت نکلے خوشیدِ وصال
زندگی ، صبحِ جمالِ یار سے آباد ہو

حُرّیت کا راز ہے اُن کی غلامی میں نہاں
پہن ! طاعت کا قلادہ بندۂ آزاد ہو

جانچ لے! روشن چراغِ شرع سے راہِ عمل
معصیت کا جال پھیلائے کہیں صیّاد ہو

قبلِ آدم بھی رہی ”کُنْتُ نَبِیًّا“ کی شان
ایسا اُمّی کس لیے منت کشِ اُستاد ہو

کیوں نہ کوہِ فن سے نکلے چشمۂ شیرِ ثنا
تیشہ زن اُس میں جو ذوقِ عشق کا فرہاد ہو

قُلزمِ علمِ نبی کی وسعتیں سیفی ہوں کیا
حاملِ دریا جب اُن کا قطرۂ ارشاد ہو

۱۸ رذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

10/7/2020

ردیف ”و“



الفاظ میں کہاں ہے وہ تنویر ہو بہو
جو کھینچے ان کے حسن کی تصویر ہو بہو

جن کے بس اک اشارے سے کٹ جائے فوجِ غم
ابرو ہیں وہ ، اِلٰہ کی شمشیر ہو بہو

ہیں معجزے ، لعابِ نبی کے الگ الگ
حسبِ مراد ، ہوتی ہے تاثیر ہو بہو

ہر قول اُن کا ، دین ہے ، اسلام ، ہر عمل
دونوں ہیں لوحِ شرع کی تحریر ہو بہو

اُن کا کلام ، وحیِ خدا سے جدا نہیں
قرآن کی ، حدیث ہے تفسیر ہو بہو

طیبہ تو رشکِ خلد ہے ، یہ کس نے کہہ دیا
شہرِ نبی ہے خلد کی تصویر ہو بہو

دنیا ہے قیدخانۂ مؤمن ، ہیں خواہشات
راہِ وفا میں پاؤں کی زنجیر ہو بہو

احرامِ عشق میں رہے ملبوس ہر خیال
دل میں بھی اک حرم کی ہو تعمیر ہو بہو

تقویٰ کی فصل ، کشتِ عمل میں اُگائیے
ہر دانے پر ہو خلد کی تبشیر ہو بہو

پڑھیے بصد خلوص ، غمِ ہجر میں سدا
صلِّ علیٰ ہے درد کی اکسیر ہو بہو

اللہ کا ہے نام جہاں ، اُن کا نام ہے
ایسی ہے کس کی خَلق میں تشہیر ہو بہو

تعظیمِ مصطفےٰ بھی ہے ایمان ہی کی جان
حبِّ نبی کے مثل ہے توقیر ہو بہو

گرماؤ ! سوزِ عشقِ نبی سے فضائے دل
جذبات ہیں کہ وادیِ کشمیر ہو بہو

یارب ہو اُن کا خاص کرم مجھ پہ بارہا
کچھ ایسی کر دے میری بھی تقدیر ہو بہو

سیفی ہو خواب میں یوں زیارت حضور کی
جاگوں تو خواب کی ملے تعبیر ہو بہو



ردیف ''ہ''

حمدِ باری تعالیٰ جل شانہ

صد شکر کہ دل، صاحبِ ایمان ہے اللہ
جاں بھی ترے محبوب پہ قربان ہے اللہ

محرومِ تمنّا رہوں ، یہ ہو نہیں سکتا
میں سائلِ رحمت ہوں، تو رحمٰن ہے اللہ

اک جام سے مخمورِ مے قولِ ''بلیٰ'' کر
من ، تشنہ لب بادۂ عرفان ہے اللہ

اعداد سے ممکن نہیں نعمت کا احاطہ
مجھ پر بھی کروڑوں ترا احسان ہے اللہ

عالم میں اجالا ہے تری حمد کا ہر سو
ہر شے تری تسبیح میں ہر آن ہے اللہ

وہ بُعد کہ ہے عرشِ تخیل سے فزوں تر
وہ قُرب کہ اقرب زَ رگِ جان ہے اللہ

تو انفس و آفاق میں ہے مُظہرِ آیات
ہر عقل یہاں دیدۂ حیران ہے اللہ

یکتا ہے ترا حسن ، اَحد ہے تو صَمَد ہے
شرکت سے مُبرّا، تری ہر شان ہے اللہ

یہ آب و ہوا، برگ و ثمر، نقلِ شب و روز
یہ نظمِ جہاں بھی تری پہچان ہے اللہ

مخلوق ہیں، مرزوق ہیں ممنون ہیں بندے
خلّاق ہے، رزّاق ہے ، منّان ہے اللہ

لاسکتے نہیں جنّ و بشر مل کے بھی تمثیل
مخلوق سے بالا ترا قرآن ہے اللہ

گنجائشِ انکار نہیں اہلِ جہاں کو
خورشید سے روشن ، تری برہان ہے اللہ

ہر دور میں رسوائے جہاں کیوں نہ ہو گستاخ
ناموسِ محمد کا نگہبان ہے اللہ

سیفی پہ بھی ہو خاص کرم حمد کے صدقے
بندہ یہ ترا ، طالبِ غفران ہے اللہ

۲۶ اگست ۲۰۲۱ء



ردیف ''و''

اِن کے در پر جو مِلی خاک نشینی ہم کو
آسماں کرگئی نسبت یہ زمینی ہم کو

غمِ دنیا کی خزاں میں بھی شگفتہ رخ ہیں
دی مے عشق نے وہ خندہ جبینی ہم کو

ذاتِ لولاک ہے جب متنِ کتابِ ہستی
کیوں نہ محبوب ہو پھر حاشیہ بینی ہم کو

زندگی ، جہدِ مسلسل ہے رہِ مولا میں
ہے مُضِر ، کثرتِ آرام گُزینی ہم کو

جس سے ہٹ جائیں حدِ راہ شریعت سے قدم
مکرِ تہذیب کی وہ مے نہیں پینی ہم کو

ان کے صدقے میں رکھا خیر سے وابستہ ہمیں
رب نے دانش بھی عطا کی ہے تو دینی ہم کو

علمِ دنیا کی ترقّی بھی انہی کی برکت
ان کی رحمت سے ہیں آلاتِ مشینی ہم کو

غفلتِ عیش کو اب دور ہی رکھو! یارو !
آگے بڑھنے نہیں دیتی یہ کمینی ہم کو

اہلِ ایماں کے ہیں وہ شافعِ محشر ، سیفی !
ایک دن خلد کا ملنا ہے یقینی ہم کو

۲۱ صفر المظفر ۱۴۴۶ھ

27/8/2024

ردیف ''ہ''



وہ خیرِ رُسل، عرش کے مہمان وغیرہ — ہیں زیرِ لوا ان کے، سلیمان وغیرہ
ان کے لبِ اعجاز پہ حیراں ہیں سخنور — سنتے ہیں بہت غور سے قرآن و غیرہ
ترغیب ہے، آئیں درِ ''جَاءُوْكَ'' پہ عاصی — ملتی ہے یہاں دولتِ غفران و غیرہ
لعلِ یمَن و دُرِّ عدَن، بھی ہیں نچھاور — کیا خوب ہے تابِ لب و دندان وغیرہ
محرابِ درِ کعبہ جُھکی جن کی ثنا میں — ابرو ہیں کہ ہیں قبلۂ ایمان و غیرہ
ان کے درِ خیرات سے ہے سب کا تعلق — ہیں کاسہ بکف، دہر کے سلطان وغیرہ
ہم کو بھی رکھیں خاص عنایت کے حرم میں — صیّاد بہت پھرتے ہیں شیطان وغیرہ
میں بھی ہوں درِ میکدۂ فیض پہ حاضر — مجھ کو بھی عطا ہو مے عرفان وغیرہ
سب ان کے صحابہ ہیں ہدایت کے ستارے — بوبکر و عمر، حیدر و عثمان و غیرہ
ہم کشتیِ نوحِ عربی کی ہیں پنہ میں — کیا ہم کو ڈبوئے کوئی طوفان وغیرہ
اک وصل کی خوشبو سی مہکتی ہے سخن میں — جلتا ہے اگر عشق کا لوبان و غیرہ

سیفی بھی رہے ان کے قریں روزِ قیامت
ہوں ان کے ثنا خواں جہاں حسان وغیرہ

12/12/2023

ردیف ''ہ''



کیا کہیے! مدحِ گیسوئے رحمت کا فائدہ — دیتی ہے غم کی دھوپ میں یہ چھت کا فائدہ
سارے ملیح، ان کے نمک خوارِ حُسن ہیں — تا خلد ہے جمالِ ملاحت کا فائدہ
اشکوں سے دل بناتے ہیں آئینۂ وصال — عشاق یوں اٹھاتے ہیں فرقت کا فائدہ
ارضِ خیال پر جب اترتی ہے شامِ خوف — دیتی ہے نعت، صبحِ سکینت کا فائدہ
کلفت کے تلخ رس کو بناتا ہے شہدزاد — دیتا ہے یوں درود، حلاوت کا فائدہ
کشتِ سخن ہے فصلِ ثنا سے ہری بھری — کیا کیف زا ہے بارشِ رحمت کا فائدہ

سیفی! متاعِ زیست کرو ان کے نام پر
ہر دم فزوں ہے ان سے تجارت کا فائدہ

۸ رذوالحجہ ۱۴۴۴ھ۔ 26/6/2023

ردیف ''ہ''



کیوں نہ پھولوں میں رہے خندہ لبی کا سلسلہ — باغ میں اب تک ہے خوشبوئے نبی کا سلسلہ
جس ستارے کو ہزاروں سال تک دیکھا گیا — ہر طرف ہے اُس کے نورِ کوکبی کا سلسلہ
کثرتِ امت پہ محشر میں کریں گے فخر وہ — اُن کو ہے محبوب یہ طفل وصبی کا سلسلہ
رہ بری کا کام، اہلِ علم کے ذمے ہے اب — تا قیامت ہے یہ فرضِ منصبی کا سلسلہ
سارے گمراہوں سے ہم کو دور رہنا چاہیے — بڑھ نہ جائے، قرب سے بدمذہبی کا سلسلہ
ہے اگر دولت تو پہلے دیکھیے! دونوں حرم — پھر کبھی، سیرِ بلادِ اجنبی کا سلسلہ

جابجا صیاد ہیں سیفی! سنبھل کر رکھ قدم
دہر میں پھیلا ہے حُبِّ مطلبی کا سلسلہ

۶ رذی القعدہ ۱۴۴۱ھ۔ 6/7/2020

ردیف ”ہ“

نہیں ہے شرک ، سوالِ عطا کا دروازہ
نبی کا بابِ کرم ہے، خدا کا دروازہ

گِرا ہے گوہرِ مقصود، میرے دامن میں
کیا جو وا ، صدَفِ التجا کا دروازہ

چمن پہ چھا گئی گلہائے نعت کی خوشبو
عروسِ فکر نے کھولا ثنا کا دروازہ

تجلّیوں سے ہو میرا مکانِ دل، روشن
کُھلے جمالِ رخِ والضُحیٰ کا دروازہ

کمالِ عشق کا جلوہ تھا غارِ ثور پہ وہ
جو مکڑیوں نے بُنا تھا وفا کا دروازہ

ملی ہوئی ہیں محبت کی وادیاں دونوں
فنا کی حد سے ملا ہے بقا کا دروازہ

جسے ہے شہرِ ولایت کی آرزو، جائے !
کُھلا ہے سب کے لئے اِتّقا کا دروازہ

حدودِ شرع میں رہنا ہی کامیابی ہے
کبھی نہ کھولنا جرم و خطا کا دروازہ

یہ راز آیتِ **جاؤوك** سے ہوا روشن
ہے بابِ رحمتِ رب، مصطفےٰ کا دروازہ

نبی، مدینۂ حکمت ہیں تو علی مولا
ہیں شہرِ علم شہِ انبیا کا دروازہ

ترے نبی کے وسیلے سے ہے، دعا یارب
کھلے نہ ہم پہ مرض کا ، وبا کا دروازہ

مشامِ جاں ہو معطر ،شفا کی خوشبو سے
الٰہی ! کھول دے باغِ شفا کا دروازہ

فضائے فکر کو دیتا ہے چاندنی سیفی !
خیالِ رشکِ مہ و مہ لقا کا دروازہ

۱ر رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ۔25/4/2020

ردیف ”ہ“

لَو ، شمعِ محبت کی بڑھا اور زیادہ
روشن ہو زمانے کی فضا اور زیادہ

کردار کی کھیتی میں اُگیں خیر کے سورج
آفاقِ عمل میں ہو ضیا اور زیادہ

فرقت کی حرارت ہے گرے وصل کی شبنم
رحمت کی چلے ٹھنڈی ہوا اور زیادہ

سایہ بھی تو ہے اُن کی شفاعت کے شجر کا
اے خاورِ محشر ! نہ ڈرا اور زیادہ

پہنچے وہ سرِ عرش بریں ، بزمِ دَنیٰ میں
وہ قرب تھا قوسین سا یا اور زیادہ

وہ جانِ بہار آتے رہیں گلشنِ دل میں
کھلتے رہیں گلہائے ثنا اور زیادہ

اک جام سے بجھتی نہیں یہ تشنگیِ دید
ساقی ! مے دیدار پلا اور زیادہ

سیفی ! ہو ذرا دھوم سے میلاد کی محفل
دیپ اور زیادہ ہوں ، جلا اور زیادہ

۱۸ر شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ

13/4/2020

ردیف ''ہ''

چمک دار جس سے ہے سینہ، مدینہ
زمیں ہے انگوٹھی ، نگینہ ، مدینہ

زمانے میں یوں ہی مہکتا رہے گا
ہے جس میں نبی کا پسینہ، مدینہ

مری آرزو کے مچلتے ہیں بلبل
جب آتا ہے حج کا مہینہ ، مدینہ

تصور کی کشتی مجھے ساتھ لے چل
ہو منزل تری جب، سفینہ ! مدینہ

عروسِ محبت سنورتی ہے اِس میں
ہے جائے نزولِ سکینہ ، مدینہ

دکھادے الٰہی ! وہی پھر نظارہ
کہ ہے حسرتِ چشمِ بینا ، مدینہ

گزرتا نہیں کوئی خالی یہاں سے
لٹاتا ہے سب پر خزینہ ، مدینہ

مدینہ، قرینِ دل و جاں نہ کیوں ہو
کہ رکھتا ہے اُن سے قرینہ ، مدینہ

یہاں مرنے پر ہے شفاعت کا مژدہ
مبارک ہے تیرا دفینہ ، مدینہ

ہے میخانۂ فیض تیرا نرالا
کہ ہیں نور کے جام و مینا، مدینہ

ملی ہے جسے تیری آغوشِ رحمت
وہ ہے قابلِ رشک جینا ، مدینہ

عداوت جو رکھے گا تجھ سے ، یقینا
پگھل جائے گا وہ کمینہ ، مدینہ !

کسے کس پہ ترجیح دے کوئی سیفی
کہ مکہ، ہے مکہ ، مدینہ ، مدینہ

ردیف ''ہ''

کہیں اونچی نہ ہوجائے صدا آہستہ آہستہ
نبی کا در ہے اے سانسو! ذرا آہستہ آہستہ

جو دردِ ہجر بنتا ہے دوا آہستہ آہستہ
بشکلِ وصل ملتی ہے شفا آہستہ آہستہ

تمہاری زلفِ مشکیں سے جدائی کب گوارا ہے
معطر ہو کے جاتی ہے صبا آہستہ آہستہ

گلوں پر چھارہی ہے بےخودی فیضانِ خوشبو سے
دریدہ ہوتی ہے گُلگوں قبا آہستہ آہستہ

ہمیشہ صالحِ اعمال کے روغن سے تر رکھنا
بڑھے گی شمعِ ایماں کی ضیا آہستہ آہستہ

شفاعت کھینچ لے گی سوئے جنّت اہلِ عصیاں کو
سبھی ہوں گے جہنم سے رہا آہستہ آہستہ

مقامِ بدر میں محوِ دعائے ناز ، وہ محبوب
سرکتی جاتی ہے تن سے ردا آہستہ آہستہ

شرابِ عشق سے لبریز ہے جامِ سخن سیفی
مرے سامع پہ چڑھتا ہے نشہ آہستہ آہستہ

ردیف ”ھ“



تو وصل کا طالب ہے تو ہمت کی کمر باندھ
ٹوٹے گی ترے تیشۂ کردار سے ہر باندھ

ہوگا تری فطرت کے چراغوں میں اجالا
یادِ رخِ تاباں سے ہر اک تارِ جگر باندھ

لینے ہیں تجھے کعبۂ توصیف کے پھیرے
احرامِ ادب، شوق سے اے حرفِ ہنر! باندھ

پھر سلکِ محبت میں پرو! لفظ کے موتی
پھر گردنِ مدحت پہ نیا عِقدِ گہر باندھ

ذکرِ گلِ طیبہ سے مچا دھوم جہاں میں
آفاق میں جنت کا سماں شام و سحر باندھ

رب نے شبِ اسریٰ کا انھیں دولہا بنایا
مازاغ کا سہرا بھی دیا ان کے ہی سر باندھ

اعجازِ نبی دیکھا جہاں نے کھلی آنکھوں
وہ سحر ہے ساحر جہاں دیتے ہیں نظر باندھ

جب تک یہ پرندہ نہ ہو پابندِ اطاعت
ممنوع فضا میں نہ اُڑے، نفس کے پر باندھ

تقویٰ کی جو پوشاک پہنتے ہیں مسلسل
جاتے ہیں زمانے سے وہ دستارِ ظفر باندھ

دفعِ غمِ دنیا کے لیے، شغلِ زبان سے
ہے نعت کا تعویذ بہت زود اثر باندھ

وصفِ شہِ خوباں کا نہ سیفی ! ہو ادا حق
تو لاکھ سرِ حرفِ ثنا، شمس و قمر باندھ

22/1/2023

ردیف ”ھ“



فدا ہے جس پہ ہر اک نرگسِ جمال کی آنکھ
حسین تر ہے وہ محبوبِ ذوالجلال کی آنکھ

نگارِ سرمۂ مازاغ ہے کسے حاصل !
ہے بے نظیر، شہِ حسنِ بے مثال کی آنکھ

جو دیکھ لیتی ہے دنیا کو تا قیامت یوں
کہ جیسے دیکھے ہتھیلی بڑے کمال کی آنکھ

لطافتِ مہِ ناخن کی تاب کیا کہیے !
منائے عید جسے دیکھ کر ہلال کی آنکھ

فصاحتِ لبِ یُوحیٰ سے دم بخود ہیں فصیح
تکے ہے روئے سخن فکرِ خوش مقال کی آنکھ

سنی نہ سائلِ در نے کبھی ”نہیں“ کی صدا
ہمیشہ ٹھنڈی رہی صاحبِ سوال کی آنکھ

کبھی تو خوابِ شبِ ہجر میں وہ آئیں گے
امید رکھتی ہے نظّارۂ وصال کی ، آنکھ

نبی کی چشمِ عنایت سے جو عروج پہ ہے
کبھی اٹھے گی نہ اس کی طرف زوال کی آنکھ

صدا نہ دے مجھے ہنگامۂ جہاں ، سیفی !
ے محوِ جلوۂ جاناں ابھی خیال کی آنکھ



ردیف ”ھ“



پھلدار پیڑ دیکھ ! حسیں سبزہ زار دیکھ
اُن کے قدم سے عین خزاں میں بہار دیکھ

پروانہ وار آتے ہیں لیل و نہار دیکھ
شمعِ مزار پر ہے ملک کی قطار دیکھ

کہتی تھی اُن کے ڈھونڈنے والے سے جستجو
کس رہ گزار کی ہے فضا مشک بار دیکھ

پروائے مار ہے نہ ہے اندیشۂ اجل
ہوتے ہیں کیسے ان پہ فدا یارِ غار دیکھ

ان کا لعاب ایسا ہے اک نسخۂ شفاء
آتا ہے بے قرار کو دم میں قرار دیکھ

وہ جس کو چاہیں مژدۂ جنت عطا کریں
خلدِ بریں پہ بھی ہے انہیں اختیار دیکھ

اس در کے زائروں کو شفاعت کی ہے نوید
اک بار زندگی میں نبی کا مزار دیکھ

اللہ نے کیا ہے انھیں اس قدر غنی
آتے ہیں در پہ کاسہ بکف، تاجدار دیکھ

سیفی ! شرابِ عشق ہے جامِ حروف میں
بزمِ سخن پہ چڑھتا ہے کیسے خمار دیکھ

۶ رذوالحجہ ۱۴۴۵ھ۔ 12/6/2024

ردیف ”ھ“



رشتہ ہے میکدے سے نہ بنتِ عِنَب کے ساتھ
ہم پیتے ہیں شرابِ محبت، ادب کے ساتھ

اُس جانِ گل کی طرزِ نوازش پہ ہیں نثار
نغمہ طراز ہم بھی ہیں کُک خاص ڈھب کے ساتھ

اللہ رے ! طلوعِ تبسم کی دل کشی
رشکِ شفق وہ لب ہیں ہلال طرب کے ساتھ

دونوں ہیں نسبتِ شہِ خوباں سے باریاب
لعل و گہر کو ربط ہے دندان ولب کے ساتھ

دو بحرِ لطف و جود ہیں گیسوئے مصطفٰے
رزخ ہے مانگ بیچ میں اذنِ طلب کے ساتھ

تھے شاد کام ، صحبتِ جانِ مسیح سے
رکھتے نہ تھے صحابہ، تعلق، مطب کے ساتھ

ان کے عدو کے ہم بھی عدو ہیں، اسی لیے
جمتی نہیں ہماری، زمانے میں سب کے ساتھ

عشاق کو ہے اِن کے چراغِ ادا سے کام
چلتے نہیں وہ رسم و رہِ روز و شب کے ساتھ

مل کر بھی لا سکیں گے نہ قرآن کی مثال
چیلنج ہے عجم کو بھی سارے عرب کے ساتھ

دھوکہ نہ ان کے علم کے بارے میں دے لعین
وہ اعلمِ جہاں بھی ہیں امی لقب کے ساتھ

سیفی ! قتیلِ خنجرِ ابرو وہ خود ہوئے
نکلے تھے قتل کرنے جو سیفِ غضب کے ساتھ

۲ ربیع النور ۱۴۴۴ھ

28/9/2022



ردیف ”ھ“

یہ تاج ہائے کرامت ذرا سنبھال کے رکھ
تصورات میں نقشے حسیں نِعال کے رکھ

سرشک ، سوزِ غمِ ہجر سے اُبال کے رکھ
خطوطِ شوق ، سرِ آب یوں سوال کے رکھ

کبھی تو جلوہ دکھائیں گے وہ شبِ فرقت
ہر اک ادا میں دیے ، حسرتِ وصال کے رکھ

یہ دھوتے ہیں ترے نامے سے داغ ہائے گناہ
عمل کی لوح پہ قطرے کچھ انفعال کے رکھ

حدِ گماں سے ہے بالا ، مقامِ کُنہِ نبی
یہاں سمیٹ کے پَر ، طائرِ خیال کے رکھ

ترے پیامِ محبت کے نامہ بر ہیں یہ
غمِ نبی کے کبوتر بھی دل میں پال کے رکھ

نثارِ ناخنِ پائے حضور ہو جائے
کبھی تراشہ کوئی روبرو ہلال کے رکھ

ملا نہ کوئی ملے گوہرِ جمال ان سا
ہزار قلزمِ حسن و ادا کھنگال کے رکھ

عروسِ زیست سنورتی ہے تابِ سیرت سے
اِس آئینے کو سدا آگے خد و خال کے رکھ

گلِ سرور کی دیتے ہیں دم بدم خوشبو
یہ خارِ غم بھی زمانے میں ہیں کمال کے رکھ

کہیں یہ نفس نہ بازارِ دہر میں گم ہو
نبی کے نام کا پٹّا گلے میں ڈال کے رکھ

ہر ایک حرف ، سفیرِ حیات ہو سیفی !
چراغِ نعت سے بزمِ سخن اجال کے رکھ

۱۹/۱/۱۴۴۴ھ۔18/8/2022

ردیف ”ھ“

تنویرِ محمد کا یہ تابندہ اثر دیکھ
ہے خاک کے ذروں میں ستاروں کا ہنر دیکھ

کیا صاحبِ مازاغ کی ہے شانِ بَصَر دیکھ
خود حُسنِ ازل ، مدح کرے ، تابِ نظر دیکھ

دیکھ ! اُن کے لبوں سے جو گری برقِ تبسم
ظلمات کے دریا سے اُٹھی موجِ سحر دیکھ

کس شان سے آفاق میں ہے اُن کی حکومت
کہتا ہے فلک ، معجزۂ شقِ قمر دیکھ

خورشید بھی ہے مرضیِ محبوب کا پابند
کرتے ہیں زمانے کو بھی وہ زیر و زبر دیکھ

تسلیمِ محبت اُنھیں کرتے ہیں حَجَر سُن
چلتے ہیں سرِ عام ، اطاعت میں شجر دیکھ

اللہ ، رضا چاہتا ہے اُن کی ، یقیناً
ہر نخلِ دعا پر ہیں قَرَضیٰ کے ثمر دیکھ

صدیوں سے جو خوں ریز تھے آپس میں قبائل
پیغمبرِ رحمت نے کیا شِیر و شَکَر دیکھ

بے تیغ ، نبی کرتے ہیں اسلام کی تلقین
شمشیر بکَف ، ہو گئے قربان ، عمر دیکھ

خالد کی جو ٹوپی میں تھے وہ موئے مبارک
ہر جنگ میں حاصل تھی اُنھیں فتح و ظفر دیکھ

بچ صُحبتِ بد سے ، تری منزل ہے بہت دور
لُٹ جائے نہ رستے میں کہیں زادِ سفر دیکھ

سیفی ! یہ ہے نعتِ شہِ خوباں کی تجلی
ڈھلتے ہیں مری کارگہِ فن میں گُہر دیکھ

ردیف ''ی''

ان کے قدم کا نورِ اثر چاٹتی رہی ذرّے، نگاہِ شمس و قمر چاٹتی رہی
مشکِ خرامِ ناز کُھلا، دیر تک ہوا نکہت نواز، راہ گزر چاٹتی رہی
فیضِ عرق پہ ہو گئی شبنم، نثارِ گل بادِ صبا، رخِ گل تر چاٹتی رہی
اُس آستاں پہ طلعتِ فیضان دیکھ کر دیوار و در کو تابِ سحر چاٹتی رہی
سیر دنیٰ میں رفعتِ ہفت آسمان بھی خاکِ نعال خیرِ بشر چاٹتی رہی
چوما ہے جس نے ان کے سراپائے نور کو طیبہ کی وہ فضائیں، نظر چاٹتی رہی
ہجرت کی رات وہ نہ ملے حسرت عدو راہِ طلب میں گردِ سفر چاٹتی رہی
آئی ہوائے فیض تو شعلے بھڑک اٹھے الفت کی آگ غم کا شجر چاٹتی رہی

سیفی کلامِ شہ پہ سماعت، فصیح کی
لہجائے شوقِ بارِ دِگر چاٹتی رہی

ردیف ''ی''

قران مجید میں ہے قُل إِنَّمَآ أَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُكُم۔
حضور ﷺ نے صومِ وصال کے موقع پر صحابہ سے فرمایا تھا
"اَیُّکُم مِثلی" (تم میں کون ہے میرے جیسا)

لباسِ "مِثلُکُم" میں ہے جمالِ اَیُّکُم مِثلی حدیثِ شرحِ آیت ہے مقالِ اَیُّکُم مِثلی
جواب اُن کے کمالِ حسن کا تھا ہے نہ کوئی ہو دلیلِ شانِ یکتا ہے، سوالِ اَیُّکُم مِثلی
نگاہِ طائرِ سدرہ نے ڈھونڈا باغِ ہستی میں مگر پایا نہ کوئی گل، مثالِ اَیُّکُم مِثلی
نہ کیوں قربان ہو جائیں بصد حیرت مہ و انجم خطِ ناخن پہ روشن ہے ہلالِ اَیُّکُم مِثلی
شبِ اسریٰ لبِ ساحل، خرد کے قافلے گم ہیں خدا جانے، حدِ بحرِ کمالِ اَیُّکُم مِثلی
حقیقت اُن کی جب آئینۂ ذاتِ ازل ٹھہری انہی کو خلق میں زیبا ہے قالِ اَیُّکُم مِثلی
وہ پردہ دار ہیں ورنہ کسے ہو تابِ نظّارہ! جو آنکھوں پر عیاں ہو سرِّ حالِ اَیُّکُم مِثلی
صحابہ پر تھا روزے کا اثر لیکن نہ تھا اُن پر ہے ردِّ مِثلیت، صومِ وصالِ اَیُّکُم مِثلی
بروزِ حشر بھی چمکیں گے جلوے بے مثالی کے جہاں، دیکھے گا انوارِ مآلِ اَیُّکُم مِثلی
فدا، تمثیل ہے اُن پر تو حیراں، استعارہ ہے سخن ہے دم بخود، زیرِ خیالِ اَیُّکُم مِثلی

ہوا تاراج، زُعمِ ہمسری کا ہر محل، سیفی!
گری کچھ اس طرح برقِ جلالِ اَیُّکُم مِثلی

۱۴ رجب المرجب ۱۴۴۲ھ۔ 26/2/2021

ردیف ''ی''

جلوۂ حسنِ ازل ، جانِ ورا ہے کوئی
رازِ سربستۂ ''لَولاكَ لَمَا'' ہے کوئی

دیدۂ بلبلِ سدرہ سے بچا ہے کوئی !
گلِ طیبہ سا نگاہوں میں جچا ہے کوئی !

کوئی مشتاقِ زیارت ہے سرِ طور مگر
محوِ دیدار ، سرِ اوجِ دَنیٰ ہے کوئی

بارشِ نور سے کرتی ہے دلوں کو روشن
زلفِ وَاللَّیل کی مانند گھٹا ہے کوئی !

وَرَفَعنَا لَكَ ذِكرَك کی ہے آفاق میں دھوم
ان سا ممدوحِ خدا ہے نہ ہوا ہے کوئی !

اُس کے بِن، منزلِ عرفاں نہ ملی ہے نہ ملے
کُنتُ کَنزٌ کا درخشندہ پتا ہے کوئی

عقلِ کل بھی نہیں کرسکتی احاطہ سیفی
جس قدر سوچیے خوبی میں سوا ہے کوئی

۱۱ر صفر المظفر ۱۴۴۶ھ

17/8/2025

ردیف ''ی''

آئینۂ جمال ہے آفاقِ زندگی
ہر سو ہے اُن کا جلوۂ اشراقِ زندگی

ہر صفحہ ، آفتاب ہے ان کی حیات کا
اللہ رے ! وہ طلعتِ اوراقِ زندگی

روزِ الست اُن کی فضیلت پہ ہے گواہ
ان کے لیے تھا جلسۂ میثاقِ زندگی

آئے گی موت بھی لیے آبِ حیاتِ نو
ان پر سدا مَرے جو ہے مشتاقِ زندگی

مردہ نہیں ہے کوئی قتیلِ رہِ خدا
شاہد ہے اِس پہ آیتِ خلّاقِ زندگی

ایمان ، اصلِ مایۂ ہستی ہے دھیان رکھ
ہشیار ! کفر سے کہ ہے قزّاقِ زندگی

ان کا ہے در، جہاں کے لیے مکتبِ حیات
گفتار ہے مُعلِّمِ اسباقِ زندگی

قرآن کر رہا ہے ثنا جس کی بار بار
کیا ہی عظیم تر ہے وہ اخلاقِ زندگی

سیفی ! لحد فروز رہے گا یہ حشر تک
روشن چراغِ عشق سے رکھ طاقِ زندگی

ردیف ''ی''

عروجِ صاحبِ لولاک ، سبحان الذی اسریٰ
ورائے سرحدِ ادراک ، سبحان الذی اسریٰ

عجب تھی سرعتِ رفتار ، سوئے لامکاں اُن کی
تھا حیراں ، دیدۂ افلاک ، سبحان الذی اسریٰ

بصر نے رویتِ باری سے معراجِ نظر پائی
مِلی "مازاغ" کی پوشاک سبحان الذی اسریٰ

جمالِ "نَحنُ اَقرَب" کا نظارہ ہائے کیا کہیے
کم وکیف وجہت سے پاک ، سبحان الذی اسریٰ

فروغِ بحرِ "ما اَوحیٰ" کے آگے محوِ حیرت ہیں
یمِ عرفان کے تیراک ، سبحان الذی اسریٰ

لگی جو پائے انور سے ، خدا جانے کہاں پہنچی
تھی رشکِ کہکشاں وہ خاک سبحان الذی اسریٰ

جگانے کے لیے جبریل نے ان کے قدم چومے
ادب تھا کس قدر چالاک ، سبحان الذی اسریٰ

کمانِ حق نشاں لب نے جو روشن تیر برسائے
کیا باطل کا پردہ ، چاک ، سبحان الذی اسریٰ

کوئی کیا جانے اسرارِ مقاماتِ دنیٰ ، سیفی !
تھا ہر اقبال ، حیرتناک ، سبحان الذی اسریٰ

۱/شعبان المعظم ۱۴۴۳ھ۔5/5/2022



ردیف ''ی''

(تمام اشعار، مراعات النظیر کے آئینہ دار)

لعاب شہِ دیں ہے معجز نما بھی
تبرّک بھی شیریں ادا بھی شفا بھی

فدا ،زلف ورخسار ودندان و لب پر
شفق بھی ستارے بھی مہ بھی گھٹا بھی

دمِ ابروئے شہ کو حیرت سے دیکھے
کٹاری بھی تیغِ دودم بھی چُھرا بھی

ہیں مستِ نظر ہم، رہے دور ہم سے
صراحی بھی ساغر بھی مے بھی گھڑا بھی

سبھی منتظر تھے زمانے سے ان کے
حرم بھی حرا بھی منیٰ بھی صفا بھی

عجب وردِ صلِّ علیٰ ہے کہ بھاگے
مصیبت بھی غم بھی مرض بھی بلا بھی

انہی کی اطاعت ہے سارا تصوف
صفا بھی وِلا بھی فنا بھی بقا بھی

وہ لا کیوں کہیں ان میں ہیں خوبیاں سب
غنیٰ بھی دَیا بھی کرم بھی سخا بھی

انہیں کے عرق سے ہیں سیفی ! معطر
چمن بھی بہاراں بھی گل بھی صبا بھی

۱۶/۱۲/۲۰۲۲ء۔شب شنبہ



ردیف ''ی''

صبح ،تیری ہے،تری شام،رسول عربی
سارا عالم ہے ترے نام ، رسول عربی

دل،ترے کعبۂ اوصاف کا کرتا ہے طواف
باندھ کر نعت کا احرام ، رسول عربی

کب سے امیّد کی چھت پر ہے تمنائے نظر
آ ! مرے چاند، سرِ بام ، رسولِ عربی

ہے ترے نور سے میخانۂ عرفاں ، آباد
دے !ضیا بار کوئی جام ،رسولِ عربی

روئے خورشید بھی کرتا ہے جہاں کسبِ ضیا
وہ تری زلفِ سیہ فام ، رسولِ عربی

ہے ترے تیغۂ ابرو میں بھی وہ تابِ یقیں
کٹتی ہے گردنِ اوہام ، رسولِ عربی!

سارے آفاق میں پھیلی ہیں کرم کی شاخیں
ظلّ رحمت ہے ترا عام ، رسولِ عربی

ہر لبِ نطق ،ترا اسمِ گرامی چومے
کیا ہی پیارا ہے!ترا نام ،رسولِ عربی

جس کے سودے پہ ہو آمادہ تری چشمِ کرم
کیوں نہ ہوجائے وہ نیلام، رسولِ عربی

تیری توصیف کو ہے بحرِ سیاہی تھوڑا
کم ہیں اشجار کے اقلام ، رسولِ عربی

جن کو اللہ کے ایّام کہا قرآں نے
اُن میں ہیں تیرے سب ایام،رسولِ عربی

سرخروئی ہے ترے چاہنے والے کو سدا
تیرا منکر ہے بد انجام ، رسولِ عربی

نظم سیفی کو نہیں اہل دُوَل سے مطلب
بس تری نعت سے ہے کام ، رسولِ عربی

22/12/2021

ردیف ''ی''

کہتی ہے شوکتِ ماز اغ نگاہی تیری
زائرِ حق ہے تو ،عینی ہے گواہی تیری

گرمیِ نبضِ جہاں، تیرے لہو سے قائم
صبحِ ہستی ہے ضیا ، مہرِ الٰہی ! تیری

والضّحیٰ تیرے جمالِ رخِ انور کی قسم
رازِ وّاللّیل ہے زلفوں کی سیاہی ، تیری

حسن اوصاف کا ہے کس کو احاطہ جُز رب
خوبیاں ساری ہیں بے عیب تناہی، تیری

تیری مرضی کے ہیں خورشید و قمر بھی پابند
صاحبِ تاجِ فَتَرضیٰ وہ ہے شاہی تیری

امرِ دنیا ہی نہیں حیطۂ قدرت میں ترے
چلتی ہے دین میں بھی آمر و ناہی ! تیری

تیری خوشبو نے کیا مست،شبِ اسریٰ یوں
خلد کے پھول کریں چشم براہی تیری

راستہ دیتا ہے دریا بھی ترے لشکر کو
کیا ہی عظمت ہے محمد کے سپاہی! تیری

تیری بخشش کے لیے بلبلِ باغِ طیبہ !
وہ اگر چاہیں تو کافی ہے نوا ہی تیری

پر بجھاتے ہیں ملک تیرے قدم کے نیچے
اے زہے شان ! رہِ علم کے راہی ! تیری

کہہ دے منکر سے کوئی،آج ہی لے ان کی پناہ
ورنہ کل رکھی ہے محشر میں تباہی تیری

کیا ڈرے ! باد مخالف سے چراغِ سیفی
جب میسر ہے اسے پشت پناہی تیری

۴ ربیع الثانی ۱۴۴۳ھ

9/11/2021

ردیف ''ی''

صنعتِ مستزاد میں نعتِ مبارکہ

خورشید و قمر ، سنگ و شجر ، طائر و ماہی اے نورِ الٰہی
دیتے ہیں سبھی تیری نبوت کی گواہی اے نورِ الٰہی

کیا تجھ سے چُھپیں ارض وسماوات کے مُضمَر، اسرار کے پیکر
بخشی ہے خدا نے تجھے ما زاغ نگاہی ، اے نورِ الٰہی

مدحت میں تری ہے وَرَفَعنا لَکَ ذِکرَک، رفعت ہے ابد تک
ہے سلسلۂ ذکر ترا لا متناہی ، اے نورِ الٰہی

آفاق ، تیرے جلوۂ رخسار سے روشن ، ضوبار ہیں درپن
مہر و مہ و انجم میں ہے کیا ؟ تیری ضیا ہی اے نور الٰہی

وہ رویتِ باری میں ترا حسنِ تحمُّل ، آنکھوں کا تجمُّل
خود رب نے تری خوبیِ دیدار، سراہی اے نورِ الٰہی

غزوات میں بھی شانِ تقدس کے نظارے رحمت کے اشارے
آتے ہیں فرشتے بھی ترے بن کے سپاہی ، اے نورِ الٰہی

دریا بھی وہاں راستہ دیتا ہے بصد ناز، تاریخ ہے دم ساز
کرتا ہے جہاں تیرا کرم، پشت پناہی، اے نورِ الٰہی

آمد سے تیری ، خطۂ دل میں ہے اجالا ،تو چاند نرالا
مٹتی ہے تری ضو سے گناہوں کی سیاہی اے نورِ الٰہی

حُکّامِ جہاں بھی ہیں ترے در کے گدا گر خیرات کے خوگر
باندھی ہے ترے در کی، وزارت ہو کہ شاہی اے نورِ الٰہی

تو دائرۂ اہلِ نبوت کا ہے خاتم ،اے رحمتِ عالم
اب دعویِ پیغمبریِ نَو ہے تباہی ، اے نورِ الٰہی

اعمال کی بنیاد ہے ایمان پہ قائم، یہ حکم ہے دائم
ایمان کی ہے جان مگر تیری وِلا، ہی، اے نورِ الٰہی

مخمورِ مے وصلِ عنایت ہے وہ ہر دم ، کیا ہجر کا ہو غم
جس نے بھی تری دوستیِ یاد، نباہی اے نورِ الٰہی

تجھ سے ہے ملی ہم کو تمیزِ حق و باطل اے وحی کے حامل
تو آمرِ معروف ہے، مُنکَر کا ہے ناہی ، اے نورِ الٰہی

طیبہ میں ہو گھر اب یہاں مشکل ہے گزارا، امداد! خدارا
ہیں درپے آزار ، عدو خواہی نخواہی ، اے نورِ الٰہی

جس راہ پہ تابندہ ترے نقشِ قدم ہیں، جنت کے عَلَم ہیں
سیفی بھی ہمیشہ رہے اُس راہ کا راہی اے نورِ الٰہی

۱۵ر صفر المظفر ۱۴۴۳ھ۔ 22/9/2021

ردیف ''ی''

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

''میں خاتم النبیّین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں''

ترمذی : ج ۴، ص ۳۹۹، رقم: ۲۲۱۹

لمعانِ مہرِ سنت ہے لَا نَبِیَّ بَعدِی
صبحِ جمالِ رحمت ہے لَا نَبِیَّ بَعدِی

تکمیلِ دین کا ہے تاحشر یہ اجالا
نورِ تمامِ نعمت ہے لا نبیَّ بعدی

بابِ پیمبری ہے اب تا ابد مُقفّل
قُفلِ درِ نبوّت ہے لَا نَبِیَّ بَعدِی

خاتم کے ہیں مُفسِر خود انبیاء کے خاتم
تفسیرِ خاتَمِیّت ہے لَا نَبِیَّ بَعدِی

قرآن کہ رہا ہے وہ آخری نبی ہیں
تائیدِ حرفِ آیت ہے لَا نَبِیَّ بَعدِی

مثلِ مُسَیلمہ جو کذاب مُدّعی ہیں
سب کے خلاف حجت ہے لَا نَبِیَّ بَعدِی

مرزائیت کا جاری ہے قتلِ عام ہرسو
مسلول تیغِ قدرت ہے لَا نَبِیَّ بَعدِی

ظِلّی ہو یا بروزی سب زیرِ سیفِ لَا ہیں
مطلق نفیِ بعثت ہے لَا نَبِیَّ بَعدِی

دجل ودروغ کا یہ کرتا ہے چاک، پردہ
آئینۂ صداقت ہے لَا نَبِیَّ بَعدِی

سیفی ذرا ساشک بھی ایمان کا ہے قاتل
ایسی اٹل حقیقت ہے لَا نَبِیَّ بَعدِی

8/9/2021

ردیف ''ی''

ذکرِ جاناں سے نہ کیوں زلفیں سنواریں عید کی
اس گلِ رحمت سے ہیں ساری بہاریں عید کی

رخ دکھا کر موڑتے ہیں وہ، قطاریں عید کی
اُن کے ہے دستِ تصرف میں مہاریں عید کی

حسنِ روئے وَالضُّحیٰ سے کیوں نہ تابندہ ہو یہ
گیسوئے وَاللَّیل سے ملتی ہیں تاریں عید کی

ناخنِ شہ کے ہلالِ نَو ہوئے جب رونما
سینۂ اصحاب میں گونجیں پکاریں عید کی

کام، وہ کرنا ہے ہم کو جو انھیں راضی کرے
ہر خوشی اُن کے لبِ خنداں پہ واریں عید کی

آبشارِ عید سے روشن ہے آفاقِ جہاں
صورتِ انوار جو گرتی ہیں دھاریں عید کی

دے رہی ہیں مکتبِ تاریخ میں درسِ عمل
چھوڑی ہیں اسلاف نے جو یادگاریں عید کی

خامۂ حسنِ عمل سے لکھ کے تابندہ حروف
خوبیاں، لوحِ جہاں پر یوں اُبھاریں عید کی

زندگی میں صورتِ تقویٰ نظر آئے سدا
اِس طرح تصویر، دل میں ہم اُتاریں عید کی

آج ہے انعام کا دن، اہلِ ایماں کھل اُٹھے
ساعتیں، اب شکرِ مُنعِم میں گزاریں عید کی

رب کی شانِ کبریائی کا کریں ہم تذکرہ
غازۂ تکبیر سے صورت نکھاریں عید کی

خیرِ امت کی ترقی دیکھ کر غمگین ہے
چہرۂ ابلیس پر پڑتی ہیں ماریں عید کی

میری آغوشِ مسرت میں ہو اظہارِ خوشی
ہے نصیحت ''اہلِ غم ہمت نہ ہاریں'' عید کی

دولتِ دیدار کی حسرت لیے محوِ درود
کیوں نہ اے دل رات ہم دامن پساریں، عید کی

اتحادِ اہلِ ایماں بھی پیامِ عید ہے
آئیے! مل کر مناتے ہیں بہاریں عید کی

گرمیِ محشر میں سیفی! عید ہو سایہ فگن
دھوپ میں گرتی رہیں ٹھنڈی پھواریں عید کی

ردیف ''ی''

تیری رفتار ہے کیا! صبح ابھی شام ابھی
طیبہ لے چل! مجھے اے گردشِ ایام ابھی

شہرِ احساس مہکتا ہے کسی خوشبو سے
کوچۂ یاد سے گزرا ہے کوئی نام ابھی

خواب کی چھت پہ تمنائے نظر ہے بے تاب
کاش! آجائے وہ مہتاب، سرِ بام ابھی

من رآنی کا پلا! ساغرِ دیدار مجھے
ساقیا! دل ہے مرا، تشنہ لبِ جام ابھی

گلشنِ فکر میں کھلتے ہیں ثنا کے غنچے
عشق ہے محوِ طوافِ رخِ گلفام ابھی

وادیِ شوق میں ہوں صیدِ غزل، پاس نہ آ
جسمِ الفاظ پہ ہے نعت کا احرام ابھی

دردِ فرقت ہے تو رکھ صلِ علیٰ ورد زبان
نکہتِ وصل سے آجائے گا آرام ابھی

اُن کی رحمت کے برستے ہیں جہاں پر بادل
وا، زمانے پہ ہے دروازۂ انعام ابھی

لاکھ دنیا میں ترقی کرے کوئی لیکن
مُتبع اُن کا نہیں ہے تو ہے ناکام ابھی

تیرے کردار سے آتی نہیں خوشبوئے سُنَن
ثَمر دعویِ الفت ہے ترا خام ابھی

اُن کے اعدا سے کہو! خیر منائیں! ورنہ
زندہ، آفاق میں ہے غیرتِ اسلام ابھی

سوئے سیفی ہو سلیمانِ عرب! چشمِ کرم
لائے پیغامِ طلب، ہُدہُدِ الہام ابھی

۲۶ ربیع النور ۱۴۴۲ھ۔13/11/2020

ردیف ''ی''

آفاقِ دل میں طلعتِ فن اور بڑھ گئی
نعتِ نبی سے تابِ سخن اور بڑھ گئی

خیرات لے کے آئی صبا اُن کے باغ سے
رنگینیِ جمالِ چمن اور بڑھ گئی

بزمِ ثنائے زلف میں جب سے ہوئی شریک
دنیا میں قدرِ مُشکِ ختن اور بڑھ گئی

دندانِ شہ کی نغمہ سرائی کا فیض ہے
پہلے سے تابِ دُرِّ عدن اور بڑھ گئی

اُن کے لبوں کا وصف سنا تھا کہ بہرِ دید
حسرت، درونِ لعلِ یمن اور بڑھ گئی

اُن کا عرق لگا کے وہ مہکی تھی مثلِ گل
بلکہ گلاب و گل سے دلہن اور بڑھ گئی

میلادِ شہ پہ شمس نے پایا لباسِ نور
طلعت میں شمعِ چرخِ گہن اور بڑھ گئی

رکھا قدم انھوں نے سرِ اوج پر ترے
رفعت تری اے نیل گگن! اور بڑھ گئی

اقدامِ حق سے جَبہۂ باطل پہ تھی شکن
ہجرت ہوئی تو ایک شکن اور بڑھ گئی

وہ جلوہ گر تھے خواہشِ دیدار کم نہ تھی
پردہ کیا تو سب کی لگن اور بڑھ گئی

یادِ گلِ وصال نے بے تاب کر دیا
جو خارِ ہجر کی تھی چبھن اور بڑھ گئی

سیفی! یہ مدحتِ شہِ خوباں کا نور ہے
چمکی عروسِ فکر، کرن اور بڑھ گئی

۱۶ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ۔6/8/2020

ردیف ''ی''



آیاتِ عبادت کی تفسیر نہیں ہوتی
جو پیشِ نظر اُن کی تصویر نہیں ہوتی

خورشید و مہ و انجم تابندہ نہیں ہوتے
اے نور ! اگر تیری تنویر نہیں ہوتی

یہ بدر بھی کہتا ہے ،مختار ہیں وہ ورنہ
اک شاخ کبھی دم میں شمشیر نہیں ہوتی

ملتی ہے شفا فوراً اُس آبِ دہن سے جو
اکسیر میں بھی ایسی تاثیر نہیں ہوتی

اشجار بھی آتے ہیں فرمانِ نبی سن کر
تکمیلِ اطاعت میں تاخیر نہیں ہوتی

جوان کی محبت میں جیتا ہے سدا خوش ہے
اُس پر غمِ دنیا کی زنجیر نہیں ہوتی

نیکوں کے وراثت بے،وارث بھی وہی ہوں گے
دھرتی کسی ظالم کی جاگیر نہیں ہوتی

اب آؤ! وضو کرلیں ہم چشمۂ توبہ سے
بِن اِس کے کبائر سے تطہیر نہیں ہوتی

خوشبوئے عمل سے جو ہر پھول کو مہکا دے
سیفی ! وہ چمن میں اب تقریر نہیں ہوتی



ردیف ''ی''



ساغر و خُم تھے نہ کوئی دخترِ انگور تھی
دیدۂ مَازَاغ سے بزمِ وفا ، مخمور تھی

پردۂ ہوشِ تعیُّن جب اٹھا ، پایا انہیں
اک تجلّی ، رازِ فطرت میں کہیں مستور تھی

زائرِ حسنِ ازل سے آسماں پر تھا ملن
محوِ دیدارِ نظر ، چشمِ کلیمِ طور تھی

خلد میں پہنچے تو نکھرا اور بھی اُس کا جمال
طلعتِ حسنِ مجسّم ، غیرتِ صد حور تھی

قبلِ بعثت ہی سے تھے وہ صاحبِ خُلقِ عظیم
خوبیِ سیرت ، قبائل میں بہت مشہور تھی

آسماں کی چرچراہٹ تک سنائی دی انھیں
ان کو یکساں ہے صدا نزدیک تھی یا دور تھی

حکم تھا پیکِ اجل کو اذنِ قبضِ روح لے
اِس قدر ، اللہ کو ان کی رضا ، منظور تھی

دہر کہتا تھا کہ سیفی ! قبلِ مہرِ والضحیٰ
صبح میری ، آئنہ دارِ شبِ دیجور تھی

28/8/2023



ردیف ''ی''

ان کے درِ جمال پہ شام و سحر گئی — خیرات لینے طلعتِ شمس و قمر گئی
حسنِ بہارِ نقشِ قدم پر فدا ہے خلد — موجِ خرامِ یار بھی کیا گل کتر گئی
وہ شاہراہِ نعت سے گذرے یوں مشکبار — ہر سو دیارِ نطق میں خوشبو بکھر گئی
اللہ رے! تجلّیِ رخسارِ والضحیٰ — کشکولِ آسماں کو ستاروں سے بھر گئی
باغِ ثنا میں بارشِ رحمت کا تھا نزول — دے کر وہ ہر درخت کو شیریں ثمر گئی
میدانِ کارزار میں ان کا کرم ہوا — امیدِ فتح ، پہن کے تاجِ ظفر گئی
آرام سے وہ جا کے سرِ عرش آ گئے — صدیوں کی راہ ،لمحۂ شب میں گزر گئی
احجار نے سلام کیا ان کو با ادب — سجدے میں ان کے آگے جبینِ شجر گئی
معلوم ہے کہ وہ نہیں لوٹاتے خالی ہاتھ — ان کے درِ کرم پہ طلب ، بے خطر گئی
گلزارِ کون میں نہیں ان سا حسین تر — جبریل نے بھی دیکھا جہاں تک نظر گئی

سیفی ! جمالِ جلوۂ جاناں ہے عکس ریز
آئینۂ خیال کی قسمت سنور گئی

ردیف ''ی''

تضمین بر کلام امام الکلام

نوشہِ بزمِ بالا ہمارا نبی — جس کا ہر سو اجالا ہمارا نبی
سارے جگ سے نرالا ہمارا نبی — سب سے اعلی و اولی ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی

سب سے روشن ستارہ ہمارا نبی — حسن کامل دل آرا ہمارا نبی
کیا ہی دلکش نظارہ ہمارا نبی — اپنے مولا کا پیارا ہمارا نبی
دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی

نور و نکہت سے لبریز جس کے دروس — کیا ہی تابندہ ہوتے ہیں سن کر نفوس
جو ہے اللہ کی مملکت کا عروس — جس کو شایاں ہے عرشِ خدا پر جلوس
ہے سلطانِ والا ہمارا نبی

بے قراروں کو اے قرار و ثبات — اور بیمار پائیں مرض سے نجات
کیا لعاب دہن کی کوئی پوچھے بات — جن کے تلووں کا دھووں ہے آبِ حیات
ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی

اے کہ جانِ بہارِ گلستان و گل — محرمِ لامکاں ، رازدارِ سُبُل
کیوں نہ ہو اپ کی ذات مولائے کُل — خَلق سے اولیاء ، اولیاء سے رُسُل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

چارہ سازی ملولوں کی ہوتی رہی گلشن آرائی پھولوں کی ہوتی رہی
بات شرعی اصولوں کی ہوتی رہی قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی
چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی

ان کا در چھوڑ کر اب کدھر جائیے رب کے اعظم خلیفہ ہیں وہ آئیے
اپنی اپنی مرادِ دلی پائیے کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

صورتِ نور تن سے پسینہ رِسے ایسی خوشبو کہ جو جان و دل میں بسے
ان کےجیسا جہاں میں کہیں ہم کسے سارے اچھوں سے اچھا سمجھیے جسے
ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی

کوئی سدرہ پہ کوئی فلک پر بسے سیرِ اَسریٰ کی رفعت ہے حاصل کسے
لا مکاں وہ گئے سرحدِ عرش سے سارے اونچوں سے اونچا سمجھیے جسے
ہے اس اونچے سے اونچا نبی

باغِ ہستی میں ہے جن کے دم سے بہار جن کی تبلیغ سے نور حق اشکار
اپنی امت کے ہیں جو بڑے غم گسار ملکِ کونین میں انبیاء تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی

کیوں بھلا روئیے اشک پیچے کہ ہے دامنِ ضبطِ غم تھام لیجے ک ہے
اب نہ سیفی کوئی فکر کیجے کہ ہے غمزدوں کو رضا مژدہ دیجے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی

ردیف ”ی“

صدائے نورِ ہدایت ہے سرگزشت ان کی فضائے حق میں ابھی تک ہے بازگشت ان کی
عروجِ طائرِ سدرہ بھی محوِ حیرت ہے فرازِ عرش بریں تک رہی ہے گشت ان کی
ابوالبشر نے بھی نام ان کا ہر طرف دیکھا کہ خاص مِلک ہیں وہ خلد ہائے ہشت ان کی
حیات بخش ہے ان کا قدم زمانے میں فقط نہ باغ کہ ہے جستجو میں دشت ان کی
فلک کی تھال پہ سیفی ! سجا ہے فیض ان کا
جو نیز نعمت و برکت ہے زیرِ طشت ، ان کی

۱۹ر ذی الحجہ ۱۴۴۳ھ

19/7/2022

ردیف ''ی''

خلیفۂ سوم امیر المومنین سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جامعِ قرآن ، عثمانِ غنی — دین کی برھان ، عثمانِ غنی
اہلِ ایماں پر بڑے ہی رحم دل — آیتِ رحمٰن عثمانِ غنی
بردباری میں نہیں جن کی مثال — حلم کی پہچان عثمانِ غنی
جن سے کرتے تھے فرشتے بھی حیا — وہ حیا کی کان عثمانِ غنی
بارہا جنت خریدی مال سے — تھے دھنی ذیشان عثمان غنی
باعثِ صدرشک تھی وہ آپ کی — بیعتِ رضوان ، عثمانِ غنی
تیسری باغِ خلافت کی بہار — تھے گلوں کی جان عثمانِ غنی
فرد ہیں وہ وصفِ ذوالنورین میں — زوجِ اعلیٰ شان ، عثمانِ غنی
مست کرتے ہیں مےِ توحید سے — ساقیِ عرفان ، عثمانِ غنی
سنیت کی آپ ہیں زرّیں سند — عدل کا میزان ، عثمانِ غنی
مصطفےٰ سے تھے مکمل فیضیاب — کامل الایمان ، عثمان غنی
وہ شہِ دیں کے وزیرِ خاص ہیں — نانقشِ سلطان ، عثمانِ غنی
جو نبی سے عہد تھا پورا کیا — تابعِ فرمان ، عثمان غنی
صبر و ہمت سے نہیں پیچھے ہٹے — ہو گئے قربان ، عثمانِ غنی
جان حق کی دی ہوئی تھی حق پہ دی — زندہ ہیں ہر آن ، عثمانِ غنی
حشر تک جاری رہے گا آپ کا — چشمۂ فیضان ، عثمانِ غنی
تاقیامت سب مسلمانوں پہ ہے — آپ کا اِحسان ، عثمانِ غنی

نظمِ سیفی کیوں نہ مالا مال ہو
ہے سرِ عنوان ، عثمانِ غنی

ردیف ''ے''

رفتار، زندگی کے سب آزار چاٹ لے — ذوقِ سفر جو نقشِ پئے یار چاٹ لے
خورشید سے وہ آنکھ ملائے تو کیا عجب — ذرّہ جو ان کی طلعتِ پیزار چاٹ لے
سجتی ہے اس کی زلف، نجومِ کمال سے — جو شام، ان کے در کا سحر زار چاٹ لے
سایہ کہاں سے آئے نظر، خود بصد نیاز — جب دھوپ، ظلِّ سیدِ ابرار چاٹ لے
چشمِ خیال ! معجزۂ شقِ ماہ دیکھ ! — لطف رخِ اشارۂ ضو بار چاٹ لے
نہرِ بہشت کی بھی یہ حسرت رہی مدام — آبِ وضوئے پیکرِ انوار چاٹ لے
تھم جائے کاروبارِ جہاں ان کو دیکھ کر — شوقِ نگاہ ، رونقِ بازار چاٹ لے
آجائے گی عرق میں حلاوت، گر مگس — پڑھ کر درود پھول کے رخسار چاٹ لے
ان کی ہے ناؤ، ان کے ستارے ہیں، اور ہم — ممکن نہیں کہ دہر کی منجدھار چاٹ لے
وہ چاہ لیں تو جنگ میں اشرار کا لہو — اک شاخ بن کے آہنی تلوار چاٹ لے
سنت ہے جب بھی کھانا تناول کرے کوئی — برتن ، پسِ طعام وہ ہر بار چاٹ لے
حرص قبیح ، مالِ وراثت سے دور رکھ — یہ سگ کہیں نہ حصۂ حقدار چاٹ لے

سیفی ! کسی دوا سے نہ آرام جس کو ہو
خاکِ درِ مسیح ، وہ بیمار چاٹ لے

10/7/2023

ردیف ”ے“



ہنگامِ سحر ، مطلع انوار میں گم ہے
خورشید ترے جلوۂ رخسار میں گم ہے

انجم ہیں ترے رہِ تبسم پہ نچھاور
مہتاب ، ترے حسن کے دیدار میں گم ہیں

کیا پنجۂ قدرت نے سنوارے ہیں ترے بال
شب ، گیسوئے واللیل کے اسرار میں گم ہے

صدیوں سے گلوں کا ہے وظیفہ تری خوشبو
جنت بھی ترے جسم کی مہکار میں گم ہے

اعجازِ سخن پر ہیں فدا ، اہلِ فصاحت
ہر نطق ، ترے حرفِ ضیا بار میں گم ہے

ہے محوِ طوافِ شہِ خوباں ، دلِ کعبہ
محرابِ حرم ، ابروئے خمدار میں گم ہے

حیرت زدہ ہے ساعتِ اَسریٰ پہ زمانہ
صدیوں کا سفر ، اک دمِ رفتار میں گم ہے

ہر تخت ہے تیرے قدمِ ناز کا صدقہ
ہر تاجِ شہی ، شوکتِ پیزار میں گم ہے

ہر گوہرِ فطرت ہے تیرے نور سے تاباں
آفاق ، ترے قلزمِ اظہار میں گم ہے

کیا کہیے ! ترے گلشنِ معنیٰ کا تجمُّل
فردوسِ حِکم ، غنچۂ گفتار میں گم ہے

اعجازِ یدِ شاہ سے جو تیغ بنی تھی
وہ شاخِ شجر ، صورتِ تلوار میں گم ہے

اعلیٰ ہے زمانے میں ترا شہرِ تمدُّن
ہر دور ، ترے دور کے معیار میں گم ہے

سیفی ! ہے مے ِ نعت مرے جامِ سخن میں
آہنگِ غزل ، مستیِ اشعار میں گم ہے

۲۸ رجمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ ۔ 12/1/2021

ردیف ”ے“



فلک رہے نہ رہے خاکداں رہے نہ رہے
رہے گا ذکر ترا یہ جہاں رہے نہ رہے

ترا اشارہ ہی بس ہے ، بیاں رہے نہ رہے
ضرور بولیں گے پتھر زباں رہے نہ رہے

جہاں رہوں تری خوشبو رہے قرینِ دل
ترے چمن میں کہیں آشیاں رہے نہ رہے

سدا رہے گا ترا آفتاب ، رخشندہ
کوئی ستارہ تہِ آسماں رہے نہ رہے

بہار فیضِ تبسم ہو جس گلستاں میں
کھلیں گے پھول ہمیشہ خزاں رہے نہ رہے

قتیلِ تیغۂ ابروئے یار ، زندہ ہے
اگرچہ پیکرِ خاکی میں جاں رہے نہ رہے

وہ دل کا ، تیرِ نظر سے شکار کرتے ہیں
اگرچہ دور ہدف ہو ، کماں رہے نہ رہے

برائے صاحبِ مازاغ شش جہت ، یکساں
وہ دیکھ لیتے ہیں کوئی عیاں رہے نہ رہے

لطیف تر ہیں کہ سیّاحِ لامکاں ہیں وہ
وہ سیر کرتے ہیں چاہے مکاں رہے نہ رہے

فدائے شاہ امم ہیں جو تاجرانِ جہاں
دام سچ ہی کہیں گے دکاں ہے نہ رہے

ہمیں ہے حکم ”و بالوالدین احسانا“
پدر رہے نہ رہے اور ماں نہ رہے نہ رہے

وہ سن رہے ہیں مرا نغمۂ ثنا ، سیفی !
مزاجِ بزمِ سماعت ، جواں رہے نہ رہے

۲۵ رمحرم الحرام ۱۴۴۶ھ ۔ 1/8/2024



ردیف ”ے“



ہم نوا ہوتی ہے بلبل اک حسیں آہنگ سے
پھوٹتے ہیں ان کے نغمے جب گلِ خوش رنگ سے

گلشنِ ہستی میں وہ ہیں پیکرِ جانِ بہار
خلد بھی خیرات لے ان کے معطّر انگ سے

کس قدر جاں بخش ہے ان کا اشارہ کیا کہیں
گونجتا ہے کلمۂ حق ، ریز ہائے سنگ سے

ہم نگاہِ صاحبِ مازاغ سے مخمور ہیں
ہم کو دارو سے غرض ہے اور نہ مطلب بھنگ سے

کیا ہی اعلیٰ شان رکھتے ہیں مدینے کے فقیر
پوچھیے ان کی چٹائی ، شاہ کے اورنگ سے

ان کی سیرت کا رکھے وہ آئینہ پیشِ نظر
زندگی آراستہ کرنی ہو جس کو ڈھنگ سے

ان کا ہر اِقدام ہے رحمت کے سانچے میں ڈھلا
وہ پیامِ زندگی دیتے ہیں ہر اک جنگ سے

کرتا ہے سیفی ! جو دل نہرِ تلاوت سے وضو
پاک ہوتا ہے وہ حدثِ معصیت کے زنگ سے

9/2/2024



ردیف ”ے“



پیکر ہے عطر بیز ، شگفتہ مزاج ہے
اُن پر فدا ، حسین گلوں کا سماج ہے

دروازہ ہائے جُود ہیں دائم کھلے ہوئے
کیا دل نواز ! شہرِ کرم کا رواج ہے

تابندہ جس کے نور سے ہے بزم کائنات
وہ اُن کے حسنِ ذات کا روشن سراج ہے

زیرِ لوائے حمد ہے محشر میں ہر نبی
اُن کے ہی سر ، کمالِ قَرضی کا تاج ہے

مل جائے گی نجات ، غمِ روزگار سے
شغلِ درود ، فکرِ جہاں کا علاج ہے

آتی ہے اِس سے چہرۂ ایماں پہ تازگی
کھائیں گے اُن کا غم کہ یہ دل کا اناج ہے

رخسارِ والضحیٰ پہ ہے واللیل زلف جو
دو بحرِ نور کا یہ حسیں امتزاج ہے

ابدال وقطب وغوث ہیں دَر پردہ حکمراں
ساری زمیں پہ ان کے غلاموں کا راج ہے

اک نقطہ بھی نہ بدلا نہ بدلے گا حشر تک
قرآن جیسے کل تھا زمانے میں آج ہے

سیفی ! زہے نصیب ! وہ کر لیں اگر قبول
یہ جنس نعت ، کشتِ وفا کا خراج ہے

2/9/2023



ردیف ”ے“

یُوحیٰ سے ترے نطق کی تحسین ہوئی ہے
گفتار تری ، دین کا آئین ہوئی ہے

چڑھ سکتا نہیں اس پہ کوئی رنگِ زمانہ
فطرت جو ترے رنگ سے رنگین ہوئی ہے

کیا خوب! تجھے خامۂ قدرت نے سنوارا
بے مثل ترے حسن کی تزئین ہوئی ہے

گلزار نے لکھی جو غزل تیری ثنا میں
تصویرِ گل و لالہ و نسرین ہوئی ہے

یوسف سے کہیں بڑھ کے ہے اعجازِ تجمّل
خُو، حسنِ دل آرا کی جو نمکین ہوئی ہے

قرآں میں جو ہیں نام وصفت تیرے مُنوَّن
تعظیم پہ دال آمدِ تنوین ہوئی ہے

وہ سورۂ تبّت سے ہدایت کا سبق لے
جس سے شہِ لولاک کی توہین ہوئی ہے

یادِ گلِ طیبہ سے بہار آئی ہے ، سیفی !
بے تابِ غمِ دہر کی تسکین ہوئی ہے

۱۷ر صفر المظفر ۱۴۴۵ھ

4/9/2023

ردیف ”ے“

روشن ہیں جو نقشِ قدمِ عزّ و شرف سے
پتھر وہ زمانے میں ہیں خورشید بکف سے

اللہ رے ! وہ طلعتِ یاقوتِ لبِ شہ
انساں کو بنا دیتی ہے جوہر وہ خزف سے

آتی ہے صدائے طَلَعَ البَدرُ عَلَینا
لگتے ہیں مجھے انجمِ افلاک بھی دف سے

نطقِ شہِ خوباں میں ہے یُوحیٰ کی تجلّی
انوار بکھر جاتے ہیں گفتار کی صف سے

اُس جانِ گلِ تر سے ہے قربت کا اثر یہ
آتی ہے مدینے کی مہک باغِ نجف سے

کِھلتی ہیں سرِ صبح جو گلزار میں کلیاں
کیا لاتی ہے پیغام، صبا ان کی طرف سے

گر تیرِ اشارہ بھی چلاتے ہیں کہیں وہ
وہ چُوکتا ہرگز نہیں تاثیر ہدف سے

ہر خطرۂ شیطان سے محفوظ رہیں گے
وابستہ رہیں ہم جو رہِ خیرِ سلف سے

تابانیِ تقویٰ ہے تو قیمت بھی ہے سیفی !
کیا اس سے غرض تو ہے گہر سے کہ صدف سے

۲۰ر رجب المرجب ۱۴۴۵ھ

1/2/2024

ردیف ”ے“



جو زرِ عشق کی اینٹوں سے بنی ہوتی ہے
مسجدِ شوق وہ جلووں کی دھنی ہوتی ہے

کیف آور ہے بہت انجمنِ وصفِ نبی
چادرِ نور، سرِ بزم تنی ہوتی ہے

رنج کی دھوپ میں دل جاتا ہے سوئے طیبہ
ابرِ راحت کی وہاں چھاؤں گھنی ہوتی ہے

چشمۂ نور ابلتا ہے سرِ کوہِ عمل
ذکر سے ان کے اگر تیشہ زنی ہوتی ہے

یاد آتا ہے وہ اخلاقِ دل آرا ان کا
جب زمانے میں کہیں دل شکنی ہوتی ہے

ظلمتِ بُغضِ صحابہ نہیں ہوگی اُس میں
جس کے جوہر کی چمک پنجتنی ہوتی ہے

جانبِ حق سے پلٹ آتے ہیں بہتان کے تیر
سمتِ باطل سے جو ناوک فگنی ہوتی ہے

جو اٹھا لاتی ہے کشکولِ عقیدت ، سیفی !
آرزو وہ، درِ رحمت پہ غنی ہوتی ہے

۲۶ ذی القعدہ ۱۴۴۴ھ

15/6/2023

ردیف ”ے“



بادہ وخُم سے ہے مطلب نہ غرض جام سے ہے
یہ جو نشّہ ہے، اُسی دیدۂ گلفام سے ہے

سجدۂ حمد بجا لائیں نہ کیوں کر بلبل
نغمۂ نعتِ گلِ طیبہ اک انعام سے ہے

طلعتِ مہرِ محمد سے ہے تابِ ہستی
”نبضِ ایماں میں حرارت بھی اسی نام سے ہے“

اُن کی آمد سے ملا دہر کو دستورِ حیات
آبرو، سارے جہاں کی فقط اسلام سے ہے

یہ ہے تکمیلِ محبت کی دلیلِ محکم
بندہ، ملبوس اگر زہد کے احرام سے ہے

کامِ طاعت سے جو برگشتہ ہے ناکام ہے وہ
کامراں وہ ہے جسے کام اِسی کام سے ہے

تذکرہ ان کا ہے سرمایۂ لطفِ ایماں
لذتِ ذکر، فزوں حلوۂ بادام سے ہے

اس کو اندیشۂ صیّاد نہیں ہے، سیفی !
جو شریعت کے حرم میں ہے وہ آرام سے ہے



ردیف ''ے''



درِ کرم کی طرف انعطاف کرتی ہے
مری امید ، وہیں اعتکاف کرتی ہے

سدا بہار ہے باغِ سرورِ اہلِ وفا
خزاں بھی جاتے ہوئے انحراف کرتی ہے

سخن کو ناز ہے اعجازِ گفتگو پہ ترے
تری زباں کا فصاحت،طواف کرتی ہے

ریاضِ فن سے نہ کیوں آئے خلد کی خوشبو
کہ حورِ نعت یہاں اعتکاف کرتی ہے

جمالِ یار کا کعبہ ، حجابِ نور میں ہے
ضیائے حسن جو کارِ غلاف کرتی ہے

تبسمِ شہِ خوباں کا حسن کیا کہیے
کہ تاب ، سینۂ شب میں شگاف کرتی ہے

عروسِ گل سے جو آتی ہے نکہتِ جاناں
چمن کے راز کا وہ انکشاف کرتی ہے

ہے آفتاب بھی اک جلوہ گاہِ ناز ان کی
ضیا اُنھیں کی اندھیرے کو صاف کرتی ہے

جو دل کو جذبۂ خیرِ عمل سے گرم رکھے
نوائے عشق ، عطا وہ لحاف کرتی ہے

کمال صدق وامانت سے متصف ہیں وہ
زبانِ کفر بھی یہ اعتراف کرتی ہے

کسی بہار میں پھلتی نہیں وہ شاخِ عمل
ہوائے شرع سے جو اختلاف کرتی ہے

درِ نبی پہ طلبگارِ مغفرت آئیں
خطائیں رحمتِ باری معاف کرتی ہے

بڑے کمال سے ہے متصف وہ شے سیفی
جو خود کو سوئے محمد مضاف کرتی ہے



ردیف ''ے''



کثرتِ صلِّ علیٰ، شُغل جو کرلیتا ہے
دامنِ حسرتِ دیدار وہ بھر لیتا ہے

جھکتا ہے غمزۂ انگشت پہ صدقے ہو کر
پاؤں کا بوسہ، اشارے سے قمر لیتا ہے

بنتا ہے نجمِ درخشاں وہ سرِ چرخِ ہدیٰ
ہم نشیں ان کا جو تابندہ اثر لیتا ہے

کہیں اونچی نہ ہو پرواز، یہاں بہرادب
طائرِ نطق، پرِ صوت، کتر لیتا ہے

وہ خبر لیتے ہیں ہر چاہنے والے کی سدا
ان کے گستاخ کی، اللہ خبر لیتا ہے

ان پہ مرتا ہے جو وابستۂ ایماں ہو کر
لطف جینے کا وہی بندۂ در لیتا ہے

کیا اٹھائے وہ بھلا نازِ کبابِ آہو
شوق جو ذائقۂ سوزِ جگر لیتا ہے

وہ بلاتے ہیں تو اعجازِ تصرف دیکھو !
درِ انور کی طرف راہ ، شجر لیتا ہے

تذکرہ ان کا ہے ایماں کی حلاوت سیفی
شہد بھی ذکرِ شہِ گل سے شکر لیتا ہے

۵ ربیع الآخر ۱۴۴۵ھ

20/10/2023



ردیف ''ے''

شبِ فراق ہے آؤ بہت اندھیرا ہے
چراغِ وصل جلاؤ بہت اندھیرا ہے

جمالِ صبح دکھاؤ بہت اندھیرا ہے
حجاب، رخ سے اٹھاؤ بہت اندھیرا ہے

عطا ہو مستیِ دیدارِ دل فروز مجھے
شرابِ نور پلاؤ بہت اندھیرا ہے

سنا ہے نور بکھرتا ہے مسکرانے سے
یہ معجزہ بھی دکھاؤ بہت اندھیرا ہے

فضائے فکر سے مٹ جائے ظلمتِ غفلت
خیال ان کا بساؤ بہت اندھیرا ہے

لگاؤ وصفِ رخِ والضحیٰ کے خوب شجر
ثنا کے چاند اگاؤ بہت اندھیرا ہے

سجاؤ بزمِ محبت ذرا قرینے سے
ستارے نعت کے لاؤ بہت اندھیرا ہے

اجالا ان کی اطاعت میں ہے سدا سیفی
گنہ کے پاس نہ جاؤ بہت اندھیرا ہے

ردیف ''ے''

جن کے دُرِ دنداں پہ نچھاور ہیں ستارے سرکار ہمارے
مہتاب کو پابند کریں جن کے اشارے سرکار ہمارے

چہرہ ہے کہ قرآن کا پُر نور ورق ہے خورشید بھی فق ہے
جن پر ہیں فدا صبح کے تابندہ نظارے سرکار ہمارے

اسلوب کی ندرت پہ شبِ قدر ہے قرباں راتیں ہیں غزل خواں
کیا غمزۂ واللیل نے گیسو ہیں سنوارے سرکار ہمارے!

کر دیں جو اشارہ تو ثمر آپ اتر آئے خود چل کے شجر آئے
جو ہاتھ سے کرتے ہیں رواں نور کے دھارے سرکار ہمارے

فرمانِ خدا ہے ''وَرَفَعنا لَكَ ذِكرَك'' یہ اوج ابد تک
کم ہوں گے نہ آفاق میں تذکار تمہارے سرکار ہمارے

طوفانِ غمِ دہر میں ہے میرا سفینہ اے نوحِ مدینہ!
آجائے مری کشتیِ حاجات کنارے سرکار ہمارے!

کس کو ہے ملا سرمۂ مازاغ نگاہی دیدارِ الٰہی
جُز ان کے جو اللہ کے محبوب ہیں پیارے سرکار ہمارے

محشر کی کڑی دھوپ سے جلیں گے شرارے تپ جائیں گے سارے
برسائیں گے ہم پر جو شفاعت کے پھوارے سرکار ہمارے

دعویٰ ہی رہِ عشق میں کافی نہیں سیفی تب بات بنے گی
کردار ہمارا جو بصد ناز پکارے سرکار ہمارے

28/7/2024

ردیف ”ے“

عطائے لطف سے دریا اچھال دیتا ہے — کرم ، نجات کا رستہ نکال دیتا ہے
غمِ جہاں کا اندھیرا اُجال دیتا ہے — دلوں کو نور ، نبی کا خیال دیتا ہے
وہ دیکھتا ہے جمالِ حبیب کے جلوے — جوخود کوعشق کے سانچے میں ڈھال دیتا ہے
وہ دیکھتا ہے جمالِ حبیب کے جلوے — جوخود کوعشق کے سانچے میں ڈھال دیتا ہے
عروسِ زیست کی زینت ہے غازۂ سنت — رخِ حیات کوحسن و جمال دیتا ہے
وہ دستِ جود سے کرتے ہیں لاجواب اُسے — درِ کرم پہ جو دستک ، سوال دیتا ہے
وہ قحطِ آب میں بھی تشنہ لب نہیں رکھتے — کہ ہاتھ ،نور کے چشمے اُبال دیتا ہے
زباں سے کنکریاں بھی گواہی دیتی ہیں — جب اُن کا اِذنِ سخن ، جان ڈال دیتا ہے
حَسین ایسے کہ اُن پر فدا تھا ، آج بھی ہے — وہ چاند جس کی زمانہ ، مثال دیتا ہے
گلوں کے رس پ مگس پڑھتی ہے جو صلِّ علیٰ — حلاوت اس میں یہ شیریں مقال دیتا ہے
حدیث میں ہے لکھا "اِنَّمَا اَنَا قَاسِم" — وہ بانٹتے ہیں ، اُنھیں ذوالجلال دیتا ہے

جو سلکِ نعت میں گوہر پروتا ہوں سیفی!
خیال ،بحرِ فصاحت کھنگال دیتا ہے

۲۴ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ۔15/8/2020

ردیف ”ے“

پردہ ، حسنِ اَتَم سے اٹھتا ہے — نور ، ارضِ حرم سے اٹھتا ہے
گرتا ہے بن کے بارشِ رحمت — جو دھواں سوزِ غم سے اٹھتا ہے
کس نے کی ، صوتِ لا الہ ، بلند — شورِ حق ہر صنم سے اٹھتا ہے
سب ہیں مشغولِ صدقۂ لولاک — کون خوانِ کرم سے اٹھتا ہے
زندگی بخش ہے لبِ یُوحیٰ — مردہ ، فرشِ عدم سے اٹھتا ہے
تھا گرفتارِ پستیِ ظلمت — دہر ، ان کے قدم سے اٹھتا ہے
قرب کو آبِ غم سے کر ! سیراب — یہ شجر ، چشمِ نم سے اٹھتا ہے
ہوتا ہے غرقِ جلوۂ جاناں — وہ جو میں اور ہم سے اٹھتا ہے
پی لیا جس نے ان کا بول شریف — درد کب اُس شکم سے اٹھتا ہے

حقِ توصیف ہو ادا ، سیفی !
بار یہ کب قلم سے اٹھتا ہے

۹ ذوالقعدہ ۱۴۴۳ھ

9/6/2022

ردیف ''ے''



طلعتِ خورشید، بھی اک پرتوِ اشراق ہے
تیرا ہی جلوہ، مُحیطِ وسعتِ آفاق ہے

لرزہ خیز قلعۂ آزر ہے رعدِ لا الہ
برقِ باطل سوز، تیرا کلمۂ اِحقاق ہے

تجھ سا تابندہ نہیں چرخِ جمالِ دہر میں
وکبِ ختمِ نبوّت! حسن تیرا، طاق ہے

تیرے بام و در کی جانب ہے نگاہِ ماہتاب
وہ بھی مدت سے ترے دیدار کا مشتاق ہے

تیری سیرت تا قیامت اک درخشندہ نصاب
زندگی کا ہر ورق، مجموعۂ اسباق ہے

جس کی خوشبو سے معطر ہے مشامِ خلد بھی
وہ ترے باغِ شِیَم کا ہر گلِ اخلاق ہے

عشرتِ جنت، برائے اہلِ ایماں ہے فقط
تیرے منکر کے لیے بس دائمی اِحراق ہے

بےخودی میں سر سوئے روضہ جھکا تو کیا ہوا
وہ تو ہے معذور جس پر حالِ استغراق ہے

ہم پہ لازم ہے حدِ طاعت میں ہو کسبِ معاش
معصیت میں کیوں پڑیں اللہ جب رزّاق ہے

کس قدر آسانیاں ہیں دین میں ان کے طفیل
اہلِ ایماں پر مشقت، مصطفیٰ پر شاق ہے

مسکرا کر لوٹ لیتی ہے متاعِ آخرت
ان کا بَن سیفی! یہ دنیا اک حسیں قزّاق ہے

ردیف ''ے''



ارضِ سیرت جو زمانے کو شجر دیتی ہے
اس کی ہر شاخ، ہدایت کا ثمر دیتی ہے

اذنِ پرواز نہیں دیتی محبت ان کی
طائرِ نفس کے شہپر کو کتر دیتی ہے

فیضِ مازاغ کا عشّاق پہ رہتا ہے خمار
مستیِ ذوقِ یقیں ان کی نظر دیتی ہے

رشکِ نیساں نہ ہو کیوں بارشِ زلفِ واللیل
صدفِ دل کو وہ عرفاں کے گہر دیتی ہے

نورِ خورشید، انہی کی ہے تجلی، جیسے
طلعتِ مہر، شبستاں کو قمر دیتی ہے

باغِ ہستی میں وہی سب سے حسیں ترگل ہیں
نگہِ بلبلِ سدرہ یہ خبر دیتی ہے

تیغِ ابروئے محمد میں ہے وہ تاب حیات
جو پسِ موت بھی جینے کا ہنر دیتی ہے

انکی توصیف سے مٹتے ہیں اندھیرے دل کے
شامِ غم کو وہ مسرت کی سحر دیتی ہے

کر نہیں سکتا جسے مل کے زمانہ سیفی!
ان کی بس ایک نظر، کام وہ کر دیتی ہے

10/12/2021



ردیف ''ے''

جس کو جنونِ حسرتِ لیلائے دید ہے
محشر کا دن تو اس کے لیے شکِ عید ہے

یارب! وصال یا کا سورج، طلوع ہو
شہرِ عمل میں سردیِ فرقت، شدید ہے

آئیں گے وہ کبھی تو شبستانِ خواب میں
روشن، فصیلِ شوق پہ شمعِ امید ہے

اِس کے بغیر کھلتا نہیں قُفلِ بابِ خیر
بہرِ ثواب ان کی محبت، کلید ہے

شیرِ ثنا میں شہدِ ترنّم ملائیے!
اکسیر یہ، ازالۂ غم میں مفید ہے

جس کو زرِ کرم سے خریدا حضور نے
انمول، کائنات میں وہ زر خرید ہے

حسنِ ازل کا جلوۂ اول ہے ان کا نور
ان کی ضیا سے بزمِ جہاں، مستفید ہے

رجا رقم ہے عالمِ بالا میں ان کا نام
ہر سو انہی کے ذکر کی گفت وشنید ہے

اللہ کے خلیفۂ اعظم وہی تو ہیں
سارا زمانہ ان کے کرم کا مرید ہے

ان کے عدو ہیں نارِ جہنّم کی جستجو
دوزخ کے لب پہ کلمۂ "ھل مِن مَزید" ہے

جنت رساں انہی کا ہے اک راستہ فقط
اِس رہ سے جو ہٹے وہ جہنم رسید ہے

سیفی! پیوں درونِ حرم، کاش پھر وہی
جو مے، درختِ مدحِ نبی سے کشید ہے

27/12/2021

ردیف ''ے''

حدِ مقام سے تیرہ شبی نکلتی ہے
وہ مسکرائیں تو اک روشنی نکلتی ہے

ہر ایک شاخِ تمنا پہ رنگ چڑھتا ہے
یہاں سے ہو کے طبیعت ہری نکلتی ہے

مے الست سے کرتے ہیں ایسے بے خود وہ
سرِ خودی سے ہر اک خودسری نکلتی ہے

نکلتے ہیں جو شبِ ماہ، وہ شہِ خوباں
طوافِ رخ کے لیے چاندنی نکلتی ہے

جہاں کو دیتی ہے پیغام ان کی خوشبو کا
جو پھول بن کے، چمن سے کلی نکلتی ہے

شہیدِ نازِ نبوت کی شان کیا کہیے!
کہ روح دے کے نئی زندگی، نکلتی ہے

کرم نواز جو ہوتا ہے ان کا مہرِ سخن
تو دل میں دھوپ حسیں نعت کی نکلتی ہے

نظر ہے ان کے مُحِب کے لیے مثالِ گل
نظر ہے ان کے مُحِب کے لئے مثالِ گل

ورودِ نعت سے حسنِ زبان ہے سیفی
کہ مانگ، زلفِ سخن میں تبھی نکلتی ہے

4/12/2021



ردیف ”ے“



آفاق جگمگائے اِلی الحق رجوع سے
توحید کی سحر ہوئی تیرے طلوع سے

اصل الاصول ، تخمِ ضیا بار ہے ترا
گلزارِ کائنات ہے تیرے فروع سے

جب تک ترا چراغِ محبت نہ دل میں ہو
ہوتا نہیں اجالا ، قیام و رکوع سے

کھاری کنویں میں جانِ حلاوت اُتر گئی
شیریں ہے تیرے آبِ دہن کے وقوع سے

کرتے ہیں سنگ بھی تجھے تسلیم باادب
جُھکتے ہیں تیرے آگے شجر بھی خشوع سے

بک جاؤ! اُن کے ہاتھ کہ نفعِ ابد ہے خلد
آواز آرہی ہے کتاب البیوع سے

سیفی ! رہینِ شیشہ و بادہ نہیں ہیں ہم
مستِ نگاہِ چشمِ کرم ہیں شروع سے

۲ ربیع النور ۱۴۴۳ھ

9/10/2021

ردیف ”ے“



ان کی بہارِ یاد ، مداوائے رنج ہے
باغِ ثنا میں بلبلِ دل ، نغمہ سنج ہے

گفتار اُن کی ،گلشنِ رحمت ہے سر بسر
کردار کا مزاج ، مرنجاں مرنج ہے

ان کو عطا ہوئیں ہیں خزانوں کی کنجیاں
سو ان کے دستِ جود میں ہر ایک گنج ہے

سودائے جان و مال کرو! ان کے ہاتھ پر
سب سے مفید تر یہ تجارت ہے، بنج ہے

عُشّاقِ پنجتن ہیں، زمانے کی دھوپ کیا!
سر پر ہمارے ، سایۂ دامانِ پنج ہے

سیفی ! جمال ان کا ہے تابندہ اِس قدر
پیشِ حضور ، چہرۂ مہتاب ، منج ہے

ردیف ”ے“



ہر گھڑی محوِ طوافِ حسنِ جانانہ رہے
شمعِ روئے والضحیٰ کا ، دل یہ پروانہ رہے

اک نظر جو ڈال دیں سارا چمن مخمور ہو
نرگسِ مَا زَاغ کا، ہر پھول ،مستانہ رہے

حاصل درسِ تصوف ہے یہ معراج سلوک
عقل ہو دنا مگر دل اُن کا دیوانہ رہے

بادۂ دیدار مل جائے گا ،لیکن شرط ہے
ہر قدم ، ذوقِ نظر کا ، سوئے میخانہ رہے

عشق میں دیوانگی ہے مایۂ ہوش و خرد
ہر کوئی قدرِ جنونِ شوق ، فرزانہ رہے

ایک دن وہ آہی جائیں گے حریمِ خواب میں
کثرتِ صلِّ علیٰ ہونٹوں پہ روزانہ رہے

جب حجابِ خواب میں ہو مَن رّاٰنی کا کرم
پردہ اٹھ جائے رآی الحق ، بے حجابانہ رہے

سنگ و خشتِ حرف سے کرتا ہوں تعمیرِ ثنا
تا کہ سیفی حشر تک روشن یہ کاشانہ رہے

ردیف ”ے“

صدیوں سے اہلِ دل نے کیا کیا خیال باندھے
لفظوں میں کب بندھا ہے اُن کا جمال باندھے

اُس در پہ آرزو تھی بے تابِ جلوۂ رخ
لیکن ادب کھڑا تھا دستِ سوال باندھے

رخسارِ زندگی کو جب زلفِ غم نے چھیڑا
یادِ نبی سے ہم نے یہ بکھرے بال باندھے

اُس گل کی دستگیری ، کام آئی بلبلوں کے
صیاد نے تو لاکھوں عصیاں کے جال باندھے

وہ آہُوانِ شوقِ دل ، اُس کے بے خطر ہیں
جس نے حصار دیں میں دل کے غزال باندھے

جامِ سخن میں اُن کے شہدِ کشش تھا ایسا
آتے تھے آستاں پر شیریں مقال باندھے

حسنِ جہاں سے رغبت اُنکو ہو کیا جنہوں نے
آنکھوں پہ عشقِ دیدِ شہ کے رومال باندھے

مرتی ہے اِس ادا پر دنیا کہ رہتے ہر دم
خلقِ عظیم کی وہ تلوار ڈھال باندھے

دندان و لب پہ اُن کے تابندہ نعت لکھی
نوکِ قلم سے ہم نے تارے ، ہلال باندھے

دشتِ فراق کو بھی گلزار یوں بنایا
دل نے تصورتِ باغِ وصال باندھے

تا عرش اُن کا جانا اک وقت سے بندھا تھا
پَر ، سیرِ لامکاں تھی ، بے ماہ و سال باندھے

گلہائے فکر ، سیفی ! محوِ طوافِ در ہیں
احرام ، اُجلے ، پیلے ، سبز اور لال باندھے

۱۴ر صفر المظفر ۱۴۴۲ھ ۔ 3/10/2020

ردیف ”ے“

روشن ، آئینے ہیں سیّاروں کے
واہ جلوے ! ترے رخساروں کے

یاد ہے تیرے تبسم کی ادا
پھول ، قربان ہیں گلزاروں کے

کاش ! مل جائے جو خوشبو تیری
ہوش اُڑ جائیں گے عطّاروں کے

تیری آنکھوں سے پیا جامِ الست
کیا نصیبے ! ترے میخواروں کے

شاہ ، تاجوں پہ سجاتے ہیں جنہیں
نقش ہیں وہ تری پیزاروں کے

ہم کو بخشا وہ اخوت کا حرم
کیوں نہ سر ، خَم رہیں تلواروں کے

جن کا معیارِ ادب ہے اونچا
ہم ہیں طائر اُنہی میناروں کے

شعلۂ عشق سے ہے زیست ، اِرم
باغ ، پُر لطف ہیں انگاروں کے

دھوم ہے خلقِ نبی کی ہر سو
دہر میں شہرے ہیں کرداروں کے

وہ گزرتے ہیں کسی راہ سے جب
سلسلے چلتے ہیں مہکاروں کے

نام لو ! اُن کا ، سفینے والو !
رخ بدل جائیں گے منجدھاروں کے

مرَضِ عشق پہ ہے اُن کا کرم
ناز اٹھاتے ہیں وہ بیماروں کے

شوق افزا ہے شفاعت اُن کی
دل مچلتے ہیں نِکوکاروں کے

روزِ محشر جو اُنہیں دیکھیں گے
چہرے چمکیں گے سیہ کاروں کے

چار یاروں سے ہے الفت اُن کو
کیوں نہ ہم بن کے رہیں چاروں کے

ہم تو سیفی ! ہیں غلاموں کے غلام
وہ تو سرکار ہیں سرکاروں کے

ردیف ''ے''

فکر میں کون ہے، لفظوں میں چمکتا کیا ہے
تذکرہ کس کا ہے، محفل میں اجالا کیا ہے

کس کی خوشبو کی جھلک ہے پسِ پردہ کیا ہے
نسل در نسل گلوں میں یہ مہکتا کیا ہے

سنگریزوں کو دیا ذوقِ تکلم کس نے
قبضہ کفر میں ایمان کا نغمہ کیا ہے

جانے کیا دیکھا کہ سائنس ہے محوِ حیرت
چاند، شق جس سے ہوا تھا وہ اشارہ کیا ہے

ایک قطرہ ہے فقط علمِ جہاں اُن کے حضور
وسعتِ قطرہ اگر یہ ہے تو دریا کیا ہے

"وَرَفَعنَا لَكَ ذِكرَك" کی تجلّی ہے یہ
فرش تا عرش بڑی دھوم ہے، جلوہ کیا ہے

دعویِ عشق تو مشکل ہے گرچہ سیفی !
گر نہ ہو بوئے وفا اِس میں تو رکھا کیا ہے

۲۷ رشوال المکرم ۱۴۴۱ھ

20/6/2020

ردیف ''ے''

بزمِ گل میں ہے نہ تاروں کی حسیں محفل میں ہے
جلوۂ حسنِ ازل جو اُس مہِ کامل میں ہے

تیغِ تسلیم و رضا میں ہے وہ آبِ زندگی
ہر نفس، موجِ حیاتِ نو، دلِ بسمل میں ہے

والضحیٰ، واللیل میں ہے نعت کا رمز لطیف
رازِ معنیٰ، غمزۂ الفاظ کے محمل میں ہے

کس قدر ہے شوق افزا، شہرِ جاناں کا سفر
ہر قدم، قربِ حرم کی اک نئی منزل میں ہے

اُن کا دریائے کرم ہے موجزن کچھ اِس طرح
گوہرِ مقصود، ہر اک دامنِ سائل میں ہے

آمدِ شہ کی دھمک سے قصرِ فارس ہِل گیا
زلزلہ برپا محلِّ کسریٰ باطل میں ہے

یا الٰہی ! پھر بہم آجائیں اسبابِ سفر
پھر مدینہ جانے کی حسرت ہمارے دل میں ہے

پھر مدینہ جانے کی حسرت ہمارے دل میں ہے
اجر کا کوہِ ہمالہ، اک ذرا سی تِل میں ہے

خیر کا ذرہ بھی اخلاصِ عمل سے ہے پہاڑ
اجر کا کوہِ ہمالہ، اک ذرا سی تِل میں ہے

سہ طلاقی بِل سے دوری میں ہے سب کی عافیت
ڈس نہ لے وہ سانپ جو اِس غیر شرعی بِل میں ہے

کیوں نہ سیفی ! ہو لبوں پر نعت گوئی کی ضیا
جوہرِ عشقِ محمد، میرے آب و گِل میں ہے

۱۵ رذی الحجہ ۱۴۴۰ھ

17/8/2019

ردیف ''ے''

اے غزل! ساغر اُٹھالے نعت کے
مستیِ فن ، کر حوالے نعت کے

کہتی ہے دھڑکن ، دلِ تفسیر کی
وَالضُّحیٰ میں ہیں اُجالے نعت کے

آیتِ وَاللّیل کا اُسلوب ، دیکھ!
کیا ہی انجم ہیں نرالے نعت کے

سینۂ اعدا سے ہوجاتے ہیں پار
مارتا ہوں میں جو بھالے نعت کے

خلعتِ انوار ہے اُن کی ثنا
عزتِ فن ہیں دوشالے نعت کے

دل میں جب مہتاب نکلا ، نعت کا
بن گئے الفاظ ، ہالے نعت کے

اُن کی خوشبو سے مہک اٹھے گا دل
پھول ، سینے میں بسالے نعت کے

لہلہا اٹھی مری کشتِ سخن
جب بھی میں نے بیج ڈالے نعت کے

روز و شب لکھ کر پیے اہلِ مرض
وجہِ صحت ہیں غسالے نعت کے

چاہتا ہے جو کہ ہو روشن دماغ
فکر کو سانچے میں ڈھالے نعت کے

یا الٰہی ! بخشے جائیں حشر میں
لکھنے پڑھنے سننے والے نعت کے

عشق ہے مخمور سیفی ! کیوں نہ ہو
میں پلاتا ہوں پیالے نعت کے

۹ رشوال المکرم ۱۴۴۱ھ

2/6/2020

ردیف ''ے''

مُحیطِ حرفِ ثنا ، کاروانِ رحمت ہے
زمینِ نعتِ ، سدا ، آسمانِ رحمت ہے

مشامِ دل ہے معطّر ، لطیف خوشبو سے
خیالِ زلفِ نبی ، عطردانِ رحمت ہے

امیدِ وصل کی ٹھنڈک ہے غم کے سائے میں
درختِ ہجر بھی اک سائبانِ رحمت ہے

حیات بخش ہیں اُن کی نگاہِ لطف کے تیر
کمانِ ابروئے جاناں ، کمانِ رحمت ہے

یہاں پہ رہتی ہے پیشانیِ فصاحت ، خَم
مطافِ حسنِ بلاغت ، زبانِ رحمت ہے

ملی ہے نورِ تبسم سے گمشدہ سوئی
جمالِ خندہ لبی ، کہکشانِ رحمت ہے

زمانہ کھاتا ہے صدیوں سے نعمتیں جس پر
وسیع تر یہ زمیں اُن کا خوانِ رحمت ہے

یہی ہے عالمِ انسانیت کی جائے اماں
" حضور ! آپ کا اُسوہ ، جہانِ رحمت ہے

فلک سے کرتے ہیں مہر و مہ و نجوم ، طواف
جہاں کا قبلۂ دل ، آستانِ رحمت ہے

گلِ نویدِ شفاعت ہے زائروں کے لیے
نشانِ خلدِ بریں ، ارمغانِ رحمت ہے

لٹاتے ہیں وہ گداؤں پہ گوہرِ مقصود
لٹاتے ہیں وہ گداؤں پہ گوہرِ مقصود

بہارِ یادِ نبی ، مشکبار ہے سیفی !
ہمارا باغِ سخن ، بوستانِ رحمت ہے

ردیف ”ے“



ہر ایک ذرہ یہاں کا ، مہمان لگتا ہے
در ِ نبی پہ جُھکا آسمان لگتا ہے

کسی کا ظلّ ِ کرم ، مہربان لگتا ہے
قریب تر کوئی مجھ سے ہر آن لگتا ہے

یہ کس کی جلوہ نمائی ہے خلوتِ دل میں
چراغِ رخ سے منور مکان لگتا ہے

چمک رہے ہیں فلک پر جو رہنما تارے
ہر ایک اُن کے قدم کا نشان لگتا ہے

دو ایک بوند سے کھاری کنواں ہوا میٹھا
لعاب اُن کا حلاوت کی کان لگتا ہے

درود میں تپشِ روزگار سے ہے نجات
یہ غم کی دھوپ میں اک سا نبٹنان لگتا ہے

زمینِ فکر میں کرتا ہے نعت کی کھیتی
مرا ہنر بھی نرالا کسان لگتا ہے

زمینِ دل پہ اگر فصلِ عشق ہے آباد
تو جان و مال کا اُس پر لگان لگتا ہے

جہاں پہ کھلتے ہیں ذکر رسول کے غنچے
وہ دشت بھی ہو تو جنت نشان لگتا ہے

یہ دہر سب کے لیے جائے آزمائش ہے
قدم قدم پہ یہاں امتحان لگتا ہے

بہارِ نعت نے بخشی ہے وہ مہک سیفی
ہر ایک حرفِ ثنا ، عطر دان لگتا ہے

6/4/2020

ردیف ”ے“



اُس یمِ نور سے رحمت کے اجالے نکلے
لینے خیرات، ستاروں کے پیالے نکلے

جلوۂ عارض و گیسو نے بڑھائی رونق
روز و شب اوڑھ کے پُرنور دوشالے نکلے

ہر ورق اُن کے پسینے کی ثنا سے لبریز
شاخ در شاخ جو پھولوں کے رسالے نکلے

روضۂ شہ کی زیارت ہے میسر جن کو
اُن کے ناموں سے شفاعت کے قبالے نکلے

کر دیا نورِ فراست سے دلوں کو آباد
جو تھے عقلوں پہ پڑے جہل کے تالے نکلے

شہرِ الفاظ میں لغزش نہ کہیں ہو جائے
میرے افکار، شریعت کو سنبھالے نکلے

مل گئی منزلِ مقصود زمانے میں انھیں
جو بھی نقشِ قدمِ شہ کا دیا لے نکلے

بدر کے چاند نے ظلمت کو ہرایا ، سیفی !
تین سو تیرہ ستاروں کے جو ہالے نکلے

2/4/2020



ردیف ”ے“

سفر ذوقِ نمو ، جلد ، شجر تک پہنچے
تخمِ امید مرا ، برگ و ثمر تک پہنچے

بزمِ ہستی میں سما جائے اجالا بن کر
نغمۂ عشق ہر اک تارِ جگر تک پہنچے

غنچہ وگل ہی نہیں اُن کے تبسم پہ فدا
شوقِ دیدار لیے لعل و گہر تک پہنچے

شامِ ظلمت تھی ، وہ خورشیدِ ہدایت چمکا
قافلے وقت کے تابندہ سحر تک پہنچے

صرف تاروں کو نہیں اُن کے لبِ ورخ سے نیاز
لینے خیراتِ ضیا، شمس و قمر تک پہنچے

تابِ نسبت نے عصا کر دیا شب میں روشن
دو صحابی ، بڑے آرام سے گھر تک پہنچے

اب بچالیجیے ! سیلابِ بلا سے ہم کو
شر کا پانی نہ کہیں قوم کے سر تک پہنچے

ڈھل گیا سیمِ سخن ، نعت کے زر میں سیفی
میرے افکار بھی آغوشِ ہنر تک پہنچے

فروری ۲۰۲۰ء

ردیف ”ے“

ہر ایک گوشۂ در ، محترم ، حضور کا ہے
نمازِ عشق کا قبلہ ، حرم ، حضور کا ہے

جو ذرّے اُن سے لگے ہیں وہ عرش سے افضل
وہ در ، جہاں سرِ کعبہ ہے خم ، حضور کا ہے

مشامِ جاں ہے معطر ، لطیف خوشبو سے
جو مشک بار ہے دل میں وہ غم حضور کا ہے

ہے اُن کا نور ، جمالِ ازل کا آئینہ
تمام خلق میں حسنِ اَتَم ، حضور کا ہے

عروجِ گیسوئے ”وَاللّیل“ کوئی کیا جانے
جو بوسہ گاہِ مَلَک ہے قدم ، حضور کا ہے

وہ جس کی موجِ نَفَس نے جہاں کو مہکایا
متاعِ خوشبوئے جنت وہ دَم ، حضور کا ہے

خدا نے ذکرِ محمد کو دی ہے وہ رفعت
فرازِ عرش پہ کلمہ ، رقم حضور کا ہے

ہزاروں سال جسے جبرئیل نے دیکھا
وہ تارا ، عزتِ رب کی قسم ، حضور کا ہے

انہی کے سر پہ ہے تاجِ شفاعتِ کبریٰ
لقب ہے کس کا شفیعُ الاُمَم ؟ حضور کا ہے

کُھلے گا راز یہ محشر میں بت پرستوں پر
جو کلمہ پڑھتے ہیں سارے صنم ، حضور کا ہے

ہے اُن کا نامِ گرامی ، تمام محلوں پر
ہر اک شجر کی صدا ہے ارم ، حضور کا ہے

وہ جس کے سائے میں ہوں گے سب انبیاو رسل
لوائے حمد وہ کس کا ؟ عَلَم ، حضور کا ہے

غموں کی دھوپ میں بھی زندگی ہے سائے میں
خدا کے فضل سے ظلِّ کرم ، حضور کا ہے

نہ باریاب ہو کیوں کر درِ اِجابت پر
دعا کے ساتھ وسیلہ جو ضم ، حضور کا ہے

ہر ایک ، نعت میں رطب اللسان ہے سیفی !
فدا عرب ہے ، تو شیدا عجم ، حضور کا ہے

۱۸ ربیع النور ۱۴۴۱ھ - 18/11/2019

ردیف ''ے''

غموں کی دھوپ میں یہ سایہ دار رہتا ہے
غمِ حضور،مرا غمگسار رہتا ہے

مشامِ دل ہے معطر،ثنائے جاناں سے
گلِ خیالِ نبی ، مشکبار رہتا ہے

اُمیدِ دید کی کلیاں بچھائے رہتی ہے
نگاہِ شوق کو اک انتظار رہتا ہے

غرض نہیں ہے زمانے کے میکدے سے مجھے
شرابِ عشقِ نبی کا خمار رہتا ہے

ہے والضحیٰ میں قسم اُس چمکتے چہرے کی
جو آفتاب میں بھی جلوہ بار رہتا ہے

ہلالِ نَو بھی دکھاتا ہے تیغ ، اعدا کو
ہلالِ ابروئے شہ پر نثار رہتا ہے

بہارِ عشق سے کھلتے ہیں نعت کے غنچے
مرے ہنر کا چمن ، خلد زار رہتا ہے

خزاں سے پاک ہے ذکرِ رسول کا گلشن
سدا شباب پہ رنگِ بہار رہتا ہے

غمِ حضور کے پردے میں ہے جمالِ سرور
ہزار غم سہی پھر بھی قرار رہتا ہے

گدائے در پہ جو ہوتا ہے اُن کا خاص کرم
گدا گر اُس کا ہر اک تاجدار رہتا ہے

نہ صرف دستِ تصرف میں ہے جہاں کہ انھیں
امورِ دین میں بھی اختیار رہتا ہے

کرے علاج وہ سیفی ! دوائے توبہ سے
رضا کے نام سے جس کو بخار رہتا ہے

۵رصفر المظفر ۱۴۴۱ھ

5/9/2018

ردیف ''ے''

بحر جمیل مثمن سالم:

مفاعلاتن مفاعلاتن مفاعلاتن مفاعلتن

چمن چمن مسکرائے غنچے ، خزاؤں کا سر قلم کیا ہے
بہارِ حسنِ محمدی نے دلوں کو رشکِ ارم کیا ہے

فلک کے وہ رہنما ستارے ، نثار ہیں شانِ رہبری پر
کچھ اس طرح سے نبی نے روشن چراغِ نقشِ قدم کیا ہے

جمالِ رخ ، رازِ والضحیٰ ہے تو رمزِ واللیل اُن کے گیسو
لطیف پیرایۂ ثنا میں خدا نے ذکرِ قسم کیا ہے

حسین اُن سا نہیں ہے کوئی ، جہاں کے اہلِ نظر نے اُن پر
نثار ، حسنِ عرب کیا ہے ، فدا ، جمالِ عجم کیا ہے

وہی ہیں سردارِ وُلدِ آدم ، ہے فتحِ بابِ شفاعت اُن سے
لِوائے حمد اُن کو دے کے رب نے ہر اک کو زیرِ علَم کیا ہے

ولادت ان کی جو شہرِ مکہ میں ہونے والی تھی یوں سجایا
خدا نے کعبہ وہیں بنایا ، اُسی کو شہرِ حرم کیا ہے

درِ اجابت پہ باریابی ، دعائے آدم نے پائی فورا
ابوالبشر نے بصد عقیدت ، وسیلہ جب اُن کا ضَم کیا ہے

جو پہلے نابینا تھے صحابی، ملا ہے نورِ بصارت اُن کو
مرے مسیحا نفس نبی نے جب اُنکی آنکھوں میں دم کیا ہے

بہار بن کر دعاؤں کے پھول بانٹتے وہ گزر گئے ہیں
جب اُن کے اعدا نے اُن کے رستے کو خاردارِ اَلَم کیا ہے

برائے تعظیم جانور بھی گرے ہیں سجدے میں اُن کے آگے
درختوں نے بھی سرِ اِطاعت، درِ رسالت پہ خم کیا ہے

جہاں میں اُن کی سخا کا چرچا کوئی نہ مایوس در سے لوٹا
دیا ہے امید سے زیادہ، نہ کم کریں گے، نہ کم کیا ہے

تجلّیِ علم ایسی ڈالی کہ ذرے چمکے ستارے بن کر
کسی کو مہتابِ فن کیا ہے، کسی کو مہرِ حِکَم کیا ہے

سب امتوں سے یہ امت آخر مگر فضیلت میں سب سے اول
یہ خیر و برکت ہے اُن کے صدقے جو رب نے خیر الامم کیا ہے

شرابِ الفت کے مست ہیں ہم، نشہ ہے ان کی ثنا کا طاری
سرورِ نعتِ نبی سے ہم نے زمانے میں دفعِ غم کیا ہے

خدا نے بخشی ہیں اُن کو سیفی! خزائنِ ارض کی کلیدیں
بہادئے انگلیوں سے چشمے، رواں جو بحرِ کرم کیا ہے

ردیف ”ے“

خیالِ یار کے گیسو سنورنے لگتے ہیں
لبوں پہ نعت کے موتی بکھرنے لگتے ہیں

اگر تبسمِ جاناں کی یاد آتی ہے
زمینِ دل پہ ستارے اترنے لگتے ہیں

تصورات کی گلیاں مہکتی ہیں، جس دم
وہاں سے جانِ بہاراں گزرنے لگتے ہیں

وہ انگلیوں سے بہاتے ہیں نور کے چشمے
صحابہ پیتے ہیں مشکیزے بھرنے لگتے ہیں

اشارہ ہوتا ہے اُن کا جو سنگریزوں کو
وہ وِردِ کلمۂ توحید کرنے لگتے ہیں

تمہیں بتائیں گے رازِ حیات، پروانے
جو شمعِ بزمِ نبوّت پہ مرنے لگتے ہیں

اگر یہ کرتے ہیں حد پار کرنے کی کوشش
طُیُورِ شوق کے ہم، پر کترنے لگتے ہیں

ڈرو! خدا سے کہ یہ ڈر، نڈر بنا دے گا
جو رب سے ڈرتے نہیں سب سے ڈرنے لگتے ہیں

زباں پہ آتا ہیے جب ذکرِ والضحیٰ، سیفی
تو اہلِ عشق کے چہرے نکھرنے لگتے ہیں

ردیف ”ے“

کشتِ سخن ہماری ہری ہے ہری رہے
نعتِ نبی کی دھوم مچی ہے مچی رہے

کھلتے رہیں گلاب ، ثنائے حضور کے
دل میں بہارِ عشق بسی ہے بسی رہے

گلزارِ فن ہمارا مہکتا رہے سدا
اِس باغ میں کلی جو کھلی ہے کھلی رہے

جلوہ فروز ہوں گے شبستانِ دل میں وہ
بزمِ عروسِ یاد سجی ہے سجی رہے

مہر و مہ و نجوم بھی جن کا کریں طواف
لو اُن کی شمعِ رخ سے لگی ہے لگی رہے

اے عشق کھو نہ جانا کہیں خوابِ یاس میں
چشمِ امید دید کھلی ہے کھلی رہے

روشن رہے چراغِ ہدایت سے انجمن
یہ بزمِ زندگی جو سجی ہے سجی رہے

پیشانیِ خلوص و عقیدت بصد ادب
اُن کے درِ کرم پہ جھکی ہے جھکی رہے

آزاد چھوڑ سکتے نہیں اَسپِ شوق کو
اِس پر لگامِ شرع کسی ہے کسی رہے

کل بھی ہمارے سر پہ ردائے کرم ، شہا
جیسے جہاں میں آج تنی ہے تنی رہے

اعدائے شہ سے ہم نہیں کر سکتے اتحاد
سیفی ہماری اُن سے ٹھنی ہے ٹھنی رہے

3/9/2019

ردیف ”ے“

رنگ بہار خلد ، عجب ! عکس ریز ہے
کس گل کا ذکر ہے کہ سخن عطر بیز ہے

حقِ ثنائے قامتِ زیبا ہو کیا ادا !
سروِ جمالِ فکر یہاں سجدہ ریز ہے

مدحت کے پھول توڑ کے لاتا ہے غیر بھی
کس کو تمہارے باغِ ثنا سے گریز ہے

حسنِ خیالِ یار سے مٹتی ہے شامِ غم
آفاقِ دل میں ان کا قدم صبح خیز ہے

کچھ ہو نہ ہو مگر ہو زرِ حسن تربیت
یہ زیورِ عروس ہی اعلیٰ جہیز ہے

سیفی درختِ عشقِ نبی سے جو ہے کشید
نشّہ ، مری شرابِ تخیّل کا تیز ہے

٦ ربیع النور ١٤٤٤ھ

October 2022

ردیف ”ے“

کلی کلی ہے کس کا فیضِ مشکِ جاں لیے ہوئے
چمن چمن ہے خوشبوؤں کی داستاں لئے ہوئے

گیا ہے فضل رب انہیں کہاں کہاں لیے ہوئے
نظر ، جمالِ حق کی ہے تجلیاں لیے ہوئے

ہے ”مَارَمَیتَ“ حق کی سنگ باریاں لیے ہوئے
ہر ایک باطل آئنہ ہے کرچیاں لیے ہوئے

نہ چشمِ قولِ بد اٹھے دیارِ یار کی طرف
مزاجِ شعر ہاتھ میں ہے مرچیاں لیے ہوئے

فقط نہ بن کہ یم بہ یم ، نہ فرش تک کہ تا ارم
وہ رحمتِ شہِ اُمم ، ہے کل جہاں لیے ہوئے

کوئی قیاس کیا چلے، دنیٰ کا راز کیا کُھلے
ہزار پردہائے سِر ، ہے لامکاں لیے ہوئے

فدا ہیں مہر و ماہ بھی ، نجومِ چرخ گاہ بھی
یہ کون آ گیا جمالِ بے کراں لیے ہوئے

چمک اٹھی رہِ حیات ان کے نورِ نطق سے
ہر ایک حرف، دوش پر ہے کہکشاں لیے ہوئے

عظیم خلق کی ہیں کیا بلندیاں نہ پوچھیے
ادا ادا ہے حسن کا اک آسماں لیے ہوئے

نہ میکدے سے واسطہ نہ سیفی جام سے غرض
یہ دل ، مےِ الست کی ہے مستیاں لیے ہوئے

۱۴۴۴/۲/۱۲ھ

9/9/2022



ردیف ''ے''

ظلمتِ جبر مٹے، ظلم کا شیشہ پھوٹے
اُن کی ہر بات سے رحمت کا اجالا پھوٹے

ذکر سے اُن کے معطر ہو مشامِ ایماں
ہر گلِ نعت سے خوشبوئے دل آرا پھوٹے

شجرِ دل پہ لگیں جس سے تجلی کے ثمر
اتباعِ شہِ خوباں سے وہ دھارا پھوٹے

ضربِ موسیٰ سے اُگل دیتا ہے پتھر، پانی
گر وہ چاہیں تو کفِ دست سے چشمہ پھوٹے

التجا، آپ سے اے جانِ بہاراں! ہے یہی
باغ مہکے مرا، دیدار کا غنچہ پھوٹے

یا نبی خیر سے تابندہ رہے موجِ عمل
نُطق سے قوم کی اصلاح کا سوتا پھوٹے

آپ کے صدقے رہے عفو و کرم کا پردہ
لاج رہ جائے قیامت میں نہ بھانڈا پھوٹے

کر حفاظت کہ نہ بہہ جائے بھلائی اے دل
کبھی ہرگز نہ یہ ایمان کا کوزہ پھوٹے

لذتِ سوزِ جگر کی ہے تمنا سیفی !
بربطِ لب سے کوئی عشق کا نغمہ پھوٹے

۲۴ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ

24/9/2020

ردیف ''ے''

شانِ مادر

کیا ہی اللہ کی رحمت کا نشاں ہے ماں ہے
جس کے اقدام تلے باغ جناں ہے ماں ہے

کس بلندی پہ ہے تابندہ، ستارہ اُس کا
جس کی رفعت پہ فدا کاہ کشاں ہے ماں ہے

پیٹ میں رکھتی ہے نو ماہ، اٹھا کر صدمے
صبر و ایثار کا اک کوہِ گراں ہے ماں ہے

صبر و ایثار کا اک کوہِ گراں ہے ماں ہے
تیری فطرت کا شجر جس سے عیاں ہے ماں ہے

تیری تعمیر کی ہر اینٹ ہے ماں کے خوں سے
جس سے قائم تری ہستی کا مکاں ہے ماں ہے

حقِّ نعمت ہو ادا ماں کا بھلا کیا تجھ سے
جس کا احساں تری نس نس میں رواں ہے ماں ہے

عمر بھر کی تری خدمت بھی چراغِ سحری
اک شبِ حمل بھی وہ نور فشاں ہے ماں ہے

جس نے سانسوں سے دیا تھا تجھے وافر حصہ
جس کی خوشبو تری سانسوں میں نہاں ہے ماں ہے

باپ نے گھر میں رکھا ماں نے شکم میں تجھ کو
سب سے پہلی جو تری جائے اماں ہے ماں ہے

جس کی طاعت ہے مباحات میں لازم تجھ پر
جس کو خوش رکھنا تجھے خلد رساں ہے ماں ہے

مل نہیں سکتا زمانے میں کوئی ماں کا بدل
لاکھ مُحسِن ہو کوئی جو تری ماں ہے ماں ہے

خود اٹھاتی ہے مشقت پہ مشقت، سیفی !
بہرِ اولاد مگر راحتِ جاں ہے ماں ہے

ردیف ”ے“



اٹھی عنایتِ شہ کی گھٹا مدینے سے
جہاں میں خیر، مسلسل بٹا مدینے سے

وہ پل صراط سے کٹ کر گرے گا دوزخ میں
جہاں میں جس کا تعلق کٹا مدینے سے

بوجہِ کثرتِ بارش تھی ان کے لب پہ دعا
جو ابر چھایا تھا فوراً اچھٹا مدینے سے

مہِ زمیں کے ہے سینے میں دین، پوشیدہ
اِدھر سے میم، اُدھر ہا، گھٹا مدینے سے

فقط جو اہلِ سنن ہیں وہی بسیں، یارب
جو بدعقیدہ ہیں ان کو ہٹا مدینے سے

حجابِ مکر کیا چاک حق کے تیروں نے
ہر ایک پردۂ باطل پھٹا مدینے سے

کہا ہے جس کو طبیبوں نے لاعلاج اُسے
ذرا سی خاک اٹھا کر چٹا مدینے سے

چمک اٹھے گی سخن کی گلی گلی سیفی
دیارِ فکر کی تاریں، سَٹا مدینے سے

21/12/2022

ردیف ”ے“



تکتا ہے کھڑا اے شہِ خوباں! ترے آگے
ہے دیدۂ حیرت، مہِ تاباں ترے آگے

سب کاسہ بکف ہیں تری سرکارِ رضا میں
کیا ہیں یہ ستارے، دُرِ رخشاں! تیرے آگے

اک غمزۂ وَالشّمس، ترا مصحفِ رخ ہے
سورج ہے خطِ شرحِ درخشاں ترے آگے

وَاللّیل نے کیا خوب سنوارے ترے گیسو
ہے خیر طلب، کاکُلِ حوراں ترے آگے

آنکھیں ہیں تری، سرمۂ مَا زَاغ سے روشن
ہے وسعتِ دنیا، کفِ لمعاں ترے آگے

کافی ہے دمِ تیغۂ ابرو کا اشارہ
کیا شے ہے غمِ دہر کا زنداں ترے آگے

نازاں تھے زباں پر جو سرَ افرازِ فصاحت
ہیں، جانِ سخن! سر بہ گریباں ترے آگے

اے رازِ بقا! آبِ وضوئے شہِ لولاک!
کیا ڈھونڈے کوئی چشمۂ حیواں ترے آگے

ہم کو ہو عطا! صدقۂ بلقیسِ شفاعت
یہ عرض ہے جنت کے سلیماں ترے آگے

سیفی کو میسر ہو تری بزمِ رَأَی الحق
ہو نغمہ سرا، تیرا ثنا خواں ترے آگے

23/12/2022



ردیف ”ے“



عروسِ نکہتِ ایماں کا جو محمل نکلتا ہے
وہی گل، باغِ ہست و بود کا حاصل نکلتا ہے

قتیلِ تیغِ ابروئے نبی ہے کیوں کہیں مردہ
بدل کر زندگی کا پیرہن ، بسمل نکلتا ہے

درِ دیوانگیِ عشق ہے اک عالمِ حیرت
خرد کی رہبری کرنے جنونِ دل نکلتا ہے

جمالِ گیسوئے واللیل کا صدقہ ہے وہ ذرہ
جو اہلِ حسن کے عارض کا بن کر تِل نکلتا ہے

اگر ہے ان کی خیراتِ تبسم، تابِ انجم میں
تو سورج اُس درِ رخسار کا سائل نکلتا ہے

کتابِ خلقِ شہ کا ہر ورق ہے جلوۂ قرآں
عدو بھی خوبیِ اخلاق کا قائل نکلتا ہے

وہ بحرِ آگہی ہیں اُن کی ہر موجِ فصاحت سے
خزانہ، علم و حکمت کا، لبِ ساحل نکلتا ہے

ہدایت کا اجالا مفت ہے سارے زمانے کو
کسی کو فیس بھرنی ہے نہ کوئی بِل نکلتا ہے

بنائے کارِ خیر، ایمان ہے جو یہ نہ ہو دل میں
تو محشر میں نتیجہ نیکیوں کا ، نِل نکلتا ہے

مُڑی ہیں ساری راہیں دشتِ ظلمت کی طرف لیکن
انھیں کا سیدھا رستہ جانبِ منزل نکلتا ہے

یہ خورشیدِ خیالِ یار کا فیضان ہے سیفی
مرا حرفِ ثنا بن کر مہِ کامل نکلتا ہے

۲ر ذوالحجہ ر ۱۴۴۲ھ

13/7/2021

ردیف ”ے“



تن کی خوشبو سے فضاؤں کا بدن ڈھانپ گئے
گزرے کس راہ سے وہ اہلِ طلب بھانپ گئے

صورتِ کفر جو ڈستے تھے، کرم ہے ان کا
خانۂ دل سے نکل کر وہ سیہ سانپ گئے

رعب تھا پیکرِ رحمت کا جہاں میں ایسا
جب بھی نام ان کا کہیں آیا عدو کانپ گئے

پیشِ اعجازِ سخن ، کس کو ہے تابِ گفتار
روبرو، ہونٹ، فصیحانِ عرب چانپ گئے

اُن کی پرواز کے پائے کو نہ پہنچے سیفی
اُڑنے والے، سرِ آغازِ سفر ہانپ گئے



ردیف ے

بارگاہِ رحمت میں تولہ ہے نہ ماشہ ہے
عالمین پر اُن کا فیض بے تحاشا ہے

سر پہ تاجِ ”اَلکوثر“ لب پہ شانِ لا تَنہَر
با مراد اُس در سے ہر کسی کی آشا ہے

غلغلہ فصیحوں کا تھا کبھی زمانے میں
وہ ہوئے سخن پیرا بند سب کی بھاشا ہے

سازِ دل پہ بجتا ہے عشق کا ہر اک نغمہ
زندگی کی محفل میں ڈھول ہے نہ تاشا ہے

گمشدہ ملی سوئی جلوۂ تبسم سے
رات کا ہر اک تارا دیدۂ تماشا ہے

نور کے قلم نے جو ان کی نعت لکھی تھی
اس چمکتے صفحے کا خلد اک تراشہ ہے

زندگی کی کرنوں سے اس کی موت ہے روشن
جس نے اس نگینے کو علم سے تراشا ہے

جبرئیل بھی بولے آپ سا نہیں کوئی
ہر کسی کو دیکھا ہے ہر کہیں تلاشا ہے

ان کے تذکرے میں بھی وہ مٹھاس ہے سیفی
روبرو شکر کیا ہے اور کیا بتاشا ہے

قطعہ

کیا رنگِ بندگی ہے قضا میں حسین کا
ہمسر نہیں ہے حسنِ ادا میں حسین کا
کامل نہیں نماز بھی شبّیر کے بغیر
شامل ہے ذکر، صلِّ علیٰ میں حسین کا

قطعہ

حیاتِ نو کا ہے تازہ شباب نیزے پر
کہ لب ہیں تالیِ اُمّ الکتاب نیزے پر
یزیدیت پہ کڑی دھوپ ہے قیامت کی
سرِ حسین کا ہے آفتاب نیزے پر

قطعہ

ہر اک پھول میں رنگ بہار آج بھی ہے
حسین تیرا چمن مشکبار آج بھی ہے
یزیدیت کی خزاں کو ہرا دیا تو نے
زمین عشق تری لالہ زار آج بھی ہے

قطعہ

اہلِ شبابِ خلد کے سرور حسن حسین
ریحانِ مصطفٰے ہیں گل تر حسن حسین
کس اوج پر قران ہے سعدَین کا نہ پوچھ
ہیں راکبانِ دوشِ پیغمبر حسن حسین

قطعہ

کس پہ تھا صورتِ گل آگ کا جوہر خاموش
دیتا ہے درسِ وفا، شعلۂ آزر خاموش
اِذنِ ربّی جو نہ ہو کٹ نہیں سکتا حلقوم
ذبح پر دستِ براہیم ہے خنجر خاموش

قطعہ

صلحِ حسَن کے ساتھ ہوں آلِ نبی کے ساتھ
حبِّ معاویہ بھی ہے حبِّ علی کے ساتھ
سیفی مشاجرات صحابہ سے کیا غرض
اصحابی کالنجوم کی ہوں روشنی کے ساتھ

قطعہ

جھڑکنا ہے نہ کبھی اُف زبان پر لانا
براہِ عجز ہے رحمت کے ساتھ پیش آنا
حدودِ شرع میں، فرمان ہے بجالانا
ہمیں ہے حکم "وَبِالوَالِدَینِ اِحسَانا"

قطعہ

زائرو! پاسِ ادب لا تَرفَعُوا اَصوَاتَکُم
ہے در شاہ عرب لا تَرفَعُوا اَصوَاتَکُم
ہو نہ جائیں حبط، رفعِ صوت سے اعمالِ خیر
ہے یہاں فرمانِ رب لا تَرفَعُوا اَصوَاتَکُم

قطعہ

تار جب اُس گلی سے ملتا ہے
دل گلے روشنی سے ملتا ہے
شقِ ابوبکر اتنا سہل نہیں
فیض یہ بھی علی سے ملتا ہے

تمت بالخیر

بزمِ فیضانِ رضا، تعارف، اغراض واہداف

❁ دارالعلوم محبوبِ سبحانی کے متحرک وفعال، اور باذوق طلبہ کی انجمن کا نام "بزمِ فیضانِ رضا" ہے، یہ انجمن بانیِ ادارہ حضرت علامہ عبدالرحیم خان صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی سرپرستی میں ۱۹۸۳ء میں قائم ہوئی۔ یومِ قیام سے لے کر اب تک اِس بزم پر مجدد اعظم امام احمد رضا خان -رضی اللہ تعالیٰ عنہ- کا فیضِ کرم ابرِ بارندہ بن کر برس رہا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ صبحِ قیامت تک برستا رہے گا۔

❁ یہ بزم درحقیقت ان شاہین صفت طلبہ کا ترویجی، اشاعتی، تربیتی اور تبلیغی ادارہ ہے، جس کا مقصد اگر ایک طرف مطبوعہ درسی وغیر درسی کتب ورسائل وجرائد کی ذخیرہ اندوزی ہے تو دوسری طرف یہ بھی ہے کہ دنیائے سنیت کے اربابِ فکر ودانش، سنجیدہ اسلوبِ بیان کے حامل قلم کاروں بالخصوص اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان -رضی اللہ تعالیٰ عنہ- کی قلمی خدمات کو سلیس اندازِ بیان سے مزین کر کے طباعت کے مرحلے سے گزار کر، اُن کی اشاعت وترسیل کا منظم انتظام کیا جائے اور انھیں ملک کی اہم دانش گاہوں اور معروف لائبریریوں میں ارسال کیا جائے!

❁ یہ بزم بحمد اللہ تعالیٰ اپنے اغراض ومقاصد میں صد فی صد کامیاب وکامران ہے۔ ادارے پر اپنی کفالت کا بار نہ ڈالتے ہوئے اِس نے اپنے ذاتی فنڈ سے نہ صرف یہ کہ اپنی مستقل لائبریری قائم کر کے اُس میں لاکھوں روپے کی کتابیں مہیا کرائی ہیں؛ بلکہ خطیر رقم خرچ کر کے ایک بڑے ہال میں جملہ سہولیات سے لبریز ایک دیدہ زیب "حافظِ ملت دارالمطالعہ" بھی قائم کیا ہے۔ اراکینِ بزم کی کارکردگی کا اندازہ اِس سے لگایا جا سکتا ہے کہ یومِ تاسیس سے لے کر اب تک یہ انجمن تقریباً ہر سال کوئی نہ کوئی اہم کتاب منتخب کر کے اپنے صرفۂ خاص سے اس کی ترسیل واشاعت کا بوجھ برداشت کرتی آئی ہے۔

اس کے مندرجہ ذیل اغراض ومقاصد بھی ہیں:

❁ عقائد ومعمولات اور احکامِ فقہیہ پر وقتاً فوقتاً کوئیز کونٹسٹ کرانا۔

❁ نعت وخطابت اور قراءت کی خصوصی مزاولت کے لیے طلبہ کے مابین مسابقۂ نعت وخطابت وقراءت کرانا۔

❁ اپنے موقر اساتذۂ کرام کے زیرِ سایہ رہ کر ہر سال ایک عظیم الشان محفل بنام "جشنِ امام احمد رضا" منعقد کر کے، ملک کے مایۂ ناز علما اور خطبا کو بلا کر اُن کے مقدس ہاتھوں سے مطبوعہ کتاب کی رونمائی کرانا۔

❁ مطبوعہ کتاب کو مدارسِ اسلامیہ کی لائبریریوں، مشائخِ کرام اور ائمۂ مساجد کی بارگاہوں تک مفت پہنچانا۔

❁ تحفظِ ناموسِ رسالت، تشہیرِ مسلکِ اعلیٰ حضرت اور فکرِ امام احمد رضا کی اشاعت کے لیے ٹھوس ومضبوط اقدام کرتے رہنا۔

اپیل: اہلِ خیر حضرات سے گزارش ہے کہ فکرِ رضا کی ترویج واشاعت کے لیے بزمِ فیضانِ رضا کا **خصوصی تعاون** فرمائیں!

BAZM-E-FAIZAN-E-RAZA

Talaba-e-Darul Uloom Mahboob-e-Subhani, Kurla, (W) Mumbai-70